عمران سیریز
ڈبل گیم
مظہر کلیم
ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ۔ نیا ناول " ڈبل گیم " آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ اس ناول میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے مشن کی تکمیل کے لئے جان توڑ اور صبر آزما جدوجہد کے بعد جب مشن کی تکمیل میں ناکام ہو جاتے ہیں تو پھر اس وقت مجرموں کا سربراہ انہیں خود ہی نہ صرف زندہ واپس بھجوا دیتا ہے بلکہ ان کا مشن بھی خود ہی مکمل کر دیتا ہے اور عمران اور اس کے ساتھی اس حیرت انگیز واقعہ پر یقیناً حیرت زدہ ہو کر رہ جاتے ہیں ۔ ظاہر ہے ایسا واقعہ انہیں زندگی میں پہلی بار پیش آیا تھا کہ دشمن نے انہیں بے بس کرنے کے بعد موت کے گھاٹ اتارنے کی بجائے نہ صرف انہیں زندہ واپس بھجوا دیا بلکہ ان کے مشن کی تکمیل میں بھی خود مدد کی لیکن کیا یہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کوئی شاطرانہ چال تھی اور کیا عمران اس چال کو سمجھ بھی سکا اور اگر یہ واقعی کوئی چال تھی تو کیا عمران نے بھی اس کے جواب میں کوئی گیم کھیلی ۔ ان سوالوں کے جواب تو آپ کو ناول پڑھنے کے بعد ہی مل سکیں گے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ منفرد انداز کی کہانی آپ کو ہر لحاظ سے پسند آئے گی ۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے گا ۔ حسب دستور اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے ۔

قصور سے فضل الرحمن علی صاحب لکھتے ہیں۔ "گذشتہ پندرہ سالوں سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں۔ آپ کا ناول "فور سٹار" موضوع کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے لیکن اس میں وہ ربط نہیں تھا جو عموماً آپ کے ناولوں کا اثاثہ ہوتا ہے۔ انجام بھی بے حد اچھا تھا لیکن ربط کی کمی بہرحال محسوس ہوتی رہی۔ مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ اس بات پر خصوصی توجہ دیں گے۔ ایک مشورہ بھی دینا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے ناولوں میں انگریزی کے جو الفاظ استعمال کرتے ہیں اگر ان کے سپیلنگ بھی ساتھ لکھ دیا کریں اور ساتھ ہی ان کا سلیس ترجمہ بھی تو اس سے آپ کے وہ قاری جو انگریزی کو بخوبی نہیں پڑھ سکتے۔ انگریزی کے یہ الفاظ سمجھ سکیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میرے اس مشورے پر ضرور عمل کریں گے"۔

محترم فضل الرحمن علی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ "فور سٹار" عمران سیریز کے دوسرے ناولوں سے قطعی ہٹ کر ایک نیا سلسلہ ہے۔ اس میں فور سٹار کے مقابلے میں نہ ہی بین الاقوامی تنظیمیں ہوتی ہیں اور نہ ہی بین الاقوامی سطح کے مجرم۔ جیسے کہ عمران سیریز کے دوسرے ناولوں میں ہوتے ہیں۔ یہ ناول اندرون ملک ہونے والے بھیانک سماجی جرائم اور ان سے متعلقہ مجرموں کے خلاف سیکرٹ سروس کے ایک چھوٹے سے گروپ کی کارکردگی پر مشتمل ہوتے ہیں۔ شاید اسی لئے آپ کو اس میں ربط کی کمی کا احساس ہوا ہو۔ لیکن آپ نے اپنی اس بات کی کوئی مثال دے کر وضاحت نہیں کی تاکہ جو کمی آپ نے محسوس کی ہے اسے آئندہ ناولوں میں دور کیا جا سکے۔ اس کے باوجود میں کوشش کروں گا کہ آپ کو آئندہ ایسی کسی کمی کا احساس نہ ہو۔ جہاں تک آپ کے مشورے کا تعلق ہے تو محترم۔ انگریزی کے جو الفاظ ناول میں استعمال ہوتے ہیں وہ اب اردو زبان کا حصہ بن چکے ہیں اور ہر آدمی نہ صرف انہیں سمجھتا ہے بلکہ عام بول چال میں بھی استعمال کرتا ہے۔ ہر انگریزی لفظ کا اردو ترجمہ لکھنے سے تو بات اور الجھ سکتی ہے۔ اس کی ایک مثال اگر دے دوں تو شاید میری بات زیادہ واضح ہو جائے گی۔ انگریزی کا لفظ لاؤڈ سپیکر عام استعمال ہوتا ہے اور ہر آدمی اس لفظ کے معنی بھی سمجھتا ہے اور اسے استعمال بھی کرتا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ "آلہ مکبر الصوت" کیا گیا ہے۔ اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ اگر ناول میں استعمال ہونے والے انگریزی الفاظ کا ایسا اردو ترجمہ ساتھ لکھ دیا جائے تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا"۔

ملتان دہلی گیٹ سے رضوان احمد صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول واقعی ہر لحاظ سے شاندار ہوتے ہیں لیکن دو باتیں مجھے بہت کھٹکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ ہر شخص کو تھری پیس سوٹ پہنا دیتے ہیں جبکہ اب تو تھری پیس سوٹ کوئی نہیں پہنتا۔ بلکہ اب تو سب ٹو پیس سوٹ پہنتے ہیں۔ جب آپ اتنے ایڈوانس ناول لکھتے ہیں تو پلیز اس طرف بھی توجہ دیجئے گا۔ اس کے علاوہ آپ ناول میں صرف لاحول ولا قوۃ کے الفاظ تو لکھ دیتے ہیں اسے مکمل نہیں لکھتے جبکہ اسے اس طرح

ادھورا لکھنا غلط ہے ۔ اس لئے آپ اسے پورا لکھا کریں ۔ امید ہے آپ ضرور توجہ دیں گے ۔

محترم رضوان احمد صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ جہاں تک تھری پیس سوٹ کا تعلق ہے تو محترم ۔ سوٹ تو تھری پیس ہی پہنا جاتا ہے ۔ جہاں تک ٹو پیس سوٹ کا تعلق ہے تو بغیر تیسرے پیس کے سوٹ صرف ان علاقوں میں تو پہنا جا سکتا ہے جہاں سردی کم پڑتی ہو اور نوجوان بھی اپنی نوجوانی کے اظہار کے لئے ٹو پیس سوٹ پہن لیتے ہیں ۔ باقی جہاں تک لاحول ولا قوۃ ادھورا لکھنے کی بات ہے تو آپ کی یہ بات درست ہے کہ اسے پورا لکھنا اور پڑھنا چاہئے ۔ لیکن بات چیت کے دوران محاورتاً اسے آدھا ہی بولا جاتا ہے جبکہ سمجھا اسے پورا ہی جاتا ہے ۔ بولنے والے کا مقصد صرف اس کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے ۔ امید ہے آپ کی الجھن دور ہو گئی ہو گی ۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

مسلسل گھنٹی بجنے کی آواز سن کر عمران کی آنکھ کھل گئی ۔ اس نے بیڈ لیمپ کا بٹن پریس کیا تو سامنے موجود گھڑی پر وقت دیکھ کر چونک پڑا ۔ رات کا ڈیڑھ بجنے والا تھا ۔ ساتھ رکھے ہوئے فون کی گھنٹی مسلسل بجے چلی جا رہی تھی ۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ۔

" یس "...... عمران نے خمار آلود لہجے میں کہا ۔

" سلطان بول رہا ہوں "...... دوسری طرف سے سر سلطان کی انتہائی پریشان سی آواز سنائی دی تو عمران بری طرح چونک پڑا ۔

" خیریت جناب ۔ اس وقت فون کیا ہے "...... عمران نے بھی پریشان ہوتے ہوئے کہا کیونکہ سر سلطان جیسے آدمی کی طرف سے اس وقت فون کرنے کا مطلب کوئی خاص بات ہی ہو سکتی تھی ۔

" عمران بیٹے ۔ غضب ہو گیا ہے ۔ ہمارے اٹیمک پلانٹ سے ایک ایسا پرزہ پراسرار طور پر چوری کر لیا گیا ہے کہ اگر وہ واپس نہ ملا تو پورا

چلانٹ نہ صرف بیکار ہو جائے گا بلکہ اب تک کے سارے کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا اور ہم دفاعی طور پر قطعی بے بس ہو کر رہ جائیں گے"...... سر سلطان کے لہجے میں بے پناہ پریشانی کا تاثر تھا۔

"پرزہ چوری ہو گیا ہے ۔ اس وقت ۔ کیا مطلب ۔ میں سمجھا نہیں"...... عمران نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"فون پر یہ بات تفصیل سے نہیں بتائی جا سکتی ۔ تم ایسا کرو کہ فوراً اٹیمک پلانٹس ایریا کے فرسٹ گیٹ پر پہنچ جاؤ ۔ میں بھی وہیں جا رہا ہوں ۔ اہم فوجی سربراہ بھی وہاں پہنچ چکے ہیں ۔ پورے شہر بلکہ پورے ملک کی ناکہ بندی کر لی گئی ہے لیکن صدر مملکت کا کہنا ہے کہ یہ کام فوری طور پر ایکسٹو کے ذمے لگایا جائے کیونکہ یہ پرزہ دراصل پاکیشیا کا دفاعی مستقبل ہے ۔ تم فوراً وہاں پہنچو ۔ تمہیں ایریئے کے متعلق تو علم ہے ناں کہ کہاں ہے"...... سر سلطان نے اسی طرح تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں پہنچ رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ بستر سے اٹھا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور سلیمان اندر آ گیا ۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ گہری نیند سے اٹھ کر آیا ہے۔

"خیریت ہے صاحب"...... سلیمان نے بھی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تمہیں ہزار بار کہا ہے کہ اتنا مزیدار کھانا نہ پکایا کرو لیکن تم باز ہی نہیں آتے"...... عمران نے جلدی سے شب خوابی کا گاؤن اتار کر

ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا اور تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا ۔ سلیمان اسی طرح حیرت سے منہ کھولے کھڑے کا کھڑا رہ گیا ۔ پھر اس نے اس انداز میں کندھے اچکائے جیسے اسے بات سمجھ نہ آئی ہو ۔ لیکن آگے بڑھ کر اس نے گاؤن اٹھایا اور ایک طرف موجود وارڈروب کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے وارڈروب کھولا اور گاؤن کو ہینگر پر لٹکا کر اس نے الماری بند کر دی اور پھر آگے بڑھ کر وہ بستر کی چادر کو ٹھیک کرنے میں مصروف ہو گیا ۔ تھوڑی دیر بعد عمران باہر آیا تو اس کے جسم پر سوٹ موجود تھا اور بال وغیرہ سیٹ ہو چکے تھے ۔ چہرہ اب اس طرح تروتازہ تھا جیسے وہ نیند پوری کر کے اٹھا ہو۔

"آپ کہیں جا رہے ہیں"............ سلیمان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اب اور کیا کر سکتا ہوں ۔ اب تم نے تو اتنا مزیدار کھانا بنانے سے باز آنا نہیں"...... عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"آپ تو اس طرح بات کر رہے ہیں جیسے مزیدار کھانا پکانا کوئی بھیانک جرم ہو ۔ آخر ہوا کیا ہے"...... سلیمان نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔ وہ چونکہ گہری نیند سے اٹھا تھا اس لئے شاید اس کے ذہن میں عمران کی بات کا پوری طرح مطلب ہی نہ آ رہا تھا۔

"میرے ساتھ آؤ"...... عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر بیڈ روم سے باہر آ گیا ۔ سلیمان ہونٹ چباتا اس کے پیچھے باہر آ گیا۔

"کھانا مزیدار ہو تو لامحالہ بھوک سے زیادہ کھانا کھایا جاتا ہے اور رات کو کھانا زیادہ کھالیا جائے تو پھر بدہضمی ہو جاتی ہے اور بدہضمی ہو جائے تو انتہائی بھیانک خواب دکھائی دینے لگتے ہیں اور بھیانک خوابوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آدمی سرے سے سوئے ہی ناں بلکہ ویسے ہی رات کو سڑکوں پر آوارہ گردی کرتے ہوئے کھانا ہضم کرے ۔ اب آئی سمجھ میں بات کہ میں کیوں کہتا ہوں کہ اتنا مزیدار کھانا نہ بنایا کرو لیکن تم باز ہی نہیں آتے"....... عمران نے راہداری سے گزر کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا ۔

"لیکن رات تو آپ نے کھانا ہی نہیں کھایا"....... سلیمان جو اس کے پیچھے آرہا تھا جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"اچھا ۔ اوہ پھر یقیناً بھوک کی شدت سے ڈراؤنے خواب آرہے ہوں گے"....... عمران نے دروازہ کھول کر باہر سیڑھیوں کی طرف لپکتے ہوئے کہا اور پھر سلیمان کا جواب سنے بغیر وہ بیک وقت کئی کئی سیڑھیاں پھلانگتا ہوا فلیٹ سے نیچے آگیا ۔ سڑک سنسان پڑی ہوئی تھی عمران نے گیراج کھولا اور کار باہر نکال کر اس نے گیراج بند کیا اور کار میں بیٹھ کر اس نے کار آگے بڑھا دی ۔ اب وہ اس پرزے اور اس کی چوری کے بارے میں سوچ رہا تھا جس کی وجہ سے رات کے اس پچھلے پہر پوری حکومت بوکھلا کر رہ گئی تھی ۔ چونکہ سڑک پر کوئی اکا دکا کار یا ٹیکسی ہی آتی جاتی دکھائی دے رہی تھی اس لئے عمران کار کو پوری رفتار سے دوڑتا ہوا اٹیمک پلانٹس ایریئے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا ۔ یہ

یریا دارالحکومت کی حدود سے باہر پہاڑی علاقے کے اندر تھا ۔ اس کی رسٹ چیک پوسٹ البتہ اس پہاڑی علاقے سے باہر واقع تھی ۔ تقریباً صف گھنٹے کی مسلسل اور تیز ڈرائیونگ کے بعد کار فرسٹ چیک پوسٹ کے سامنے پہنچ گئی ۔ وہاں بھی ایک افراتفری کا سا عالم نظر آرہا تھا کئی فوجی جیپیں آتی اور جاتی دکھائی دے رہی تھیں ۔ عمران نے کار جیسے ہی چیک پوسٹ پر روکی تو ایک مسلح فوجی تیزی سے اس کی طرف بڑھا ۔

"میرا نام علی عمران ہے ۔ سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کہاں ہیں"....... عمران نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے چیک پوسٹ کے کمرے سے سر سلطان باہر نکلے اور تیز تیز قدم اٹھاتے عمران کی کار کی طرف آنے لگے مسلح آدمی انہیں دیکھ کر مؤدبانہ انداز میں پیچھے ہٹ گیا ۔ سر سلطان نے کار کی سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھولا اور سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئے ان کا چہرہ ستا ہوا تھا اور پیشانی پر اس قدر لکیریں ابھر آئی تھیں کہ پیشانی گراموفون ریکارڈ جیسی لگ رہی تھی ۔

"چلو اندر لے چلو کار"....... سر سلطان نے کہا اور عمران نے کار آگے بڑھا دی ۔

"آپ کا چہرہ دیکھ کر تو مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے ایٹمی پلانٹ کے پرزے کی بجائے آپ کے ذہن کا کوئی پرزہ چوری ہو گیا ہو"۔ عمران نے چیک پوسٹ کو کراس کرتے ہوئے سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"تمہیں اندازہ ہی نہیں کہ کیا ہوا ہے۔ بہت غضب ہو گیا ہے
پوری حکومت ہل کر رہ گئی ہے"...... سر سلطان نے اسی طرح انتہا
پریشان سے لہجے میں کہا۔
"حکومت کا کیا ہے۔ اسے تو ہلنے کا بہانہ چاہیئے۔ بہر حال آ
بتائیں تو سہی ہوا کیا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"تمہیں تو معلوم ہو گا کہ اس ایریئے میں جو اٹیمک پلانٹس موج
ہیں وہ عام سے ہیں تاکہ سپر پاورز کے جاسوسی سیاروں کو دھوکہ دیا
سکے جبکہ خصوصی پلانٹس کہیں اور زمین کی کسی انتہائی گہرائی میں
ہوئے ایریئے میں کام کر رہے ہیں۔ جسے پوری دنیا کی نگاہوں سے مخ
رکھا جا رہا ہے۔ اس پلانٹ پر انتہائی ایڈوانس ریسرچ جاری ہے
ایسی ریسرچ جس کے مکمل ہونے کے بعد اس ہتھیار کے مقابلے میں
ایٹم بم ایک معمولی سے کارتوس جیسی اہمیت اختیار کر جائے گا۔ اس
ہتھیار کو کوئی نام نہیں دیا گیا۔ اس بے نام ہتھیار کی ریسرچ آخر
مراحل پر تھی۔ اس کے لئے ایک خصوصی پرزے کی ضرورت تھی جسے
کسی صورت بھی نہ یہاں بنایا جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اسے فروخت
کرتا ہے اور نہ ہی کسی سپر پاورز کی لیبارٹری سے اسے اڑایا جا سکتا ہے
اس کا سائنسی نام تو کوئی اور ہو گا لیکن اسے ماسٹر کنٹرولر اور "ایم سی
کہا جاتا ہے۔ حکومت پاکیشیا نے اس ماسٹر کنٹرولر کو حاصل کرنے کے
لئے اپنے پورے ذرائع استعمال کئے اور آخر کار ایک انتہائی خفیہ تنظیم
ٹرانس کراس جو اس قسم کا دھندہ کرتی ہے۔ سے رابطہ کرنے میں

یاب ہو گئی اور اس ٹرانس کراس سے اس ماسٹر کنٹرولر کے حصول
معاہدہ انتہائی بھاری قیمت پر طے ہو گیا اور ادائیگی کر دی گئی۔ ایک
قبل ٹرانس کراس نے ماسٹر کنٹرولر جو حجم میں ایک چھوٹے
نسسٹر جتنا ہے ہمارے سب سے بڑے ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر احسن
ے حوالے کر دیا۔ ڈاکٹر احسن نے اسے چیک کیا اور اسے او کے قرار
ے دیا۔ ٹرانس کراس کو بقیہ رقم کی ادائیگی کر دی گئی۔ اس پرزے
ے لئے بہت بڑی ادائیگی کی گئی۔ اس کی مالیت یوں سمجھو کہ پاکیشیا
ے سالانہ نصف بجٹ کے برابر تھی۔ اب یہ معلوم نہیں کہ ٹرانس
اس نے اسے کہاں سے حاصل کیا۔ بہر حال وہ پرزہ حاصل کر لیا گیا۔
پرزہ یہاں پاکیشیا کی ایک پرائیویٹ کوٹھی کے نیچے بنی ہوئی خفیہ
بارٹری میں وصول کیا گیا اور وہیں اسے چیک کیا گیا۔ اس کے بعد
ے ایک عام سے کارٹن میں بند کر کے اس کوٹھی سے حکومت کے
ب اور آدمی نے باہر نکالا اور اسے ایک بنک کے سپیشل لاکر میں
ھ دیا گیا۔ وہاں یہ پرزہ ایک ماہ تک پڑا رہا۔ یہ سب کچھ حفاظتی نکتہ
رسے کیا گیا تھا تاکہ اگر ٹرانس کراس ڈبل گیم کھیل رہی ہو تو اس
ے بچا جا سکے یا وہ ملک جہاں سے اسے حاصل کیا گیا ہے اگر اس کے
ی اس پرزے کے پیچھے آئیں تو وہ بھی ناکام ہو جائیں۔ لیکن ایک ماہ
ے اس سلسلے میں کوئی کارروائی نہ ہوئی حکومت اور سائنسدان
طمئن ہو گئے۔ آج لاکر سے یہ پرزہ نکال کر یہاں لایا گیا اور یہاں کے
ب خفیہ سٹور میں رکھ دیا گیا تاکہ رات کو ڈاکٹر احسن آکر اسے

وصول کر کے لے جائیں جب ڈاکٹر احسن آئے اور سٹور کھولا گیا تو پرا
غائب تھا۔ اسے تلاش کیا گیا لیکن اس کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ یوں لگتا
جیسے اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔ سٹور اسی طرح بند تھا۔ با
مسلح گارد موجود تھی۔ ارد گرد بھی مسلح گارد تھی۔ تمام ایریئے کی حفاظ
چوکیاں پوری طرح الرٹ تھیں۔ کوئی اجنبی آدمی نہ اندر آیا اور نہ با
گیا۔ لیکن وہ پرزہ غائب ہے۔ چنانچہ فوراً صدر مملکت اور چیف آف
آرمی سٹاف اور ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ کو اطلاع دی گئی۔ پور
ایریئے کو سیل کر دیا گیا۔ تمام شہر بلکہ تمام ملک کی انتہائی سختی سے
ناکہ بندی کر دی گئی ہے لیکن ابھی تک کوئی معمولی سا کلیو بھی نہیں
مل سکا۔ صدر مملکت بے حد پریشان ہیں۔ انہوں نے مجھے فون کر کے
بلوایا اور پوری تفصیل بتا کر ہدایت کی کہ میں ایکسٹو کے نوٹس میں
فوری طور پر یہ بات لاؤں۔ چنانچہ میں نے کوٹھی واپس آکر تمہیں فون
کیا اور پھر یہاں پہنچ گیا"...... سر سلطان نے پوری تفصیل بتاتے
ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے
کیونکہ تفصیل سننے کے بعد اسے بھی اس پرزے کی صحیح اہمیت کا
احساس ہو گیا تھا۔

"اب ہم کہاں جا رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اس سٹور کے باہر بڑے ہال میں خصوصی میٹنگ کی جا رہی ہے
اس میں سیکرٹری دفاع۔ چیف آف آرمی سٹاف۔ ملٹری انٹیلی جنس کے
سربراہ شامل ہیں۔ صدر مملکت کی طرف سے میں اس میٹنگ میں

شامل ہو رہا ہوں اور ایکسٹو کی طرف سے تم"...... سر سلطان نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے کار کو دائیں طرف موڑنے کے لئے
اشارہ کیا تو عمران نے کار دائیں ہاتھ پر موڑ دی جہاں ایک سبز رنگ کی
عمارت کے سامنے کئی فوجی جیپیں اور سرکاری کاریں بھی موجود تھیں۔
ان میں سے ایک کار سر سلطان کی بھی تھی۔ عمران نے کار ان کی کار
کے ساتھ ہی روکی۔

"آپ یہاں سے فرسٹ چیک پوسٹ تک پیدل گئے تھے"۔ عمران
نے کار روک کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں تمہارے لئے وہیں فرسٹ چیک پوسٹ پر ہی اتر گیا
تھا۔ ڈرائیور کار یہاں لے آیا ہے"...... سر سلطان نے بھی کار سے نیچے
اترتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے برآمدے میں موجود سیکرٹری دفاع سر سلطان کو دیکھ کر
تیزی سے ان کی طرف بڑھے۔ ان کے پیچھے چیف آف آرمی سٹاف اور
دیگر اعلیٰ فوجی افسران کے علاوہ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف بھی آگے
بڑھے۔ سیکرٹری دفاع نے سر سلطان سے مصافحہ کیا جب کہ فوجی
افسران نے انہیں باقاعدہ سیلوٹ مارا۔

"یہ علی عمران صاحب ہیں۔ چیف آف سیکرٹ سروس کے نمائندہ
خصوصی"...... سر سلطان نے اپنے ساتھ کھڑے علی عمران کا تعارف
کراتے ہوئے کہا تو سب نے بڑی گرمجوشی سے عمران سے مصافحہ کیا
کیونکہ وہ سب چیف آف سیکرٹ سروس کے اختیارات سے اچھی طرح

واقف تھے ۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب میٹنگ ہال میں پہنچ گئے ۔

" میرا خیال ہے پہلے وہ سٹور دیکھ لیا جائے جہاں سے چوری ہوئی ہے "...... عمران نے کہا تو سیکرٹری دفاع نے اثبات میں سرہلا دیا اور اس کے بعد وہ سب سٹور میں پہنچ گئے ۔ یہ سٹور تہہ خانے میں بنا ہوا تھا اور اس کے حفاظتی انتظامات اس قدر سخت تھے کہ اس میں سے چوری بظاہر ناممکن لگ رہی تھی ۔ وہاں کا چیف سیکورٹی آفیسر ساتھ تھا ۔ وہ سٹور کے حفاظتی انتظامات کی تفصیل ساتھ ساتھ بتاتا جا رہا تھا ۔ پھر وہ ایک الماری کے سامنے پہنچ گئے ۔ الماری کے پٹ کھلے ہوئے تھے ۔

" اس کے اندر ایم سی موجود تھا جناب "...... چیف سیکورٹی آفیسر نے الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو سب اس طرح الماری کو دیکھنے لگے جیسے وہ جادو کی بنی ہوئی ہو ۔

"یہاں ایم سی کس نے رکھا تھا "...... عمران نے پوچھا ۔

" میں نے جناب ۔ اس وقت چیف سٹور کیپر کرنل اشفاق بھی ساتھ تھے "...... سیکورٹی چیف نے جواب دیا ۔

" کرنل اشفاق اب کہاں ہیں "...... عمران نے پوچھا ۔

" وہ باہر موجود ہیں جناب "...... چیف سیکورٹی آفیسر نے کہا ۔

"آپ پلیز انہیں اندر بلوائیں "...... عمران نے کہا تو چیف سیکورٹی آفیسر سرہلاتا ہوا تیزی سے واپس مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ عمران اسے جاتا ہوا غور سے دیکھتا رہا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا جس کے چہرے پر شدید ترین

پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے ۔ اس نے آکر بڑے مؤدبانہ انداز میں سیلوٹ کیا ۔

" کرنل اشفاق صاحب ۔ جب ایم سی یہاں رکھا گیا آپ ساتھ تھے "...... عمران نے آنے والے سے پوچھا ۔

"جی ہاں جناب "...... کرنل اشفاق نے جواب دیا ۔

" آپ کے ساتھ اور کوئی تھا یا آپ اکیلے تھے "...... عمران نے پوچھا ۔

" جی نہیں ۔ قانون کے مطابق چیف سیکورٹی آفیسر کرنل اخلاق ساتھ تھے "...... کرنل اشفاق نے ساتھ کھڑے ہوئے کرنل اخلاق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔

" پھر آپ دونوں اکٹھے واپس گئے "...... عمران نے کہا ۔

" یس سر ۔ ہم دونوں اکٹھے واپس گئے ۔ ہم نے باری باری تمام حفاظتی انتظامات آن کئے اور اس سلسلے میں آفس بک میں باقاعدہ اندراج کر کے دستخط بھی کئے گئے "...... کرنل اشفاق نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ڈاکٹر احسن کے ساتھ کون اندر آیا تھا "...... عمران نے پوچھا ۔

" ڈاکٹر احسن اندر نہیں آئے تھے ۔ وہ باہر میرے آفس میں بیٹھ گئے تھے کیونکہ قانوناً میں اور چیف سیکورٹی آفیسر ہی اس سٹور میں اکٹھے داخل ہو سکتے تھے ۔ ہم دونوں اندر آئے لیکن یہاں الماری کھلی ہوئی تھی اور ایم سی غائب تھا ہم دونوں بے حد پریشان ہو گئے ۔ ہم نے سارا

سٹور چیک کیا لیکن وہ نہ ملا تو ہم واپس گئے اور ہم نے ڈاکٹر احسن کو اس چوری کے متعلق بتایا۔ وہ بھی پریشان ہو گئے۔ کرنل اخلاق صاحب نے چیف آف آرمی سٹاف صاحب کو مطلع کیا جب کہ ڈاکٹر احسن صاحب نے براہ راست صدر مملکت سے بات کی"...... چیف سٹور کیپر کرنل اشفاق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ آیئے۔ اتنا ہی کافی ہے"...... عمران نے کہا تو وہ سب اس کے ساتھ ہی خاموشی سے واپس آ گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ میٹنگ ہال میں پہنچ گئے اور پھر میٹنگ شروع ہو گئی۔ عمران کے کہنے پر چیف سٹور کیپر کرنل اشفاق اور چیف سیکورٹی آفیسر کرنل اخلاق دونوں کو میٹنگ میں شامل کر لیا گیا۔

"جو کچھ ہمیں بتایا گیا ہے۔ اس کے بعد تو یہ پرزہ یہاں سے کسی صورت بھی چوری نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ کیسے ہو گیا۔ یہ تو کوئی جادوگری لگتی ہے"...... سیکرٹری دفاع نے کہا۔

"اسی بات سے تو ہم سب پریشان ہیں جناب"...... چیف آف آرمی سٹاف نے کہا۔

"بہرحال یہ چوری ہوا ہے۔ اس کا کھوج ہمیں لگانا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے"...... سر سلطان نے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میری سمجھ میں بھی کوئی بات نہیں آ رہی"...... ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے صاف اور واضح الفاظ میں اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"آپ عمران صاحب۔ آپ کے ذہن میں اس سلسلے میں کوئی کلیو آیا ہے"...... اس بار سیکرٹری دفاع نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے اندازہ لگا لیا ہے کہ یہ چوری کس طرح ہوئی ہے"...... عمران نے کہا تو میٹنگ ہال میں موجود سب افراد بے اختیار کرسیوں سے اچھل پڑے۔ ان سب کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کس طرح ہوئی ہے"...... سب نے بیک آواز ہو کر پوچھا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ابھی بتا دوں گا۔ پہلے مجھے خود کنفرم کرنے دیں۔ پہلے مجھے بتایا جائے کہ یہ پرزہ کتنے حجم اور کتنے وزن کا تھا۔ کس چیز میں بند تھا اور کس طرح سٹور میں لے جایا گیا تھا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں بتاتا ہوں جناب"...... کرنل اخلاق نے فوراً کہا۔

"زبانی نہیں۔ پلیز آپ جا کر اس حجم کی کسی چیز کو اسی طرح پیک کر کے یہاں لے آئیں تاکہ اس کی صحیح ماہیت کا اندازہ ہو سکے۔ کرنل اشفاق صاحب آپ کی مدد کریں گے تاکہ بالکل ویسا ہی پیکٹ سامنے آئے"...... عمران نے کہا۔

"آیئے کرنل"...... کرنل اخلاق نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو کرنل اشفاق خاموشی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے میٹنگ ہال سے باہر نکل گئے۔

"عمران ۔ کیا واقعی تم نے اندازہ لگا لیا ہے ۔ کچھ بتاؤ تو سہی"۔ سر سلطان نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"صرف چند لمحے ٹھہر جائیں ۔ ابھی سب کچھ سامنے آ جائے گا"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ چیف آف آرمی سٹاف سے مخاطب ہو گیا۔

"جناب دو مسلح کمانڈوز کو اندر بلا لیں اور انہیں کہہ دیں کہ وہ میرے حکم کی تعمیل کریں"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب ۔ کیا آپ کا اندازہ ہے کہ میٹنگ ہال میں موجود افراد میں سے کسی نے اسے چوری کیا ہے"...... چیف آف آرمی سٹاف نے چونک کر کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"جی نہیں...... اس وقت جو افراد اس میٹنگ ہال میں موجود ہیں وہ سب تو پہلے یہاں آئے ہی نہیں ۔ آپ بہرحال کمانڈوز کو بلا لیں"۔ عمران نے کہا تو چیف آف آرمی سٹاف کرسی سے اٹھے اور کمرے سے باہر نکل گئے ۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئے تو ان کے پیچھے دو مسلح فوجی تھے ۔

"آپ دونوں نے ان صاحب کے حکم کی فوری تعمیل کرنی ہے"...... چیف آف آرمی سٹاف نے اندر آ کر عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ دونوں سر ہلا کر اٹن شن کھڑے ہو گئے ۔ چیف آف آرمی سٹاف واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گئے ۔

پھر تقریباً بیس منٹ بعد دروازہ کھلا اور کرنل اخلاق اور کرنل اشفاق دونوں اندر داخل ہوئے ۔ کرنل اخلاق کے ہاتھ میں ایک

چھوٹا سا پیکٹ تھا ۔ گتے کا پیکٹ ۔ جس کی لمبائی چوڑائی اور اونچائی زیادہ نہ تھی ۔

"اس حجم اور وزن کا پیکٹ تھا جناب"...... کرنل اخلاق نے پیکٹ عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کرنل اشفاق ۔ کیا ایسا ہی ہے"...... عمران نے چیف سٹور کیپر کرنل اشفاق سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس سر"...... کرنل اشفاق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ گتے کا ہی تھا یا اس پر کوئی اور چیز بھی لپٹی ہوئی تھی"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی گتے کا ہی تھا ۔ البتہ اس پر مہریں لگی ہوئی تھیں ۔ سیلڈ تھا وہ"...... کرنل اشفاق نے جواب دیا۔

"لیکن کرنل اخلاق نے حفاظتی اقدامات کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اس کے مطابق تو گتے میں پیکڈ کوئی چیز اندر نہیں جا سکتی ۔ اس پر لازماً فوائل پیپر چڑھا ہونا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر ۔ میں نے درست بتایا ہے ۔ گتے کی چیز واقعی اندر نہیں جا سکتی ۔ لیکن اس پر فوائل پیپر موجود نہ تھا اور لے آنے والے صاحب نے ایسے ہی اسے کرنل اشفاق کے حوالے کیا اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ اس پر فوائل پیپر نہ چڑھایا جائے ۔ کیونکہ اس طرح اندر موجود آلے کو نقصان پہنچ سکتا ہے ۔ اس لئے مجبوراً اسے اندر لے جانے کے لئے ہمیں انٹی ایکس زیرو ریز آلہ منگوانا پڑا ۔ اس کی وجہ سے یہ اس تمام حفاظتی

انتظامات کے باوجود اندر لے جایا گیا"...... کرنل اخلاق نے جواب دیا۔

"اینٹی ایکس زیرو ریز کیا اس پیکٹ پر ڈالی گئی تھیں"...... عمران نے کہا تو کرنل اخلاق اس طرح طنزیہ انداز میں مسکرا دیا جیسے عمران نے انتہائی بچگانہ قسم کا سوال کر دیا ہو۔

"جناب اینٹی ایکس زیرو ریز کا آلہ تو میرے ہاتھ میں تھا۔ اسے آن کر دیا گیا تھا اور اتنا ہی کافی ہوتا ہے"...... کرنل اخلاق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جب آپ اور کرنل اشفاق سٹور میں گئے تو پیکٹ کس کے ہاتھ میں تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"کرنل اشفاق کے ہاتھ میں"...... کرنل اخلاق نے کرنل اشفاق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور کرنل اشفاق نے اس کی تائید میں سر ہلا دیا۔

"الماری میں پیکٹ کس نے رکھا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے جناب"...... کرنل اشفاق نے جواب دیا۔

"جب آپ سٹور میں داخل ہوئے تھے تو آپ دونوں میں سے آگے کون تھا اور پیچھے کون تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"جی میں آگے تھا اور کرنل اشفاق صاحب پیکٹ لئے پیچھے آ رہے تھے کیونکہ اینٹی ایکس زیرو ریز آلہ میرے پاس تھا۔ اس لئے مجھے لامحالہ آگے جانا پڑا تھا"...... کرنل اخلاق نے جواب دیا۔

"اور جب پیکٹ رکھ کر آپ واپس آئے تھے تب کیا ترتیب تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تب بھی یہی ترتیب تھی۔ ہم دونوں اکٹھے ہی مڑے تھے اور پھر کرنل اشفاق آگے اور میں ان کے پیچھے چلتا ہوا باہر آ گیا تھا"۔ کرنل اخلاق نے جواب دیا۔ عمران نے کرنل اشفاق کی طرف دیکھا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"واپسی کے وقت آپ نے اینٹی ایکس زیرو ریز آلہ آف کر دیا ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ظاہر ہے اب اس کی ضرورت نہ رہی تھی کیونکہ الماری کے اندر پہنچ جانے کے بعد اس پر حفاظتی انتظامات کے اثرات نہ پڑ سکتے تھے"...... کرنل اخلاق نے جواب دیا۔

"وہ اینٹی ایکس زیرو ریز کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ سیکورٹی روم میں ہے"...... کرنل اخلاق نے کہا۔

"آپ ذرا اسے منگوا لیں۔ میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ کتنی طاقت کا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں خود لے آتا ہوں کیونکہ وہ میری تحویل میں رہتا ہے"۔ کرنل اخلاق نے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ میٹنگ ہال میں موجود سب افراد اس طرح خاموش بیٹھے ہوئے تھے جیسے ان کا کوئی تعلق اس واقعہ سے نہ ہو۔ البتہ سوائے سر سلطان کے باقی سب کے چہروں پر ایسی بیزاری اور بوریت کے آثار نمایاں تھے

جیسے عمران ان کا اور اپنا وقت ضائع کر رہا ہو۔

تھوڑی دیر بعد چیف سیکورٹی آفیسر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پستول نما آلہ تھا جس کا دستہ سرخ رنگ کا تھا اور اس کی نال آگے جا کر نوکدار ہو گئی تھی۔ اس پر دو بٹن لگے ہوئے تھے۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے یہ پسٹل لیا اور پھر اس کی عقبی سائیڈ پر موجود ایک ابھار پر انگوٹھا رکھ کر اسے دبایا تو عقبی حصہ کھٹاک کی آواز سے اوپر کو اٹھ گیا۔ اب اندر رکھا ہوا ایک کیپسول نظر آ رہا تھا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر ڈھکن بند کیا تو وہ کھٹاک کی آواز کے ساتھ بند ہو گیا اور عمران نے پسٹل اپنے سامنے میز پر رکھ لیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ سب صاحبان کے صبر کے پیمانے لبریز ہو چکے ہوں گے اور اب چھلکنے والے ہی ہوں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے میٹنگ کے شرکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ عمران نے دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے ایک گارڈ کو اشارے سے اپنے پاس بلایا۔ وہ تیزی سے بڑھ کر عمران کی طرف آیا۔ عمران نے اسے جھکنے کا اشارہ کیا اور پھر اس کے کان میں کچھ کہا تو وہ فوجی انداز میں سیدھا ہو گیا۔

"یس سر"...... مسلح کمانڈو نے کہا اور تیزی سے واپس مڑا اور دوسرے لمحے کمرہ یکلخت کرنل اخلاق کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ کمانڈو نے واقعی انتہائی مہارت سے کرسی پر بیٹھے ہوئے کرنل اخلاق کو اٹھا کر فرش پر پٹخ دیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی رد عمل ہوتا۔

کمانڈو نے انتہائی مہارت سے اس کے دونوں ہاتھ عقب میں کرتے ہوئے ان میں کلپ ہتھکڑی ڈال دی۔ سوائے سر سلطان کے باقی سب افراد اس کارروائی کے دوران بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان سب کے چہروں پر حیرت کے ساتھ ساتھ غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

"اب اسے اٹھا کر دوبارہ کرسی پر بٹھا دو"۔ عمران نے کمانڈو سے کہا اور کمانڈو نے ایک بار پھر اسے اٹھا کر اسی طرح واپس کرسی پر بٹھا دیا۔ کرنل اخلاق کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح پھڑک رہا تھا۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ میں چیف سیکورٹی آفیسر ہو"...... کرنل اخلاق نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"خاموش بیٹھو کرنل اخلاق۔ تمہارے سینئر موسٹ آفیسر یہاں موجود ہیں۔ میں ان کے سامنے ساری بات کی وضاحت کر دوں گا اس کے بعد تم سے بات ہو گی اور اگر تم نے درمیان میں بات کی تو میں گردن توڑنا بھی جانتا ہوں"...... عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ کرنل اخلاق یکلخت سہم کر خاموش ہو گیا اور باقی سب لوگوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"چیف سیکورٹی آفیسر کرنل اخلاق صاحب نے سٹور سے ایم سی چوری کیا ہے۔ میں تو پہلے ہی کنفرم ہو چکا تھا لیکن آپ صاحبان کی تسلی کی خاطر میں نے یہ اتنی لمبی جرح کی ہے تاکہ ثبوت مہیا کر سکوں۔ ہوا یہ کہ ایم سی چونکہ گتے کے کارٹن میں بند تھا اس لئے ایکس زیرو ریز آف کرنا ضروری تھیں۔ چنانچہ کرنل اخلاق نے انٹی ریز پسٹل ہاتھ میں

رکھا اور اسے فائر کرتے ہوئے یہ سٹور میں داخل ہوا۔ چیف سٹور کیپر
کرنل اشفاق ایم سی اٹھائے اس کے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ پھر کرنل
اشفاق نے ایم سی الماری میں رکھا اور واپس مڑے۔ کرنل اخلاق
لامحالہ رک گیا ہوگا۔ کرنل اشفاق آگے بڑھے اور کرنل اخلاق نے
گھومتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر الماری کھولی اور اس میں سے ایم سی نکال کر
جیب میں رکھ لیا اور پسٹل کو بھی فائر کیئے رکھا۔ ورنہ جیسے ہی گتے کا
کارٹن الماری سے باہر آتا۔ خطرے کے سائرن بج اٹھتے۔ کرنل
اشفاق کے ذہن میں چونکہ اس بات کا تصور تک نہ تھا اور سائرن بھی
نہ بجے تھے اس لئے وہ اطمینان سے چلتے ہوئے سٹور سے باہر آ گئے۔ ان
کے پیچھے کرنل اخلاق آ گیا اور اس نے پسٹل آف کر کے جیب میں رکھا
سٹور بند کرایا۔ بک پر دستخط کیئے اور اس کے بعد وہ چلا گیا۔ اس طرح
یہ ناممکن کام ممکن ہو گیا"...... عمران نے کہا۔

"اس کا ثبوت کیا ہے"...... چیف آف آرمی سٹاف نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تو فرش پر ان دونوں کے قدموں کے نشانات دیکھ کر ہی
ساری بات سمجھ گیا تھا لیکن اب ثبوت آپ کے سامنے ہے۔ یہ کارٹن
آپ کے سامنے پڑا ہے۔ یہ گتے کا ہے اور آپ نے سنا یہ ہے کہ وہ کارٹن
بھی گتے کا تھا۔ اس کا سائز بھی آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ آسانی سے کرنل
اخلاق کی یونیفارم کی جیب میں سما سکتا ہے اور آخری ثبوت یہ انٹی ریز
پسٹل ہے۔ سٹور کے دروازے سے لے کر الماری تک کے فاصلے کو

ذہن میں رکھیں۔ اگر سٹور کے دروازے سے لے کر الماری تک ریز
مسلسل فائر کی جاتیں تو اس کے اندر کیپسول میں موجود مخصوص
محلول ایک چوتھائی خرچ ہوگا لیکن یہ آدھے سے زیادہ خرچ ہو چکا ہے۔
اس کا مطلب ہے کہ کرنل اخلاق نے اسے واپسی کے وقت بھی فائر
کیئے رکھا حالانکہ اس کی ضرورت نہ تھی۔ ایسا اس لئے کیا گیا کیونکہ ایم
سی والا گتے کا کارٹن ان کی جیب میں تھا۔ اگر یہ ریز فائر نہ ہوتیں تو
الارم بج اٹھتے اور یہ پکڑے جاتے"...... عمران نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے میز پر رکھا ہوا پسٹل اٹھایا اور اس کے عقبی حصے کو
انگوٹھے سے دبا کر اس کا ڈھکن اوپر اٹھایا اور اندر موجود کیپسول کا رخ
میٹنگ کے شرکا کی طرف کر دیا۔

"آپ نے واقعی حیرت انگیز ذہانت کا مظاہرہ کیا ہے عمران صاحب
انتہائی حیرت انگیز۔ میں آپ کی اس بے پناہ ذہانت کا قائل ہو گیا
ہوں"...... چیف آف آرمی سٹاف نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا
اور اس کے ساتھ ہی باقی افراد نے بھی ایسے ہی تحسین آمیز فقرے کہنے
شروع کر دیئے۔ جبکہ سر سلطان کے چہرے پر یہ فقرے سن کر ایسے
فخریہ تاثرات ابھر آئے تھے جیسے عمران کی ذہانت کی تعریف دراصل ان
کی ذہانت کی تعریف ہو۔

"اصل ذہانت کرنل اخلاق نے دکھائی ہے کہ اس نے ایک
ناممکن کو ممکن کر دکھایا ہے اور صورت حال واقعی ایسی تھی کہ کسی

صورت بھی یقین نہ آتا تھا کہ اس سٹور سے کوئی چیز اس انداز میں
چرائی بھی جا سکتی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔ کرنل اخلاق کا چہرہ
یکلخت زرد پڑ گیا تھا اور اس نے سر جھکا لیا تھا۔
"کرنل اخلاق مجھے یقین ہے کہ تم نے کسی بھاری لالچ کے عوض
یہ کام کیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اگر تمہیں احساس دلایا جائے کہ یہ
پرزہ پاکیشیا کے لئے کس قدر قیمتی ہے تو وہ لالچ اس کے مقابلے میں
انتہائی حقیر نظر آئے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم سب کے سامنے سچ
سچ بتا دو کہ تم نے ایم سی کس کے حوالے کیا ہے اور کس نے تمہیں
اس کام کے لئے ہائر کیا ہے۔ پوری تفصیل بتا دو تو میرا وعدہ کہ جلد از
جلد ایم سی کو برآمد کر کے حکومت تک پہنچا دوں گا اور تمہیں موت کی
سزا سے بچا لوں گا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ مجھے سو فیصد یقین تھا کہ کسی کو اس
چوری کا کبھی علم نہ ہو سکے گا اس لئے میں نے یہ کام کر دیا۔ مجھے جوا
کھیلنے کی عادت ہے اور اسی عادت کی وجہ سے چند بدمعاش قسم کے
گروپس سے میں نے بھاری رقومات ادھار لے رکھی ہیں۔ آج کل
میرے ستارے گردش میں ہیں اس لئے جوئے میں میرے ہاتھ کوئی
رقم نہیں آ رہی اور تمام گروپس اب اپنی رقم کی واپسی کے لئے مرنے
مارنے پر تیار ہو چکے ہیں۔ میں بے حد پریشان تھا۔ میں ارادہ کر چکا تھا
کہ میں خودکشی کر لوں گا کہ چند روز پہلے رائل ہوٹل میں مجھ سے ایک
آدمی آ کر ٹکرایا۔ وہ مجھے ایک طرف لے گیا۔ اس نے میرے سامنے

بڑے بڑے نوٹوں کی گڈیاں رکھ دیں اور پھر اس نے کہا کہ اگر میں
اس کا ایک معمولی سا کام کر دوں تو وہ مجھے اس جیسی ایک ہزار گڈیاں
اور دے گا۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ کام صرف اتنا ہے کہ میں
ایم سی اٹیمک پلانٹس میں جہاں بھی موجود ہو۔ اس کی پوری تفصیل
اسے مہیا کر دوں۔ میں اس کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا۔ اس نے یہ
گڈیاں مجھے دے کر کہا کہ میں کام شروع کر دوں۔ مجھے معلومات لازماً
مل جائیں گی۔ ایم سی کے بارے میں اس نے ہی مجھے تفصیلات بتائیں
میں معلومات مہیا کرنے پر رضامند ہو گیا۔ میں نے اس سے رقم لے لی
اور معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ اس آدمی سے میری ملاقات
روزانہ رائل ہوٹل میں ہوتی تھی۔ وہ مجھے ہر روز ایک گڈی دیتا تھا اور
میں جو کچھ روزانہ معلوم کر سکتا تھا اسے بتا دیتا تھا لیکن کوئی ایسی
تفصیل نہ ملی تھی جس سے اس کی تسلی ہوتی۔ پھر اچانک کرنل
اشفاق نے مجھے فون کر کے بتایا کہ آج ایک اہم ترین پرزہ سٹور میں
رکھنے کے لئے آ رہا ہے۔ میں تیار رہوں۔ میرے مزید پوچھنے پر جب اس
نے ایم سی کا نام لیا تو میں اچھل پڑا۔ پھر میں نے اس آدمی کو ساری
صورت حال بتائی تو اس نے کہا کہ اگر میں کسی طرح یہ ایم سی اسے
سپلائی کر دوں تو وہ مجھے میری منہ مانگی رقم دے سکتا ہے۔ میں نے یہ
سارا سیٹ اپ سوچ لیا اور اس سے سودا کر لیا۔ میں نے اس سے دو
کروڑ روپے مانگے۔ اس نے وعدہ کر لیا کہ جیسے ہی اصل ایم سی اس کے
حوالے کروں گا وہ مجھے رقم کا گارنٹڈ چیک مہیا کر دے گا۔ چنانچہ میں

نے کارروائی کی اور بالکل اسی طرح جس طرح تم نے بتایا ہے ۔ میں نے ایم سی سٹور سے اڑالیا اور پھر چھٹی کر کے میں واپس اپنے مکان پر گیا ۔ چونکہ میں چیف سیکورٹی آفیسر ہوں اس لئے چیک پوسٹس پر میری تلاشی نہیں لی جاتی ۔ مکان پر جا کر میں نے رائل ہوٹل فون کیا ۔ اس آدمی نے مجھے وہاں بلالیا ۔ پھر رائل ہوٹل کے کمرہ نمبر آٹھ میں وہ آدمی مجھ سے ملا ۔ میں نے اسے ایم سی دے دیا ۔ اس نے اسے چیک کیا پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں نے اسے کیسے اڑایا ہے تو میں نے یہ ساری تفصیل اسے بتا دی ۔ وہ بے حد خوش ہوا ۔ اس نے مجھے گارینٹڈ چیک دے دیا ۔ میں نے فون کر کے بنک سے معلومات کیں تو بنک والوں نے کہا کہ چیک کیش ہو جائے گا ۔ چنانچہ میں مطمئن ہو گیا اور واپس اپنے مکان پر آگیا"...... کرنل اخلاق نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" وہ آدمی کون تھا اس کے بارے میں پوری تفصیل بتاؤ" ۔ عمران نے پوچھا ۔

" وہ آدمی رائل ہوٹل کے کمرہ نمبر آٹھ میں رہائش پذیر تھا ۔ کسی یورپی ملک کا رہنے والا تھا ۔ ہوٹل میں اس کا نام رچرڈ درج تھا اور تقریباً ایک ماہ سے وہاں ٹھہرا ہوا تھا ۔ وہ بھی ہمارے ساتھ جوا کھیلتا تھا اور اکثر بڑی بڑی رقمیں ہارتا تھا"...... کرنل اخلاق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" اس کا حلیہ "...... عمران نے کہا تو کرنل اخلاق نے تفصیل سے

حلیہ بھی بتا دیا ۔

" او کے ۔ اب کرنل اخلاق صاحب جانیں اور آپ جانیں ۔ مجھے اجازت دیں تاکہ میں چیف آف سیکرٹ سروس کو رپورٹ دے دوں "...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔

ساؤان کے دارالحکومت روگلی میں واقع ایک دلکش اور جدید طرز تعمیر کے ہوٹل کے خوبصورت اور وسیع لان کے ایک کونے میں میز کی سائیڈ پر ایک ادھیڑ عمر آدمی تھری پیس سوٹ پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے مشروب کی بوتل رکھی ہوئی تھی اور وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد اسے اٹھا کر اس کے گھونٹ لیتا اور پھر اسے واپس میز پر رکھ دیتا۔ قومیت کے لحاظ سے وہ مصری لگ رہا تھا۔ پھر اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر وقت دیکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن اسی لمحے ایک باوردی ویٹر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"سر فون روم میں آپ کے لئے کال ہے"...... ویٹر نے قریب آکر مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا"...... اس آدمی نے بھاری سے لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا ہوٹل کے ہال میں

کاؤنٹر کے قریب ایک چھوٹا سا ساؤنڈ پروف کمرہ تھا جس پر فون روم کی پلیٹ لگی ہوئی تھی یہاں موجود فون کے ساتھ ایک بٹن لگا ہوا تھا جسے پریس کرنے کے بعد کال کا تعلق ہوٹل ایکس چینج سے ختم ہو جاتا تھا اور کمرہ چونکہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے یہاں ہوٹل میں رہنے والے افراد پوری آزادی سے فون پر بات چیت کر سکتے تھے یہ انتظام ہوٹل کی طرف سے خصوصی طور پر کاروباری افراد کے لئے کیا گیا تھا تاکہ وہ اپنی کاروباری گفتگو اطمینان سے کر سکیں ادھیڑ عمر آدمی فون روم میں داخل ہوا اس نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا اور پھر آگے بڑھ کر وہ میز کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا رسیور کریڈل پر ہی رکھا ہوا تھا لیکن فون پیس میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا بلب مسلسل جل رہا تھا جو اس بات کی نشاندہی تھی کہ کال آ رہی ہے ادھیڑ عمر آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"عامر بول رہا ہوں"...... ادھیڑ عمر آدمی نے بڑے سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"بات کریں جناب آپ کے لئے کال ہے"...... دوسری طرف سے اپریٹر کی آواز سنائی دی اور ادھیڑ عمر نے ہاتھ بڑھا کر فون کے نیچے لگا ہوا سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو"...... ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس۔ عامر بول رہا ہوں"...... ادھیڑ عمر نے اسی طرح سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کانسٹائن بول رہا ہوں آپ کا کام ہو گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"فون محفوظ ہے تفصیل بتاؤ"...... ادھیڑ عمر نے کہا۔

" ایم سی حاصل کر لیا گیا ہے اور یہاں پہنچ بھی چکا ہے آپ باقی ادائیگی کریں اور اسے وصول کر لیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اتنی جلدی مل گیا ہے"...... ادھیڑ عمر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں اتفاق سے کام جلدی ہو گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اصل ہے"...... عامر نے کہا۔

" سو فیصد۔ کانسٹائن کبھی غلط کام نہیں کیا کرتا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" او کے ٹھیک ہے بولو باقی ادائیگی کس طرح ہو گی اور ایم سی کس طرح ملے گا"...... عامر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" بغیر نام کا گارینٹڈ چیک آپ جاشن بازار کے کونے میں لگے ہوئے لیٹر باکس میں ڈال دیں مال کسی بھی وقت اچانک آپ کو دے دیا جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مال کب تک مل سکے گا"...... عامر نے پوچھا۔

" جب آپ چیک لیٹر باکس میں ڈالیں گے اس کے ایک گھنٹے کے اندر اندر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" یہ کس طرح ہوا اس کے بارے میں کوئی تفصیل"...... عامر نے

کہا۔

" سوری۔ یہ ہمارا بزنس سیکرٹ ہے"...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں جواب دیا گیا۔

" او۔ کے"...... عامر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور دروازہ کھول کر فون روم سے باہر آگیا اور پھر وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ چوتھی منزل پر واقع اپنے کمرے میں پہنچ چکا تھا اس نے الماری کھولی اور اس کے نچلے خانے میں رکھا ہوا بریف کیس اٹھا کر اس نے میز پر رکھا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اسے کھولنے لگا بریف کیس کھول کر اس نے اس کی ایک جیب میں رکھا ہوا ایک نیلے رنگ کا لفافہ نکالا لفافے کو کھول کر اس کے اندر سے ایک چیک نکال کر اس نے اسے غور سے دیکھا یہ گریٹ لینڈ کے ایک بنک کا چیک تھا اور گارینٹڈ چیک تھا اس پر رقم بھی باقاعدہ ٹائپ شدہ تھی اس پر کسی قسم کے کوئی دستخط وغیرہ نہ تھے اور نہ ہی وصول کرنے والے کا نام لکھا ہوا تھا عامر نے ایک نظر چیک کو دیکھا اور پھر اسے واپس لفافے میں ڈال کر اس نے اسے کوٹ کی جیب میں رکھا اور بریف کیس بند کر کے وہ کرسی سے اٹھا اور بریف کیس کو واپس الماری میں رکھ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل سے باہر آگیا جاشن بازار چونکہ ہوٹل سے کافی قریب تھا اس لئے عامر پیدل چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا تقریباً بیس منٹ کے بعد وہ جاشن بازار پہنچ گیا یہاں ایک کونے میں واقعی لیٹر بکس موجود تھا عامر نے جیب سے لفافہ نکالا ایک

لمحے کے لئے اسے دیکھا اور پھر اسے لیٹر بکس کے اندر ڈال دیا پھر وہ بڑے اطمینان سے مڑا اور واپس ہوٹل کی طرف چل پڑا اس کے چہرے پر ایسا اطمینان تھا جیسے وہ بس ایسے ہی چہل قدمی کرتا پھر رہا ہو۔ ہوٹل میں داخل ہو کر وہ لان کی طرف مڑ گیا اور ایک بار پھر وہ اس کرسی پر موجود تھا جس پر فون آنے سے پہلے بیٹھا ہوا تھا یہ میز اس کے لئے ریزرو تھی اس نے ویٹر کو مشروب لانے کے لئے کہا پھر اس سے پہلے کہ ویٹر مشروب لے کر آتا ایک مقامی نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے قریب آیا تو عامر نے چونک کر اسے دیکھا۔

" کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں میرا نام شہاب ہے اور میرا تعلق واچ بزنس سے ہے "...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بیٹھیں "...... عامر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور نوجوان شکریہ ادا کر کے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا اسی لمحے ویٹر مشروب لے کر آ گیا تو عامر نے اسے شہاب کے لئے بھی مشروب لانے کا آرڈر دے دیا۔

" جی فرمائیے مسٹر شہاب "...... میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں "...... عامر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ نے چیک جاری کر دیا ہے کیا کام ہو گیا ہے "...... شہاب نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا تو عامر بے اختیار چونک پڑا اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" کیسا چیک اور کس کام کی بات کر رہے ہیں آپ "...... عامر نے

ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو نوجوان بے اختیار مسکرا دیا اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک کارڈ نکال کر عامر کی طرف بڑھا دیا سفید رنگ کے اس کارڈ پر ایک خوبصورت سی گھڑی بنی ہوئی تھی۔

" میں نے بتایا تو ہے کہ میرا تعلق واچ بزنس سے ہے اور واچ ٹاور میرا باس ہے "...... نوجوان نے کارڈ اٹھا کر واپس اپنی جیب میں رکھتے ہوئے کہا تو عامر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" اچھا لیکن کیا میری بھی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے "...... عامر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" واچ بزنس جو ہوا اس میں کوئی مستثنیٰ نہیں ہے "...... نوجوان نے جواب دیا۔

" ہاں کام ہو گیا ہے آپ واچ ٹاور کو اطلاع کر دیں "...... عامر نے جواب دیا اسی لمحے ویٹر نے مشروب کی ایک بوتل لا کر نوجوان کے سامنے رکھی اور پھر خاموشی سے واپس چلا گیا۔

" کیا آپ نے پوری تسلی کر لی ہے "...... شہاب نے بوتل اٹھاتے ہوئے کہا۔

" ہاں "...... عامر نے بھی بوتل اٹھا کر سپ کرتے ہوئے کہا۔

" پھر میں آل او کے کی رپورٹ دے دوں "...... نوجوان نے کہا۔

" بالکل دے دیں ایک گھنٹے کے اندر اندر مال وصول ہو جائے گا اور آگے پاس کر دیا جائے گا "...... عامر نے جواب دیا۔

" او کے شکریہ "...... شہاب نے کہا اور بوتل منہ سے لگا کر اس

نے اسے خالی کیا اور پھر خالی بوتل میز پر رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کی اس مہمان نوازی کا بھی شکریہ"...... نوجوان نے کہا اور عامر کے سر ہلانے پر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا واپس ہوٹل کی عمارت کی طرف بڑھ گیا عامر اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ابھی وہ برآمدے تک ہی پہنچا تھا کہ اچانک برآمدے میں موجود ایک خوبصورت اور نوجوان سی لڑکی تیزی سے اس کی طرف آئی۔

"ڈیئر یہ پرس تو کمرے میں لیتے جاؤ میں ابھی دیر سے آؤں گی"۔ لڑکی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا لیڈیز پرس بڑے بے تکلفانہ انداز میں عامر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا عامر نے چونک کر پرس کی طرف دیکھا۔

"کانسٹائن"...... لڑکی نے کہا اور پرس عامر کے ہاتھ میں دے کر وہ تیزی سے مڑی اور لمبے لمبے قدم اٹھاتی باہر لان کی طرف بڑھ گئی عامر نے ایک نظر پرس کی طرف دیکھا اور پھر اسے اس طرح پکڑ لیا جیسے مجبوراً ایسا کر رہا ہو تھوڑی دیر بعد وہ اپنے کمرے میں پہنچ چکا تھا اس نے دروازہ لاک کیا اور پھر پرس کھولا تو اس کے اندر خاکی رنگ کے کاغذ میں ایک چھوٹا سا کارٹن لپٹا ہوا تھا اس پر باقاعدہ مہریں لگی ہوئی تھیں عامر نے ایک مہر کو غور سے دیکھا مہر پر کانسٹائن کا لفظ ابھرا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا عامر نے پیکٹ میز پر رکھا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے پہلے فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کیا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ اسٹاولی سپیکنگ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"عامر بول رہا ہوں"...... عامر نے اسی طرح سرد لہجے کہا۔

"یس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آرڈر میرے پاس پہنچ چکا ہے"...... عامر نے کہا۔

"اچھا اچھی طرح چیک کر لیا ہے اسی ٹریڈ مارک کا آرڈر ہے ناں"۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"ہاں مہریں چیک کر لی ہیں"...... عامر نے جواب دیا۔

"او۔کے پھر اسے لے جا کر ٹساڈ روڈ پر واقع رائل بیکری کے بوڑھے مالک رابرٹ کو دے دو اور رسید کے طور پر اس کے پیڈ پر تھری ان ون بسکٹس کا آرڈر لے لینا اس کے بعد یہ آرڈر بائی ڈاک ہیڈ کوارٹر بھجوا دینا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے لیکن باس کیا واچ ٹاور اب ہماری نگرانی بھی کرنے لگا ہے"...... عامر نے کہا۔

"ہاں اس کی ذمہ داری ہے تاکہ معاملات درست طور پر چلتے رہیں"...... دوسری طرف سے ایک لمحے کی خاموشی کے بعد جواب دیا گیا تو عامر نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا پھر اس نے اٹھ کر الماری سے بریف کیس اٹھایا اور اسے کھول کر اس میں وہ پیکٹ رکھا اور بریف کیس بند کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر ٹساڈ روڈ کی طرف

بڑھی جا رہی تھی تقریباً پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ٹساڈ روڈ پر پہنچ گیا اور اس نے کار کی رفتار آہستہ کر کے دونوں طرف دکانوں کے سائن بورڈز کو چیک کرنا شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد اسے ایک پرانا اور خستہ حال قسم کا بورڈ نظر آ گیا جس پر رائل بیکری کے مٹے مٹے ہوئے سے الفاظ پڑھے جا رہے تھے۔ عامر نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر سائیڈ سیٹ پر پڑا ہوا بریف کیس اٹھا کر وہ بیکری کی طرف بڑھ گیا بیکری خالی پڑی ہوئی تھی کاؤنٹر کے پیچھے ایک گنجے سر والا انتہائی بوڑھا سا آدمی سٹول پر بیٹھا تقریباً اونگھ رہا تھا۔

"آپ کا نام"...... عامر نے کاؤنٹر پر پہنچ کر کہا تو بوڑھا بے اختیار چونک پڑنے کی وجہ سے سٹول سے گرتے گرتے بچا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"خوش آمدید جناب۔ ہماری بیکری کا مال یقیناً آپ کو پسند آئے گا لیکن ہم صرف آرڈر پر مال تیار کرتے ہیں"...... بوڑھے نے جلدی جلدی خالص کاروباری لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے آپ کا نام پوچھا تھا جناب"...... عامر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام رابرٹ ہنری ہے۔ باہر بورڈ پر بھی لکھا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ایک لفظ پروپرائیٹر بھی لکھا ہوا ہے۔ آپ بے شک باہر جا کر دیکھ لیں"......بوڑھے نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ مجھے آپ کی زبان پر اعتبار ہے۔ تھری ان ون بسکٹس کا

آرڈر دینا ہے"...... عامر نے کہا تو بوڑھا چونک پڑا۔

"رقم پیشگی لیتا ہوں"......بوڑھے نے کہا۔

"رقم اس بریف کیس میں موجود ہے"...... عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے۔ پھر ادھر دفتر میں آ جاؤ تاکہ میں رقم بھی لے لوں اور رسید بھی دے دوں"...... بوڑھے نے کہا اور عامر ایک سائیڈ پر بنے ہوئے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ جس پر آفس کی پلیٹ موجود تھی۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو دوسری طرف کے دروازے سے بوڑھا بھی اندر آ گیا۔

"رسید بنا دیں"...... عامر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے بریف کیس سامنے رکھی ہوئی ایک سالخوردہ سی میز پر رکھ دیا۔ بوڑھے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک پیڈ جس پر بیکری کا نام اور پتہ چھپا ہوا تھا نکال کر میز پر رکھا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے دراز سے ایک عینک نکال کر آنکھوں پر لگائی اور پھر جیب سے قلم نکال کر اس نے پیڈ پر تھری ان ون بسکٹس کا آرڈر لکھ کر نیچے ایڈوانس رقم اور بقایا رقم لکھنے کے ساتھ ہی ایک ہفتے کا وعدہ لکھا اور پھر اس نے دراز سے ایک مہر اور سٹیمپ پیڈ نکال کر باہر رکھا اور لیٹر پیڈ پر باقاعدہ مہر لگا کر اس نے سٹیمپ پیڈ اور مہر واپس دراز میں رکھی اور لیٹر پیڈ کا صفحہ علیحدہ کر کے اس نے لیٹر پیڈ بھی واپس دراز میں رکھ دیا البتہ عینک اس کی آنکھوں پر ویسے ہی چڑھی ہوئی تھی

عامر نے بریف کیس کھولا اور اس میں سے وہی مہر لگا پیکٹ نکال کر اس
نے بوڑھے کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ بوڑھے نے پیکٹ اٹھایا۔ اس پر
لگی ہوئی ایک ایک مہر کو خوب غور سے دیکھا۔ اس کے چہرے پر
گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر اس نے پیکٹ اٹھا کر
دراز میں رکھا اور رسید پر اپنے دستخط کر کے اسے عامر کی طرف بڑھا دیا۔
"ایک ہفتے میں مال آپ کو مل جائے گا اور آپ یقین کریں انتہائی
لذیذ ہوگا"...... بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا تو عامر نے رسید لے
کر اسے تہہ کیا اور پھر جیب میں ڈال کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
"شکریہ"...... عامر نے کہا اور بریف کیس اٹھا کر وہ مڑا اور کیبن
سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دکان سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی
کار تیزی سے ہیڈ پوسٹ آفس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے
چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ ہیڈ پوسٹ
آفس کی پارکنگ میں کار روک کر عامر نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا
عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا اس نے کاونٹر سے ایک لفافہ لیا۔ جیب
سے بوڑھے رابرٹ ہنری کی رسید نکال کر اس لفافے میں ڈالی اور اسے
بند کر کے اس پر دارلحکومت کی ایک کارپوریشن کا پتہ لکھا اور پھر لفافہ
اس نے ساتھ ہی موجود لیٹر باکس میں ڈال دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ
مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔
چند لمحوں بعد اس کی کار ہیڈ پوسٹ آفس کے کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر
تیزی سے واپس ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی کہ اچانک ایک

گلی سے ایک بڑا ٹرالر اچانک باہر نکلا۔ عامر نے بجلی کی سی تیزی سے
بریک پیڈل دبایا لیکن دوسرے لمحے اس کا ذہن یہ محسوس کر کے بھک
سے اڑ گیا کہ بریک مکمل طور پر فیل ہو چکے ہیں اور یہ احساس ایک
لمحے کے لئے اس کے ذہن میں ابھرا۔ دوسرے لمحے کار پوری رفتار سے
دوڑتی ہوئی اس ٹرالر سے ٹکرائی۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عامر
کے ذہن پر تاریک چادر پھیلتی چلی گئی۔

صبح کا وقت تھا عمران نے کار رائل ہوٹل کی پارکنگ میں روکی اور
پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھ ٹائیگر بھی کار سے نیچے اترا
اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے اندر کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں
بعد وہ کاؤنٹر پر پہنچ گئے تھے۔ کاؤنٹر پر ایک نوجوان کھڑا ہوا تھا۔ وہ ٹائیگر
کو دیکھ کر چونک پڑا۔ اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام
کیا۔

"کمرہ نمبر آٹھ میں ایک غیر ملکی رچرڈ رہ رہا ہے۔ کیا وہ کمرے میں
موجود ہے"...... ٹائیگر نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں۔ کیا میں اسے آپ کی آمد کی اطلاع دے دوں"۔ نوجوان
نے کہا۔

"نہیں ہم اس سے خود ہی مل لیں گے"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی
سے سائیڈ کی راہداری کی طرف بڑھ گیا جو پہلی منزل کے کمروں کی

طرف جاتی تھی۔ عمران ہونٹ بھینچے اس کے ساتھ تھا۔ چند لمحوں بعد
وہ کمرہ نمبر آٹھ کے سامنے موجود تھے دروازے پر رچرڈ کے نام کا کارڈ
موجود تھا۔ ٹائیگر نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے"۔ اندر سے ایک آواز سنائی دی۔ لہجہ غیر ملکی ہی تھا۔

"مینیجر"...... ٹائیگر نے کہا تو چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ٹائیگر اور
عمران دونوں دروازے پر کھڑے ایک لمبے تڑنگے نوجوان کو دھکیلتے
ہوئے اندر آ گئے۔ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے دروازہ بند کر دیا۔

"کون ہیں آپ۔ یہ کیا طریقہ ہے"...... رچرڈ نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"ہمیں کرنل اخلاق نے بھیجا ہے مسٹر رچرڈ۔ ایک اہم اطلاع دینی
ہے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ وہ بغور رچرڈ کو دیکھ رہا تھا۔
رچرڈ ایک لمحے کے لئے چونکا پھر اس نے اپنے آپ پر قابو پا لیا۔

"کون کرنل اخلاق میں تو کسی کرنل اخلاق کو نہیں جانتا۔ میں تو
یہاں اجنبی ہوں"...... رچرڈ نے کہا۔

"کرنل اخلاق جو چیف سیکورٹی آفیسر ہے۔ اس نے پیغام دیا ہے
کہ ایم سی کی چوری کا راز کھل گیا ہے۔ آپ فوراً ہوٹل چھوڑ کر چلے
جائیں"...... عمران نے کہا۔

"ایم سی کیا مطلب۔ یہ آخر آپ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ میری سمجھ
میں تو کچھ نہیں آرہا"...... رچرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم نے پیغام دینا تھا جو ہم نے دے دیا ہے۔ آگے آپ کی مرضی۔

گڈ بائی "...... عمران نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ ٹائیگر بھی خاموشی سے واپس مڑا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں کمرے سے باہر نکلے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہال کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکالا۔ اسے انگلی سے دبایا اور کان میں لگا کر وہ ہال کے دروازے سے باہر آگئے۔

" میں کیوں بھاگ جاؤں۔ میرے پاس کیا ہے۔ جو کچھ تھا وہ تو اسی وقت چلا گیا۔ ہونہہ نانسنس۔ لیکن اس چوری کو تو ٹریس کرنا ناممکن تھا۔ پھر کیسے ٹریس ہو گئی "...... اچانک عمران کے کان میں رچرڈ کی آواز سنائی دی۔ وہ شاید خود کلامی کے انداز میں بول رہا تھا۔ عمران اب اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا تھا۔ سائیڈ سیٹ پر ٹائیگر بیٹھ چکا تھا لیکن عمران نے کار سٹارٹ نہ کی تھی۔ چند لمحوں بعد رسیور اٹھانے اور نمبر ڈائل کرنے کی آواز سنائی دی اور عمران کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔ وہ پوری توجہ سے نمبر ڈائل کرنے کی آوازیں سنتا رہا تھا۔ نمبر کو گھما کر جب چھوڑا جاتا تو واپس اپنی جگہ پر پہنچنے تک کی آواز عمران غور سے سنتا رہا تھا تاکہ اس آواز کی مدد سے وہ معلوم کر سکے کہ رچرڈ کون سے نمبر ڈائل کر رہا ہے۔

" یس۔ سوزی بول رہی ہوں "...... ایک مدھم سی نسوانی آواز سنائی دی۔

" رچرڈ بول رہا ہوں مال آگے چلا گیا ہے یا نہیں "...... رچرڈ کی آواز سنائی دی۔

" کون سا مال "...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

" وہی جو تم میرے کمرے سے لے گئی تھی "...... رچرڈ نے کہا۔

" کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ وجہ "...... سوزی کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ غصہ بھی شامل تھا۔

" اس کی چوری کو ٹریس کر لیا گیا ہے اور جس آدمی نے مال اڑایا ہے اس نے مجھے پیغام بھیجا ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں "...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ تو یہ بات ہے۔ لیکن تم فکر نہ کرو۔ مال تو روگلی پہنچ بھی چکا ہے۔ وہاں سے رسید بھی آچکی ہے "۔ سوزی نے جواب دیا۔

" او کے۔ بس یہی پوچھنا تھا مجھے "...... رچرڈ کی مطمئن آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

" ٹائیگر۔ تم کمرے میں جا کر اس رچرڈ کو ختم کر دو اور وہاں سے سپیشل ڈکٹا فون لے آؤ۔ میں اس دوران فون کر لوں "...... عمران نے کان سے بٹن نما ڈکٹا فون رسیور نکال کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور پھر وہ کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا اور ایک طرف موجود پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا جبکہ ٹائیگر کار سے اتر کر دوبارہ عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ فون بوتھ میں داخل ہو کر عمران نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔ چونکہ انکوائری کے لئے سکہ ڈالنے کی ضرورت نہیں ہوتی اس لئے اس نے کوئی سکہ نہ ڈالا تھا۔

" یس انکوائری پلیز "...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی

"اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس بول رہا ہوں"۔ عمران نے لہجے کو بھاری بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔یس سر۔فرمائیے سر"...... دوسری طرف سے بولنے والی محترمہ نے قدرے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک نمبر نوٹ کریں اور مجھے بتائیں کہ یہ نمبر کس جگہ نصب ہے"...... عمران نے اسی طرح بھاری لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک نمبر بتا دیا۔یہ نمبر وہی تھا جس کا اندازہ اس نے فون نمبر ڈائل کرنے کی آوازوں سے لگایا تھا۔

"یس سر۔ہولڈ آن کریں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھی طرح چیک کریں اور درست بتائیں۔یہ انتہائی اہم معاملہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔ عمران کو معلوم تھا کہ اب ایکس چینج میں کمپیوٹر کام کرتے ہیں اس لئے کمپیوٹر میں یہ نمبر فیڈ کر کے پوری تفصیل معلوم کر لی جائے گی۔

"ہیلو سر"......چند لمحوں بعد ہی آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"سر۔یہ نمبر نشاط کالونی کی کوٹھی نمبر ایٹ ون۔سی بلاک میں نصب ہے اور لیڈی ڈاکٹر سوزی پال کے نام پر ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے۔اب یہ کہنے کی تو ضرورت تو نہیں کہ اٹ از ٹاپ سیکرٹ"...... عمران نے لہجے کو اور زیادہ بھاری بناتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتی ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھا اور فون بوتھ سے باہر آگیا۔اسی لمحے ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا پارکنگ کی طرف آتا دکھائی دیا۔عمران کار میں بیٹھ گیا اور اس نے کار سٹارٹ کر دی۔چند لمحوں بعد ٹائیگر بھی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا تو عمران نے کار بیک کر کے اسے موڑا۔اور کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"ڈکٹا فون لے آیا ہوں باس اور رچرڈ کا بھی خاتمہ کر دیا ہے"۔ ٹائیگر نے جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکالتے ہوئے کہا۔

"ڈیش بورڈ میں اسے رکھ دو۔میں نے معلوم کر لیا ہے۔رچرڈ نے جس سوزی کو فون کیا تھا وہ نشاط کالونی کی کوٹھی نمبر ایٹ ون سی بلاک میں رہتی ہے پورا نام لیڈی ڈاکٹر سوزی پال ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو آپ نشاط کالونی جا رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ہمیں سوزی سے فوری پوچھ گچھ کرنی ہے۔کیونکہ سوزی نے رچرڈ کو یہی بتایا ہے کہ ایم سی رو گلی پہنچ چکا ہے اور رو گلی ساڈان کا دارالحکومت ہے"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر تقریباً پچیس منٹ کی مسلسل اور تیز ڈرائیونگ کے بعد عمران نشاط کالونی کے سی بلاک میں داخل ہو چکا تھا۔کوٹھی نمبر ایٹ ون تلاش

کرنے میں اسے زیادہ دقت نہ ہوئی۔یہ درمیانے درجے کی کوٹھی تھی اس کی ایک سائیڈ پر باقاعدہ ڈاکٹر سوزی پال کا کلینک بنا ہوا تھا اور کلینک میں کئی مرد اور عورتیں بھی نظر آرہی تھیں۔وہاں دو کاریں بھی موجود تھیں۔عمران نے ان کے ساتھ جا کر کار روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔دوسری طرف سے ٹائیگر بھی نیچے اتر آیا۔پھر وہ عمران کے ساتھ ہی کلینک میں داخل ہو گیا۔ایک طرف ایک اندھے شیشے کا دروازہ تھا جس پر ڈاکٹر کا لفظ لکھا ہوا تھا۔عمران اس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"جی صاحب"...... ایک ملازم نے انہیں روکتے ہوئے کہا۔

"لیڈی ڈاکٹر صاحبہ سے ملنا ہے"...... عمران نے رک کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"کارڈ لے لیجئے اور اپنے نمبر کا انتظار کیجئے"۔ملازم نے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک کارڈ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"کون سا نمبر ہے"...... عمران نے کہا۔

"بارہ اور ابھی دوسرا نمبر گیا ہے۔پانچ سو روپے معائنہ فیس کے دے دیجئے"...... ملازم نے کہا۔

"پانچ سو۔یہ تمہاری لیڈی ڈاکٹر صاحبہ کیا بہت خوبصورت ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی۔جی۔کیا کہہ رہے ہیں آپ"...... ملازم نے قدرے حیرت لیکن غصیلے لہجے میں کہا۔

"بھئی صرف لیڈی ڈاکٹر کے معائنے یعنی رونمائی کے پانچ سو مانگ رہے ہو۔اتنی قیمتی تو شاید مس یونیورسل کی رونمائی بھی نہ ہوتی ہو گی"...... عمران نے کہا۔اور ایک بار پھر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"رک جائیے۔اس طرح آپ"...... ملازم نے قدرے سخت لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر دو قدم دور فرش پر جا گرا۔ٹائیگر کا ہاتھ گھوم گیا تھا۔

"خبردار۔اب اگر اونچی آواز میں بات کی سمجھے۔ہمارا تعلق سپیشل پولیس سے ہے"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور مڑ کر عمران کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک خاتون باہر نکل آئی۔عمران تھوڑا سا ایک طرف ہٹا اور اس خاتون کے آگے بڑھ جانے کے بعد وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔یہ کمرہ واقعی کسی ڈاکٹر کے معائنہ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر عورت بیٹھی ہوئی تھی جس کے جسم پر سفید رنگ کا کوٹ تھا عمران کے پیچھے ٹائیگر بھی اندر داخل ہو گیا۔

"جی۔ادھر تشریف لائیے"...... لیڈی ڈاکٹر نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے اپنی کرسی کے ساتھ رکھے ہوئے سٹول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔وہ ظاہر ہے یہی سمجھی تھی کہ عمران بطور مریض اس سے مشورہ لینے آیا ہے۔

"آپ کا نام لیڈی ڈاکٹر سوزی پال ہے" عمران نے خشک

لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا آپ میرا نام بھی نہیں جانتے"...... سوزی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق سپیشل پولیس سے ہے۔ آپ ذرا ادھر علیحدہ کمرے میں آجایئے۔ آپ سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں"...... عمران نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ کیا طریقہ ہے۔ میں اس وقت کلینک میں ہوں۔ باہر مریض بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ وقت ہے آپ کے آنے کا۔ شام کو آیئے پھر باتیں ہوں گی۔ اس وقت مین فارغ نہیں ہوں"...... سوزی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر تم باہر کا خیال رکھنا۔ میں نے ذرا لیڈی ڈاکٹر صاحبہ سے تھوڑا سا وقت لے لوں ہے"...... عمران نے مڑ کر ٹائیگر سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سوزی کا بازو پکڑا اور ایک ہی جھٹکے سے اسے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔

"یہ۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ چھوڑو مجھے"...... ڈاکٹر سوزی نے چیختے ہوئے کہا لیکن عمران اسے اسی طرح بازو سے پکڑے گھسیٹتا ہوا عقبی دیوار میں بنے ہوئے ایک دروازے کی طرف لے گیا جس پر معائنہ روم لکھا ہوا تھا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ چھوڑو مجھے"...... ڈاکٹر سوزی نے اس چھوٹے سے کمرے میں پہنچتے ہی چیخ کر کہا لیکن دوسرے

لمحے وہ چیختی ہوئی نیچے فرش پر جا گری۔ عمران نے ایک زوردار جھٹکے سے اسے فرش پر دھکیل دیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی۔ عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیر کو ذرا سا موڑ دیا اور سوزی کے حلق سے بے اختیار خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس کا چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا تھا اور اس کا اٹھنے کی پوزیشن میں آیا ہوا جسم ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا تھا۔

"وہ پرزہ جو اٹیمک پلانٹس ایریئے سے رچرڈ نے حاصل کر کے تمہیں بھیجا تھا وہ تم نے کہاں بھیجا ہے"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم...... مجھے نہیں معلوم۔ مم۔ مم۔ میں تو"...... سوزی نے خرخراہٹ بھری آواز میں کہا لیکن عمران نے پیر کو ذرا سا اور موڑ دیا تو ڈاکٹر سوزی کی حالت اور زیادہ بگڑ گئی۔ عمران نے پیر کو واپس موڑ دیا۔

"بب۔ بب۔ بتاتی ہوں۔ خدا کے لئے یہ عذاب ختم کرو۔ پیر ہٹا لو"...... ڈاکٹر سوزی نے رک رک کر کہا۔

"بتاؤ ورنہ تمہاری ایک ایک رگ چیخ جائے گی۔ بولو"۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"وہ۔ وہ میں نے روگلی بھیج دیا تھا۔ مارٹن کے ذریعے اسی وقت"...... سوزی نے جواب دیا تو عمران نے پیر ہٹایا اور جھک کر اسے بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر اس نے اسے ایک کرسی پر

دھکیل دیا۔ سوزی بے اختیار لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔

"دیکھو اگر تم زندہ رہنا چاہتی ہو تو تفصیل سے بتاؤ کہ تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے اور روگلی میں تم نے یہ پرزہ کہاں بھیجا ہے"۔ عمران نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کی نال سوزی کی پیشانی پر رکھ کر اسے دباتے ہوئے کہا۔

"م۔ مجھے مت مارو۔ میں نے تو یہ سارا کام رقم لے کر کیا ہے۔ مجھے کچھ نہیں معلوم"...... سوزی نے کہا۔

"صرف تین گنوں گا۔ اس کے بعد ٹریگر دبا دوں گا"...... عمران نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گنتی شروع کر دی۔ عمران کے لہجے میں ایسی سفاکی تھی کہ ابھی اس نے دو تک ہی گنا تھا کہ سوزی ہذیانی انداز میں چیخ اٹھی۔

"رک جاؤ۔ مت مارو۔ میں بتاتی ہوں۔ رک جاؤ"...... سوزی نے چیختے ہوئے کہا۔

"بتاؤ۔ بولتی جاؤ۔ لیکن کوئی غلط لفظ تمہارے منہ سے نہ نکلے"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"میرا تعلق ایک تنظیم کانسٹائن سے ہے"۔ کانسٹائن بین الاقوامی تنظیم ہے۔ اس کے باس کا نام بھی کانسٹائن ہی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے البتہ میں یہاں پاکیشیا میں اس کی انچارج ہوں سیہاں میرا کام مخبری ہے۔ مجھے سیکشن چیف کی طرف سے حکم ملا کہ ان کا آدمی رچرڈ جو رائل ہوٹل میں رہ رہا ہے اگر کوئی

پیکٹ مجھے بھیجے تو میں فوراً اس پیکٹ کو اپنے ملازم مارٹن کے ذریعے ساڈان کے دارالحکومت روگلی بھجوا دوں۔ چاہے مجھے جہاز ہی کیوں نہ چارٹرڈ کرنا پڑے۔ پھر رچرڈ نے فون کیا کہ اس نے پیکٹ حاصل کر لیا ہے۔ میں نے پیکٹ اس سے جا کر اپنی تحویل میں لیا پھر فوراً ایک جہاز چارٹرڈ کرایا اور مارٹن کو وہ پیکٹ دے کر فوراً روگلی بھجوا دیا۔ اس کے بعد مجھے سیکشن چیف کا فون ملا کہ پیکٹ اسے مل گیا ہے لیکن اب مارٹن واپس نہیں آئے گا۔ بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے۔ اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں ہے"...... سوزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارا سیکشن چیف کون ہے۔ کہاں رہتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ اس کا صرف فون آتا ہے۔ مخصوص کوڈ کے ذریعے بات ہوتی ہے اور بس۔ رقم البتہ ایکریمیا کے ایک بینک کے ذریعے میرے اکاؤنٹ میں جمع کرا دی جاتی ہے اور بس"...... سوزی نے جواب دیا۔

"اس مارٹن کا حلیہ بتاؤ"...... عمران نے کہا اور سوزی نے اسے حلیہ بتا دیا۔

"تم اس سیکشن چیف کو کس طرح کوئی اطلاع دیتی ہو"۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ خود فون کرتا ہے۔ مجھے اس کا فون نمبر معلوم نہیں ہے"۔ سوزی نے جواب دیا تو عمران نے ریوالور ہٹایا اور اس کے ساتھ ہی

اس کا ہاتھ گھوما اور سوزی کی کنپٹی پر ضرب لگی اور سوزی کے حلق سے چیخ نکلی اور چند لمحے پھڑکنے کے بعد وہ ساکت ہو گئی ۔ عمران تیزی سے اس کمرے کے ایک کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دوسری طرف ایک گلی تھی جو اس کوٹھی کی سائیڈ سے گزر رہی تھی ۔ عمران تیزی سے واپس مڑا اور کلینک والے کمرے میں آگیا۔ ٹائیگر وہاں موجود تھا۔

" ٹائیگر ۔ سائیڈ میں گلی ہے ۔ وہاں کار لے آؤ ۔ میں اس سوزی کو ساتھ لے جانا چاہتا ہوں تاکہ اس نئی تنظیم کے بارے میں اس سے مزید تفصیل حاصل کر سکوں "....... عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا دروازہ کھول کر باہر ہال میں چلا گیا۔

" عمران نے آگے بڑھ کر دروازے کو اندر سے لاک کیا اور پھر تیزی سے واپس مڑ کر اس معائنہ روم میں آگیا چند لمحوں بعد اسے کار کی آواز عقبی گلی میں سنائی دی تو اس نے آگے بڑھ کر کرسی پر بے ہوش پڑی سوزی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور دروازہ کھول کر عقبی گلی میں نکل آیا جہاں ٹائیگر کار کا عقبی دروازہ کھولے کھڑا تھا ۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے بے ہوش سوزی کو کار کی عقبی سیٹوں کے درمیان ڈالا اور دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا ۔ ٹائیگر اس دوران گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔

" یہ گلی آگے سے کھلی ہے ۔ نکل چلو ۔ اسے رانا ہاؤس لے جانا ہے "....... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے

ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی ۔ عمران کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ سوزی کے بیان کے مطابق ایم سی پا کیشیا سے باہر جا چکا تھا اور اسے معلوم تھا کہ اب اس کے حصول کے لئے اسے کافی طویل جدوجہد کرنا پڑے گی۔

بڑے سے کمرے میں موجود ایک میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر لیکن
باوقار سا آدمی فون کا رسیور کان سے لگائے بیٹھا ہوا باتوں میں مصروف
تھا کہ میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس
آدمی نے اوکے کہہ کر کان سے لگا ہوا رسیور کریڈل پر رکھا اور ہاتھ بڑھا
کر سرخ رنگ کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس لارڈ داسکر بول رہا ہوں"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے بڑے
باوقار سے لہجے میں کہا۔

"فریڈ بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ
لیکن مؤدبانہ آواز سنائی دی تو لارڈ بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"اوہ تم۔ خیریت۔ کیسے فون کیا"...... لارڈ نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے فریڈ کے یہاں فون کرنے پر بے
حد حیرت ہو رہی ہو۔

"جناب۔ آفس نے کل کھلنا تھا اور معاملہ چونکہ ایمرجنسی کا ہے
ں لئے مجھے مجبوراً یہاں براہ راست فون کرنا پڑا"...... دوسری طرف
ے کہا گیا۔

"اوہ۔ کیا ایمرجنسی ہے"...... لارڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ایم سی کے سلسلے میں پاکیشیا سے خصوصی اطلاعات موصول
وئی ہیں"...... فریڈ نے کہا اور لارڈ ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"ایم سی کے بارے میں خصوصی اطلاعات۔ کیا مطلب"...... لارڈ
نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کو تو علم ہے کہ ایم سی کانسٹائن گروپ کے ذریعے پاکیشیا
ے حاصل کر کے روگلی منگوایا گیا تھا اور وہاں سے اسے زیرو پوائنٹ پر
ہنچا دیا گیا اور کانسٹائن گروپ کے جن لوگوں نے اس مشن میں حصہ
یا تھا انہیں ختم کر دیا گیا تھا اور ہم نے اپنے خاص آدمی عامر کا بھی خاتمہ
را دیا تھا"...... فریڈ نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے"...... لارڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اب کانسٹائن نے مجھے اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا سے اس کے
مارے سیٹ اپ کو ختم کر دیا گیا ہے۔ وہاں اس کا خاص آدمی رچرڈ۔
س کی وہاں کی انچارج ڈاکٹر سوزی اور اس کے گروپ کے دس افراد جو
ہاں کام کرتے تھے سب ختم کر دیئے گئے ہیں۔ کانسٹائن کو جب اس
کے خاص مخبر نے یہ اطلاع دی تو اس نے وہاں تحقیقات کرائیں۔
س کے نتیجے میں جو رپورٹ سامنے آئی ہے وہ انتہائی چونکا دینے والی ہے

کانسٹائن کا یہ سیٹ اپ ایم سی کی وجہ سے ختم ہوا ہے اور اسے
کرنے والا پاکیشیا کا مشہور سیکرٹ ایجنٹ علی عمران ہے اور جناب
اس کے ساتھ ساتھ یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ کانسٹائن کا جو آدمی سوا
سے ایم سی لے کر پاکیشیا سے روگلی پہنچا تھا۔ اس کے بارے میں
انکوائری کی جاتی رہی ہے یہ انکوائری روگلی کے ایک مخبری کر
والے گروپ ونسٹر نے کی ہے لیکن مارٹن چونکہ ہلاک کر دیا گیا تھا ا
لئے ان کی انکوائری کسی نتیجے تک نہیں پہنچی اب کانسٹائن نے کہا
کہ چونکہ اس کا پاکیشیا میں سارا سیٹ اپ ہمارے مشن کی وجہ
ختم کیا گیا ہے اس لئے ہم اسے اتنا ہی معاوضہ مزید دیں جتنا پہلے دیا
اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے"...... فریڈ نے تفصیل بتا
ہوئے کہا۔

" تمہارا کیا خیال ہے کیا کانسٹائن کا مطالبہ پورا کر دیا جائے"۔ لا
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" میرا خیال ہے جناب کہ اب کانسٹائن ہمارے لئے خطرناک
چکا ہے۔ اس کے آدمیوں سے لامحالہ پاکیشیا میں اس کی تنظیم
ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر لی گئی ہوں گی اور
عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے لامحالہ پاکی
سیکرٹ سروس ایم سی کی واپسی کے لئے کام کرے گی اور کانسٹا
تنظیم چاہے کتنی ہی طاقت ور ہو وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقا
نہیں کر سکتی کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کام کرنے کا انداز قطع

ف ہوتا ہے اور جیسے ہی وہ لوگ کانسٹائن تک پہنچیں گے انہیں
رے سیٹ اپ کے متعلق اطلاعات مل جائیں گی اس لئے میرا تو
ل ہے کہ اس کانسٹائن کو ہی ختم کر دیا جائے"...... فریڈ نے
اب دیتے ہوئے کہا اور لارڈ کا چہرہ فریڈ کی بات سن کر بے اختیار کھل
ا۔

" گڈ۔ مجھے تمہارا خیال سن کر بے حد مسرت ہوئی ہے میں بھی یہی
ستا تھا لیکن صرف کانسٹائن ہی کیوں اس کی تنظیم کا بھی تو خاتمہ کرنا
گا"...... لارڈ نے کہا۔

" جناب اصل آدمی کانسٹائن خود ہے اور صرف وہی ہمارے متعلق
ر ایم سی کے بارے میں جانتا ہے۔ اس لئے ساری تنظیم کے خاتمے
ضرورت بھی نہ پڑے گی۔ میں صرف کانسٹائن کا خاتمہ کرا دوں گا۔
ں طرح کہ کسی کو علم بھی نہ ہو گا کہ اس کا خاتمہ کس نے کیا ہے۔
ں کا نائب ڈک ہے۔ وہ خود بخود تنظیم کا چیف بن جائے گا۔ پھر چاہے
کیشیا سیکرٹ سروس اس ساری تنظیم کے ایک ایک آدمی کی ہڈیاں
ڑ ڈالے۔ اسے ہمارے متعلق اور ایم سی کے بارے کچھ معلوم نہ ہو
لے گا"...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" گڈ۔ یہ ٹھیک ہے تو پھر میری طرف سے اجازت ہے جس قدر جلد
مکن ہو سکے اس کا خاتمہ کر دو"...... لارڈ نے جواب دیا۔

" یس سر۔ یہ ہو جائے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک اور
رخواست بھی ہے"۔ فریڈ نے کہا تو لارڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیسی درخواست"...... لارڈ نے چونک کر پوچھا۔

"میری درخواست ہے کہ جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس مکمل طور پر ناکام ہو کر مایوس نہ ہو جائے ہم اپنا ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر آف کر دیں اور انڈر گراؤنڈ ہو جائیں۔ کیونکہ کچھ کہا نہیں جا سکتا کہ لوگ کسی بھی ذریعے سے ہمارا سراغ لگا لیں"...... فریڈ نے کہا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو ہیڈ کوارٹر تو خاصا بڑا ہے اسے کیسے آف کیا سکتا ہے"...... لارڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جناب پوری تنظیم ٹاپ ورلڈ کو بچانے اور اس کی خف لیبارٹریوں اس کے اسلحہ خانوں اور اس کے تمام دیگر متعلقات بچانے کے لئے یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سرو کے بارے میں آپ کو اسرائیل سے رپورٹ تو پہلے ہی مل چکی ہے۔ ہم نے ٹاپ ورلڈ کو ہر صورت میں اس تنظیم کی نظروں سے بچا کر رکھ ہے ایم سی کی حد تک تو ہم مجبور تھے۔ ہمیں اسے وہاں سے ہر صور میں واپس حاصل کرنا تھا۔ ورنہ پاکیشیا ایسی خوفناک طاقت بن جا کہ اسرائیل بھی اس کے مقابلے میں کمزور پڑ جاتا۔ لیکن اب جب ایم سی کو ہم نے واپس حاصل کر لیا ہے۔ تو اب ٹاپ ورلڈ کو بچانا ہما فرض ہے۔ ورنہ اس خوفناک تنظیم کے کانوں میں اس کی معمولی بھنک بھی پڑ گئی تو ایم سی تو کیا سب کچھ تباہ ہو سکتا ہے اور یہ لوگ اس معاملے میں بھوت کہلاتے ہیں"...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو تمہیں اور مجھے بھی ہیڈ کوارٹر سے باہر جانا ہو گا"...... لارڈ نے کہا۔

"یس سر۔ جب تک یہ سلسلہ مکمل طور پر ختم نہیں ہو جاتا۔ ہمیں بھی زیرو پوائنٹ پر ہی رہنا ہو گا"...... فریڈ نے جواب دیا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ تم نے جو کچھ کہا ہے درست ہے ہیڈ کوارٹر تو دوبارہ بن جائے گا اور نئے آدمی بھی دوبارہ بھرتی ہو جائیں گے۔ لیکن پوری تنظیم کو رسک میں نہیں ڈالا جا سکتا۔ تم ہیڈ کوارٹر کو مکمل طور پر آف کر دو اور زیرو پوائنٹ پہنچ جاؤ اور میں بھی کل وہاں پہنچ جاؤں گا"...... لارڈ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور لارڈ نے رسیور رکھ کر بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ اس اقدام پر دلی طور پر خوش نہیں ہے۔

دانش منزل کے آپریشن روم میں عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ سامنے بلیک زیرو بھی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا رافٹ وہاں اس مارٹن کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو جائے گا عمران صاحب"...... اچانک بلیک زیرو نے کہا۔

"دیکھو وہ خاصا ہوشیار آدمی ہے اور میں نے اسے تاکید بھی کر دی ہے کہ وہ جلد از جلد اس کا سراغ لگائے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید بات چیت ہوتی میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

"رافٹ بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس"...... کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔ رافٹ ساڈان میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ تھا اور عمران نے دو گھنٹے پہلے اسے کانسٹائن گروپ اور پاکیشیا سے جانے والے مارٹن کے بارے میں تفصیلات بتاتے ہوئے اس کے بارے میں مزید تفصیلات حاصل کر کے فوری رپورٹ دینے کا حکم دیا تھا۔

"سر۔ میں نے انکوائری کرا لی ہے مارٹن پاکیشیا سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے رو گلی پہنچا تھا ایئرپورٹ سے وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر گیا تھا اور ٹیکسی ڈرائیور کو تلاش کر لیا گیا اس ٹیکسی ڈرائیور نے بتایا کہ اس نے مارٹن کو یہاں کی ایک رہائشی کالونی کی ایک کوٹھی پر ڈراپ کیا تھا وہاں سے معلومات کی گئیں جناب تو پتہ چلا کہ مارٹن کی لاش اس کوٹھی سے پولیس کو ملی تھی جسے گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا تھا اور یہ کوٹھی خالی تھی۔ پولیس آج تک اس کے قاتلوں کے سراغ نہیں لگا سکی۔ اس پر میں نے یہاں کے ایک خاص مخبر گروپ ونسٹر کی خدمات حاصل کیں۔ یہ انتہائی فعال اور باخبر گروپ ہے اس کی تفصیلات کے مطابق مارٹن کو ایک پیشہ ور قاتل وکی نے ہلاک کیا تھا اور وکی اسی روز ایک ٹریفک حادثے میں ہلاک ہو گیا تھا اس گروپ نے اس آدمی کا سراغ لگانے کی کوشش کی۔ جس نے وکی کو مارٹن کے قتل کی ٹپ دی تھی تو جناب اس سلسلے میں ایک انتہائی مشہور اور بادسائل بین الاقوامی مجرم تنظیم کے چیف کانسٹائن کا نام سامنے آیا۔ لیکن جناب ابھی کچھ دیر پہلے کانسٹائن کو اس کے ہوٹل میں پراسرار طور

پر گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ کانسٹائن نے وکی کو براہ راست یہ ٹپ دی تھی۔ اس کے گروپ کے اور کسی آدمی کو اس بارے میں کچھ نہیں معلوم "...... رافٹ نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" یہ کانسٹائن کیا روگلی میں رہتا تھا"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر روگلی میں ہی ہے "...... رافٹ نے جواب دیا۔

" اب اس تنظیم کا سربراہ کون ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" کانسٹائن کے نائب ڈک نے سربراہی سنبھال لی ہے۔ لیکن میں نے اچھی طرح چیکنگ کرائی ہے اس سارے سلسلے کے بارے میں نہ ہی ڈک کو کچھ علم ہے اور نہ اس کے کسی دوسرے آدمی کو "۔ رافٹ نے جواب دیا۔

" یہ ڈک اب کہاں ہوتا ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" روگلی کے سب سے بڑے اور مشہور ہوٹل سن ریز کا وہ مالک ہے اور وہیں رہتا ہے۔ باقی ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اس کے بارے میں کسی کو بھی علم نہیں ہے "...... رافٹ نے جواب دیا۔

" وہ کانسٹائن کہاں رہتا تھا "...... عمران نے پوچھا۔

" وہ ہوٹل ٹاپ سٹار میں رہتا تھا۔ وہ اس کا مالک بھی تھا اور چیف منیجر بھی "...... رافٹ نے جواب دیا۔

" اوکے۔ بس اتنا ہی کافی ہے "...... عمران نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ ہمارے آگے بڑھنے کے سارے راستے مسدود کر دیئے گئے ہیں "...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں اور اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ ان تک یہ خبر پہنچ گئی ہے کہ سیکرٹ سروس اس مشن پر کام کر رہی ہے "...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" تو اب آپ روگلی جائیں گے "...... بلیک زیرو نے کہا۔

" دیکھو۔ ویسے رافٹ کی اس رپورٹ سے ایک اور بات بھی سامنے آئی ہے کہ کانسٹائن اور اس کی تنظیم درمیانی تھی۔ ایم سی حاصل کرنے والی کوئی اور تنظیم ہو گی۔ یقیناً کانسٹائن کو اس لئے درمیان سے ہٹایا گیا ہے تاکہ ہم اس اصل تنظیم تک نہ پہنچ سکیں "...... عمران نے کہا۔

" لیکن کانسٹائن کے قتل سے اس کی ساری تنظیم تو ختم نہیں ہوئی اس کے نائب نے اس کی جگہ لے لی ہے اور ایسے کام ظاہر ہے اکیلا آدمی تو نہیں کیا کرتا "...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" رافٹ کی رپورٹ سے تو پتہ چلتا ہے کہ جس تنظیم نے بھی کانسٹائن سے کام لیا ہے اس نے صرف کانسٹائن سے ہی رابطہ کیا اور یقیناً اسے سختی سے کہہ دیا گیا ہو گا کہ اس کارروائی کا علم روگلی میں کسی کو نہ ہو۔ اس لئے صرف کانسٹائن کو ہلاک کیا گیا ہے۔ ورنہ ایسے مشن میں وہ پوری تنظیم کے خاتمے سے بھی دریغ نہ کرتے "...... عمران نے

جواب دیا۔

"لیکن اب اس اصل تنظیم کا کیسے علم ہو گا"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی بات میں سوچ رہا ہوں"....... عمران نے جواب دیا۔

"بظاہر تو کوئی کلیو سامنے نہیں ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"ایک کلیو ہے اور وہ یہ کہ یہ مشن کانسٹائن کو ہی کیوں دیا گیا ہے دوسرے لفظوں میں کانسٹائن کا انتخاب کس حوالے سے کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس اصل تنظیم کے سربراہ یا کسی بڑے عہدیدار کا تعلق کانسٹائن سے رہا ہو گا۔ اس لئے اگر کانسٹائن کے کاروباری یا دوستانہ تعلقات کی پڑتال کی جائے تو وہ آدمی یا تنظیم سامنے آسکتی ہے"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر آپریشن روم میں خاصی دیر تک خاموشی طاری رہی۔ کافی دیر بعد عمران چونک کر سیدھا ہوا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی اور کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو عمران کے چہرے پر قدرے غصے کے تاثرات ابھر آئے۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر"....... جولیا کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

"کیپٹن شکیل اپنے فلیٹ میں نہیں ہے۔ وہ جہاں بھی ہو اسے تلاش کرواور اسے کہو کہ فوراً مجھے فون کرے اور تمام ممبرز کو کہہ دو کہ آئندہ وہ فلیٹ سے جاتے ہوئے فون ٹیپ میں پیغام ریکارڈ کرا کر جایا کریں کہ وہ فوری طور پر کہاں مل سکتے ہیں"....... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے پہلے کیپٹن شکیل کو فون کیا تھا"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے اچانک خیال آگیا تھا کہ کیپٹن شکیل نے اپنی نیوی کی تربیت ساڈان میں ہی مکمل کی تھی اور اس کی پرسنل فائل کے مطابق کیپٹن شکیل کے تعلقات ان دنوں جرائم پیشہ دنیا کے چند بڑے لوگوں سے کافی گہرے رہے تھے کیونکہ اس نے وہاں تربیت کا سارا عرصہ ساڈان کی نیوی کے اس شعبے میں گزارا ہے جو بحری سمگلنگ کے خلاف کام کرتا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ کیپٹن شکیل کے اب بھی وہاں کسی نہ کسی طرح کسی سے تعلقات ہوں۔ اگر ایسا ہے تو ان تعلقات کو استعمال کیا جا سکتا ہے"....... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"شکیل بول رہا ہوں جناب"....... دوسری طرف سے کیپٹن شکیل

کی آواز سنائی دی۔

"کہاں سے فون کر رہے ہو"...... عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"صفدر کے فلیٹ سے جناب"...... دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"آئندہ جب بھی فلیٹ سے جایا کرو۔ فون ریکارڈر میں یہ ٹیپ کر کے جایا کرو کہ تم فوری طور پر کہاں دستیاب ہو سکتے ہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ مس جولیا نے ابھی آپ کا حکم پہنچا دیا ہے۔ آئندہ ایسا ہی ہو گا سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"تم ساڈان [illegible] مت روڈگلی میں ٹریننگ حاصل کرتے رہے ہو اور تمہارے [illegible] متعلق [illegible] رٹ بھی میرے پاس موجود ہے کہ اس [illegible] بیت کے دوران تمہارے وہاں کی زیر زمین دنیا کے بڑے بڑے لوگوں سے تعلقات [illegible] رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں ساڈان کی نیوی کے اینٹی سمگلنگ شعبے میں تربیت لے رہا تھا۔ اس لئے بڑے بڑے سمگلروں سے تعلقات بنانا بھی اس تربیت کا ہی حصہ تھا"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ سے ایک انتہائی اہم ترین پرزہ جس کا عام کوڈ نام ماسٹر کنٹرولر یا ایم سی ہے۔ انتہائی پراسرار طور پر چرا لیا گیا ہے اور اس سلسلے میں جو انکوائری کی گئی ہے اس کے مطابق ایم سی وہاں کے چیف سیکورٹی آفیسر کرنل اخلاق نے چوری کیا ہے اور پھر

اس پرزے کو رائل ہوٹل میں رہنے والے ایک غیر ملکی رچرڈ کے حوالے کر دیا۔ رچرڈ سے معلومات حاصل کی گئیں تو معلوم ہوا اس نے ایم سی یہاں رہنے والی ایک لیڈی ڈاکٹر سوزی کے حوالے کیا اور ڈاکٹر سوزی نے اسے اپنے ملازم مارٹن کے ذریعے فوری طور پر ساڈان کے دارالحکومت روڈگلی پہنچا دیا۔ رچرڈ۔ سوزی اور اس مارٹن کا تعلق ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کانسٹائن سے تھا۔ کانسٹائن کے چیف کا نام بھی کانسٹائن تھا اور اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر روڈگلی میں ہی ہے۔ میں نے ساڈان کے فارن ایجنٹ سے مزید انکوائری کرائی ہے لیکن اس انکوائری کے نتیجے میں صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر سوزی کے ملازم مارٹن کو وہاں ایک کوٹھی میں پراسرار طور پر ہلاک کر دیا گیا اور اسے ہلاک کرنے والے پیشہ ور قاتل کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد کانسٹائن کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور اب اس کی جگہ اس کے نائب ڈک نے سنبھال لی ہے لیکن وہاں کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ ایم سی کہاں گیا۔ جبکہ کانسٹائن کی موت سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ کانسٹائن نے یہ کام کسی دوسری تنظیم کے لئے کیا ہے اور اس نے ہمیں روکنے کے لئے کانسٹائن کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن اس اہم ترین مشن میں کانسٹائن کے انتخاب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کام جس نے بھی کانسٹائن کو دیا ہے اس کے تعلقات کانسٹائن سے انتہائی گہرے تھے۔ یہاں پاکیشیا میں بھی کانسٹائن کا سیٹ اپ تھا جس کی انچارج ڈاکٹر سوزی تھی لیکن یہ سیٹ اپ یہاں صرف اسلحہ کی سمگلنگ میں ملوث

تھا۔ یہاں کا سارا سیٹ اپ سامنے آگیا اور اسے ختم کر دیا گیا۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں بتا سکا کہ ایم سی کو کس کے کہنے پر یہاں سے کانسٹائن نے حاصل کیا ہے اور یہ ایم سی پاکیشیا کے لئے اس قدر اہم ہے کہ تم اسے پاکیشیا کی بقا کا مسئلہ سمجھ سکتے ہو۔ اس لئے اس کی فوری واپسی انتہائی ضروری ہے۔ میں عمران کی سرکردگی میں وہاں ٹیم بھی بھیج سکتا ہوں لیکن اس طرح کافی وقت لگ سکتا ہے جبکہ میں چاہتا ہوں کہ جلد از جلد اس تنظیم کے بارے میں جان سکوں جس نے کانسٹائن سے یہ ایم سی چوری کرایا ہے اور اس کے لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ تم فوری طور پر آج کی کسی بھی فلائٹ سے اور اگر ریگولر فلائٹ نہ ملے تو چارٹرڈ جہاز کے ذریعے روگلی جاؤ اور اپنے سابقہ تعلقات کو استعمال کرتے ہوئے جس قدر جلد ممکن ہو سکے ایم سی کا سراغ لگاؤ تاکہ حتمی طور پر یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ ایم سی کہاں پہنچ چکا ہے۔ میں اس کی برآمدگی کے لئے ٹیم بھیج سکوں۔ یہ تمام تفصیلات تمہیں اس لئے بتائی گئی ہیں تاکہ تم اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے کام کر سکو۔ اگر تم چاہو تو اکیلے جاؤ اور اگر چاہو تو اپنے ساتھ کسی بھی ممبر کو لے جا سکتے ہو۔ لیکن مجھے جلد از جلد معلومات چاہئیں"...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں صفدر کو ساتھ لے جاؤں گا اور مجھے یقین ہے کہ میں جلد از جلد ایم سی کے بارے میں کلیو حاصل کر لوں گا۔ لیکن ایم سی کے بارے میں مزید تفصیلات میرا مطلب ہے کہ اس کا حجم۔ اس کی

ساخت وغیرہ"...... کیپٹن شکیل نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا تو عمران نے اسے اس بارے میں بریف کر دیا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں آپ کے اعتماد پر یقیناً پورا اتروں گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"آپ اگر کیپٹن شکیل کے ساتھ خود روگلی چلے جاتے تو زیادہ بہتر رہتا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ میرا نام وہاں پہنچ چکا ہے۔ اس لئے کانسٹائن کو راستے سے ہٹایا گیا ہے۔ وہ لوگ یقیناً وہاں میرے یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گروپ کے انتظار میں ہوں گے اس لئے میں کیپٹن شکیل کو بھیج رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیکسی روگلی کے مضافات میں واقع ایک چھوٹے سے ہوٹل کے سامنے رکی تو ٹیکسی میں موجود کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں ٹیکسی سے نیچے اتر آئے۔ وہ دونوں اپنے اصل چہروں میں ہی تھے اور کاغذات کی رو سے وہ کافرستان کے باشندے تھے اور سیاحت کے لئے یہاں آئے تھے۔ انہوں نے جان بوجھ کر کاغذات کافرستان کے شہری ہونے کے بنوائے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ایم سی کو حاصل کرنے والی تنظیم نے لازماً یہاں مخبری کا جال پھیلا رکھا ہوگا اور پاکیشیا کا نام سامنے آتے ہی انہوں نے لامحالہ ان کی نگرانی کرنی ہے اس لئے وہ کھل کر کام نہ کر سکتے تھے۔ وہ پاکیشیا سے پہلے کافرستان گئے تھے اور پھر وہاں سے یہاں روگلی پہنچے تھے۔ انہیں یہاں پہنچے ہوئے ابھی صرف دو گھنٹے ہوئے تھے انہوں نے ایک عام سے ہوٹل میں رہائش رکھ لی تھی اور کیپٹن شکیل نے فون کر کے یہ معلوم کر لیا تھا کہ ہوٹل ڈیزی کی

مالکہ ڈیزی ابھی تک اسی ہوٹل کی مالکہ ہی ہے اور اسی ہوٹل میں رہائش پذیر ہے تو وہ دونوں ٹیکسی لے کر ہوٹل آ گئے تھے اور اس وقت ٹیکسی ہوٹل ڈیزی کے سامنے ہی موجود تھی۔ کیپٹن شکیل نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ اور ٹپ دی اور جب وہ سلام کر کے ٹیکسی آگے لے گیا تو وہ دونوں مڑے اور ہوٹل کے اندر داخل ہو گئے۔ ہوٹل متوسط درجے کا تھا۔ ہال میں البتہ بیٹھے ہوئے افراد میں اکثریت ایسے افراد کی تھی جو اپنے لباس اور شکل وصورت سے زیر زمین دنیا کے افراد ہی دکھائی دیتے تھے۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا۔ وہ دونوں اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

"لیڈی ڈیزی سے کہو کہ پرنس شکیل آیا ہے"....... کیپٹن شکیل نے کاؤنٹر پر موجود لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پرنس شکیل"....... لڑکی نے حیرت سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن میں نے تو فلموں میں جو مشرقی پرنس دیکھے ہیں وہ تو اور ٹائپ کے ہوتے ہیں"....... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں فلمی پرنس نہیں ہوں۔ حقیقی پرنس ہوں اور پرنس کا وقت قیمتی ہوتا ہے"....... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو ساتھ کھڑا صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔ اسے فوراً خیال آ گیا تھا کہ اگر پرنس شکیل کی جگہ یہاں پرنس عمران ہوتا تو یقیناً یہ لڑکی باقی ساری عمر مشرقی پرنسوں کے خواب دیکھتے ہوئے گزار دیتی۔

"او کے"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کاؤنٹر پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے مگی بول رہی ہوں۔ دو مشرقی افراد آئے ہیں۔ ان میں سے ایک کہہ رہا ہے کہ اس کا نام پرنس شکیل ہے اور وہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے"...... لڑکی نے کہا۔

"یس لیڈی"...... لڑکی نے دوسری طرف سے جواب سننے کے بعد کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"لفٹ کے ذریعے تیسری منزل پر چلے جائیں۔ وہاں سب سے آخری کمرہ لیڈی صاحبہ کا دفتر بھی ہے اور رہائش گاہ بھی"...... لڑکی نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ دونوں ایک سائیڈ پر موجود لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیسری منزل کے آخری دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔ دروازے پر لیڈی ڈیزی کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ دروازہ بند تھا کیپٹن شکیل نے ہاتھ بڑھا کر دروازے پر دستک دی۔

"کم ان"...... اندر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔ وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک طرف بڑی سی میز تھی جس کے پیچھے کرسی پر ایک ادھیڑ عمر ساڈانی عورت بیٹھی ہوئی تھی لیکن اس کے جسم پر انتہائی بھڑکدار لباس تھا اور چہرے پر اس قدر میک اپ تھا کہ اسے دیکھتے ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ اس نے

میک اپ کے ذریعے حسینہ عالم بننے کی کوشش بہرحال کی ہے۔

"تم۔ تم۔ ارے۔ اوہ۔ مجھے یاد تو آ رہا ہے کہ تمہاری شکل میں نے دیکھی ہوئی ہے۔ مگر"...... لیڈی ڈیزی نے کیپٹن شکیل کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام پرنس شکیل ہے۔ تمہیں یاد آ جائے گا کہ ایک بار جب ساڈان کا مشہور غنڈہ اور سمگلر بروٹل روجر تمہارا دشمن بن گیا تھا تو میں نے تمہیں اس کے ہاتھ سے بچایا تھا"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو لیڈی ڈیزی کے ہونٹ ایک لمحے کے لئے بھنچ گئے اور پھر دوسرے لمحے وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ارے ہاں مجھے یاد آ گیا۔ اوہ۔ کتنے طویل عرصے پہلے کی بات ہے۔ اوہ پرنس شکیل۔ واقعی اب مجھے یاد آ گیا"...... لیڈی ڈیزی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جلدی سے میز کے پیچھے سے نکل کر تیزی سے کیپٹن شکیل کی طرف بڑھی اور اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تو تمہیں اب یہ بھی یاد نہیں رہا کہ میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتا تھا"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اب مجھے یقین آ گیا۔ میں نے اسی لئے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا کیونکہ مجھے یاد تھا کہ یہ تمہاری خاص عادت تھی بہرحال آؤ بیٹھو"...... لیڈی ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر اور کیپٹن

شکیل کو ایک طرف رکھے ہوئے صوفوں پر بٹھا کر وہ میز کی طرف واپس مڑ گئی۔

"کیا اب بھی تم شراب نہیں پیتے"...... لیڈی ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ اب بھی نہیں پیتا"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو لیڈی ڈیزی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر دبایا اور کسی کو ہاٹ کافی لانے کا کہہ کر اس نے رسیور رکھا اور ان دونوں کے سامنے والے صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔

"آج اتنے طویل عرصے بعد تمہیں دیکھ کر یقیناً مجھے بے حد مسرت ہو رہی ہے ۔ مجھے وہ زمانہ یاد آرہا ہے ۔ ہنگاموں سے پر زمانہ ۔ کیا زمانہ تھا ۔ اب تو سب کچھ بدل گیا ہے ۔ اب تو میں اس دفتر تک ہی محدود ہو کر رہ گئی ہوں لیکن تم نے اتنے طویل عرصے تک مجھے کیسے یاد رکھا"...... لیڈی ڈیزی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تم جیسی خاتون کو بھلا کیسے بھلایا جا سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو لیڈی ڈیزی کے گال جیسے تمتا اٹھے ۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی اور چہرہ کھل اٹھا تھا۔

"بے حد شکریہ پرنس"...... لیڈی ڈیزی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا ۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ویٹر اندر داخل ہوا ۔ اس نے ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس پر ہاٹ کافی کے برتن تھے ۔ اس نے کافی کے

برتن درمیانی میز پر رکھے اور پھر اس نے کافی بنا کر ایک ایک کپ صفدر ۔ کیپٹن شکیل اور لیڈی ڈیزی کے سامنے رکھا اور واپس چلا گیا۔

"تمہارے ساتھی کا کیا تعارف ہے"...... لیڈی ڈیزی نے کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا ساتھی ہے صفدر سعید ۔ ہم دونوں کافرستان میں ایک پرائیویٹ گروپ کے لئے کام کرتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"گروپ کے لئے ۔ کیا مطلب ۔ کون سا کام"...... لیڈی ڈیزی نے حیران ہو کر کہا۔

"وہی جو پہلے یہاں کرتے تھے ۔ جرائم کی دنیا کا کام"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو لیڈی ڈیزی بے اختیار ہنس پڑی۔

"اچھا تو ابھی تک اسی چکر میں ملوث ہو ۔ یہاں کیسے آنا ہوا" ۔ لیڈی ڈیزی نے کہا۔

"ظاہر ہے اسی چکر میں آنا ہوا ہے اور تمہارے پاس آنے کا بھی یہی مقصد ہے ۔ مجھے چند معلومات چاہئیں ۔ اس کا معاوضہ بھی ادا کروں گا جو تم کہو گی ۔ لیکن معلومات حتمی اور مصدقہ چاہئیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہونہہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ بولو کون سی معلومات چاہئیں" ۔ لیڈی ڈیزی نے اس بار قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہاں ایک تنظیم ہے کانسٹائن ۔ اس کا چیف کانسٹائن تھا جسے ہلاک کر دیا گیا ہے ۔ اس کانسٹائن نے مرنے سے پہلے پاکیشیا سے ایک

اہم سائنسی پرزہ چوری کرایا تھا اور اس کا آدمی مارٹن یہ پرزہ لے
یہاں روگلی پہنچا تھا۔ پھر اسے ہلاک کر دیا گیا۔ ہمارے گروپ
پاکیشیا نے اس پرزے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے
ہائر کیا ہے اور ہمیں اسی سلسلے میں معلومات چاہئیں۔ مجھے چونکہ یاد
کہ تم اس زمانے میں بھی معلومات کا کاروبار کرتی تھی اور تمہاری سا
ساؤان میں سب سے زیادہ تھی اس لئے میں سیدھا تمہارے پاس آ
ہوں۔ اگر تم اس سلسلے میں ہماری مدد کر سکتی ہو تو کھل کر بات کر
اور اگر نہیں کر سکتی تو اس کا بھی واضح طور پر جواب دے دو۔ ہم کسی
اور ذریعے کو آزمالیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس سلسلے میں تم کس قسم کی معلومات چاہتے ہو"...... لیڈی
ڈیزی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جس قسم کی بھی مل سکیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تمہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ پرزہ جسے
چوری کرایا گیا تھا کہاں موجود ہے یا کس کی تحویل میں ہے یا کانسٹائن
کو کس نے ہلاک کیا ہے۔ آخر کچھ تو تمہارے ذہن میں ہوگا۔ تم مجھے
کھل کر بتاؤ"...... لیڈی ڈیزی نے کہا۔

"مارٹن یا اس کے قاتل سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہم نے
بھی براہ راست کوئی کام نہیں کرنا۔ ہمارا کام بھی تمہاری طرح صرف
معلومات کو آگے پہنچانا ہے۔ اس پرزے کے بارے میں اگر تم معلوم
کر سکو تو وہ بھی بہتر ہے ورنہ اتنا تو ہر صورت میں ہمیں معلوم ہونا

چاہئے کہ یہ پرزہ کانسٹائن کے ذریعے کس پارٹی نے چوری کرایا ہے۔
اس پارٹی کے بارے میں تفصیلات"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس کے لئے مجھے کچھ وقت چاہئے ہوگا تاکہ میں معلومات کے
بارے میں اپنے وسائل استعمال کر سکوں۔ اس کے بعد میں تمہیں بتا
سکوں گی کہ میں تمہارا کام کر بھی سکتی ہوں یا نہیں اور اگر کر سکتی
ہوں تو کس حد تک اور کتنے معاوضے پر"...... لیڈی ڈیزی نے جواب
دیا۔

"کتنا وقت تمہیں چاہئے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"صرف دو تین گھنٹے۔ زیادہ نہیں"...... لیڈی ڈیزی نے کہا۔

"او کے۔ اپنا فون نمبر بتا دو۔ ہم چار گھنٹے بعد تم سے رابطہ کر کے
پوچھ لیں گے"...... کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا تو صفدر بھی اٹھ
کھڑا ہوا۔ لیڈی ڈیزی بھی کھڑی ہو گئی اور اس نے اپنا خصوصی فون
نمبر بتا دیا اور پھر وہ دونوں اس کا شکریہ ادا کر کے کمرے سے باہر آ گئے۔
تھوڑی دیر بعد وہ واپس اپنے ہوٹل پہنچ چکے تھے۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ لیڈی ڈیزی اس قدر اہم معلومات حاصل
کر لے گی"...... صفدر نے کمرے میں پہنچتے ہی کہا۔

"ہاں۔ یہ حد درجہ مکار اور شاطر عورت ہے۔ اس کا دین ایمان
صرف پیسہ ہے۔ پیسہ کمانے کا موقع ہو تو یہ اپنے خلاف بھی معلومات
مہیا کر سکتی ہے چاہے ان معلومات کی بنا پر اسے خود پھانسی کیوں نہ
چڑھنا پڑے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہیں اس کا تجربہ ہوگا لیکن ہمیں بہر حال کسی متبادل صورت کو بھی سامنے رکھنا چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں بالکل۔ لیکن کون سی متبادل صورت۔ کچھ تم بتاؤ"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کانسٹائن کی کوئی عورت۔ کوئی پرسنل سیکرٹری۔ کوئی ایسا دوست جس سے اس کی بے تکلفی ہو"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن اس بات کا کس سے پتہ چلایا جائے۔ اگر ہم نے اس کے اڈے سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تو یہ گروپ ہمارے خلاف حرکت میں آجائے گا اور اس طرح ہمارے کام میں رکاوٹیں پیدا ہو جائیں گی"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ہاں یہ بات تو ہے۔ ٹھیک ہے۔ پہلے اس لیڈی ڈیزی کو دیکھ لیا جائے کہ یہ کیا کہتی ہے"...... صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور ہوٹل سروس والوں کو کمرے میں کھانا بھیجنے کا کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر کھانا رکھا ہوا تھا۔ ویٹر نے کھانا ان کی میز پر لگانا شروع کر دیا۔

"تمہارا کیا نام ہے"...... کیپٹن شکیل نے ویٹر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ڈکی ہے جناب"...... ویٹر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈکی برڈ تو نہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ویٹر بے اختیار

چونک پڑا اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ۔ آپ کیسے جانتے ہیں۔ میں تو کافی عرصے سے برڈ نام چھوڑ چکا ہوں۔ اب تو کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ میرا پورا نام ڈکی برڈ تھا اور آپ تو اجنبی ہیں۔ آپ نے کیسے میرا پورا نام لے لیا"...... ویٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیا۔

"جب تم اندر داخل ہوئے تو میرے ذہن میں یہ بات تو واضح ہو گئی تھی کہ تمہارا چہرہ شناسا ہے لیکن چونکہ طویل عرصہ گزر گیا ہے اس لئے مجھے پوری طرح یاد نہ آرہا تھا۔ اس لئے میں نے تم سے نام پوچھا تھا اور جیسے ہی تم نے نام لیا مجھے سب کچھ یاد آگیا۔ میرا نام پرنس شکیل ہے۔ تمہیں یاد ہوگا کہ کافی عرصہ پہلے جب تم رونگی کے سب سے بدنام بار ریڈ ڈریگون میں ویٹر تھے تو وہاں کے ایک مشہور غنڈے راڈرک نے تمہاری کسی بات پر ناراض ہو کر تمہاری پٹائی شروع کر دی تھی اور میں تمہاری حمایت میں اس غنڈے سے لڑ پڑا تھا اور پھر راڈرک اور اس کے چار ساتھیوں کے ساتھ خوفناک لڑائی ہوئی تھی"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ویٹر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ پرنس۔ اوہ واقعی آپ وہی پرنس شکیل ہیں۔ وہی جنہوں نے میری زندگی ان غنڈوں سے بچائی تھی۔ اوہ۔ میں سخت شرمندہ ہوں جناب کہ آپ کو پہچان نہ سکا"...... ویٹر نے جلدی سے آگے بڑھ کر انتہائی عقیدت مندانہ انداز میں کیپٹن شکیل کا ہاتھ پکڑ کر

چومتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ارے۔یہ کیا کر رہے ہو۔تم اس وقت اکیلے تھے اور وہ چار۔اس لئے میں نے تمہاری حمایت کی تھی"...... کیپٹن شکیل نے ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے واقعی کمال کر دیا تھا۔لیکن آپ سے بعد میں ملاقات ہی نہ ہو سکی۔اب کتنے عرصے بعد ملاقات ہو رہی ہے میں تو آپ کو ہسپتال سے آنے کے بعد تلاش کرتا رہا تھا"...... ویٹر نے کہا۔

"میں ٹریننگ پر آیا ہوا تھا واپس چلا گیا تھا"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو ویٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جناب۔کوئی خدمت ایسی مجھ سے ضرور لیں کہ مجھے بھی احساس ہو کہ میں نے اپنے محسن کی خدمت کی ہے۔یقین کیجئے اگر اس روز آپ مجھے نہ بچاتے تو وہ غنڈے یقیناً مجھے مار ڈالتے"...... ویٹر نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک کام ہے تو سہی۔اگر تم کر سکو تو"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ جناب۔آپ حکم تو کریں۔میں اپنی جان پر کھیل کر بھی اسے پورا کروں گا"...... ڈکی نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"یہاں کا ایک مشہور غنڈہ جسے ابھی حال ہی میں ہلاک کر دیا گیا ہے کانسٹائن تھا۔ہمیں اس کے بارے میں کوئی ایسی ٹپ چاہئے جس سے اس کانسٹائن کے انتہائی قریبی تعلقات کو چیک کیا جا سکے"۔کیپٹن

شکیل نے کہا۔

"کانسٹائن۔جی میں جانتا ہوں اسے۔میں اس کے ہوٹل میں کافی عرصہ کام کر چکا ہوں۔آپ کو اس کے متعلق کیا معلوم کرنا ہے"۔ ڈکی نے کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ کانسٹائن نے کافرستان میں اپنے آدمیوں کے ذریعے ایک راز چوری کرایا تھا۔پھر اسے ہلاک کر دیا گیا۔ہم یہ راز حاصل کرنا چاہتے ہیں اگر کانسٹائن زندہ ہوتا تو پھر تو کوئی مسئلہ نہ تھا لیکن اب وہ ہلاک ہو چکا ہے اس لئے ہم معلوم نہیں کر سکتے کہ اس نے یہ راز کس کے لئے چوری کرایا تھا اور کس کے حوالے کیا ہے۔اس کی تنظیم کو اس کا علم نہیں ہے اس لئے ہم کسی ایسے آدمی کی ٹپ چاہتے ہیں جس کے تعلقات اس کانسٹائن سے انتہائی گہرے رہے ہوں تاکہ اس سے معلوم کیا جا سکے۔اس کی کوئی عورت۔کوئی دوست۔کوئی پرسنل سیکرٹری"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔اگر یہ بات ہے تو میں آپ کو ایک ٹپ دے سکتا ہوں۔اس سے کانسٹائن کا کوئی راز چھپا ہوا نہیں ہوتا۔اس کا نام ٹارجر ہے۔روگلی کے شمال مغرب میں ایک بار ہے۔ڈیسی بار۔وہ اس کا مالک ہے۔اس سے کانسٹائن کے انتہائی گہرے تعلقات تھے۔ٹارجر اس کا بزنس پارٹنر بھی تھا۔دوست بھی اور ہم نوالہ اور ہم پیالہ بھی۔لیکن صاحب۔یہ بھی بتا دوں کہ ٹارجر بے حد ظالم۔سفاک اور ہتھ چھٹ قسم کا خوفناک غنڈہ بھی ہے"...... ڈکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رقم لے کر بتا دے گا"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔ بہرحال اتنا مجھے معلوم ہے کہ اس سے کانسٹائن کا کوئی راز چھپا ہوا نہیں ہو سکتا"...... ویٹر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سرہلایا اور پھر جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس نے ڈکی کی طرف بڑھا دیا۔ لیکن ڈکی نے نوٹ لینے سے انکار کر دیا۔

"یہ رکھ لو۔ یہ میری طرف سے تمہارے بچوں کے لئے ہے"۔ کیپٹن شکیل نے زبردستی نوٹ اس کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور ڈکی سلام کر کے واپس چلا گیا۔

"میرا خیال ہے کہ پہلے اس لیڈی ڈیزی کو چیک کر لیں۔ اگر اس کے ذریعے کام نہیں ہوتا تو پھر اس ٹارجر سے بات کریں گے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"چلو کم از کم ایک متبادل ذریعہ تو سامنے آیا"...... صفدر نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر وہ دونوں کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے کھانا کھانے کے بعد دونوں نے چائے پی اور پھر صفدر آرام کرنے کے لئے اپنے کمرے میں چلا گیا اور کیپٹن شکیل بھی برتن واپس بھجوا کر بستر پر لیٹ گیا۔ پھر تقریباً تین گھنٹوں بعد وہ اٹھا اور غسل وغیرہ کر کے اس نے لباس بدلا کہ صفدر بھی کمرے میں آ گیا۔ وہ بھی غسل کر کے لباس تبدیل کر چکا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اب لیڈی ڈیزی سے بات کر لی جائے"۔ صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس

نے فون پیس کے نیچے لگے ہوئے دونوں بٹن پریس کر دیئے۔ ان میں سے ایک بٹن تو فون کو ڈائریکٹ کرنے کے لئے تھا جبکہ دوسرا لاؤڈر کے لئے تھا۔ کیپٹن شکیل نے نمبر ڈائل کئے تو دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ ڈیزی بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد رسیور اٹھائے جانے کے ساتھ ہی ڈیزی کی آواز سنائی دی۔

"پرنس شکیل بول رہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مجھے تمہارے فون کا ہی انتظار تھا پرنس۔ ویری سوری پرنس۔ میں نے بڑی کوشش کی لیکن اس معاملے میں کوئی کلیو نہیں مل سکا۔ یوں لگتا ہے کہ کانسٹائن نے یہ سب کچھ سب سے چھپا کر کیا ہے۔ کسی کو اس بارے میں معمولی سا علم بھی نہیں ہے"...... لیڈی ڈیزی کی آواز سنائی دی۔

"اس کے تعلقات کے بارے میں کوئی ٹپ"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا کوئی آدمی سامنے نہیں آیا۔ ورنہ میرے آدمی خود اس سے معلومات حاصل کر لیتے"...... ڈیزی نے جواب دیا۔

"میں نے سنا ہے کہ اس کا کوئی دوست ہے ٹارجر۔ ڈیسی بار کا مالک۔ اسے کانسٹائن کے سب رازوں کا علم ہوتا تھا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم نے درست سنا ہے لیکن ٹارجر سے معلومات حاصل کرنا

ناممکن ہے۔ وہ حد درجہ مشتعل مزاج اور خطرناک آدمی ہے۔ اس
کے باوجود میرے ایک آدمی نے اسے فون کر کے معلومات حاصل
کرنے کی کوشش کی ہے لیکن اسے یا تو اس بارے میں واقعی کچھ نہیں
معلوم یا پھر وہ دانستہ بتانا نہیں چاہتا اور وہ ایسا آدمی ہے کہ اس سے
زبردستی کچھ حاصل نہیں کیا جا سکتا"...... لیڈی ڈیزی نے کہا۔

"او کے۔ پھر کیا کیا جا سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ چند روز یہاں
کی سیر کر کے واپس چلے جائیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مجبوری ہے پرنس۔ ورنہ تم تو جانتے ہو کہ ڈیزی ایسے دولت
کمانے کے مواقع ہاتھوں سے کیسے جانے دے سکتی ہے"...... دوسری
طرف سے ڈیزی نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اس کا شکریہ ادا کر کے
رسیور رکھ دیا۔

"ڈیزی جیسی عورت کا انداز بتا رہا ہے کہ واقعی وہ اپنی کوشش میں
کامیاب نہیں ہو سکی۔ ورنہ جس ٹائپ کی یہ عورت ہے لازماً کچھ نہ کچھ
معلوم کر ہی لیتی"...... کیپٹن شکیل نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اٹھو۔ اس ٹارجر سے ملاقات کر لی جائے"...... صفدر نے کہا
اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں
ٹیکسی میں بیٹھے ڈیسی بار کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف
تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔ عمران نے کتاب ایک طرف رکھی
اور اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا اس لئے لامحالہ
دروازہ کھولنے اسے خود جانا تھا۔

"کون ہے"...... اس نے حسب عادت دروازہ کھولنے سے پہلے
اونچی آواز میں پوچھا۔

"دروازہ کھولیں انکل"...... باہر سے ایک بچگانہ سی آواز سنائی دی
تو عمران کے چہرے پر قدرے حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے
لاک ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔ باہر ایک دس بارہ سال کی عمر کا بچہ کھڑا
تھا۔ اس کے جسم پر عام سا لباس تھا لیکن لباس صاف ستھرا تھا اور نیچے
اس نے سلیقے سے بوٹ جرابیں پہن رکھی تھیں۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا
کہ بچہ کسی سلجھے ہوئے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

"انکل سلیمان موجود نہیں ہیں"...... بچے نے عمران کو دیکھ کر قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"وہ مارکیٹ گیا ہے۔ کیوں کیا بات ہے"...... عمران نے غور سے اس بچے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ انکل عمران ہیں شاید"...... بچے نے بڑے سلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انکل عمران نہیں علی عمران۔ آؤ اندر آجاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ بچہ بھی بڑی معصومیت بھرے انداز میں ہنس پڑا اور پھر وہ اندر آگیا۔

"آپ سے پہلے ملاقات نہیں ہوئی۔ لیکن انکل سلیمان آپ کے متعلق بتاتے رہتے ہیں"...... بچے نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر دروازہ لاک کر کے وہ بچے کو سٹنگ روم میں لے آیا۔

"اب پہلے اپنا تعارف کرا دو تاکہ مجھے بھی معلوم ہو سکے کہ میرا بھتیجہ کون ہے"...... عمران نے اسے صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام افضل ہے اور میں یہاں سے تقریباً دو کلو میٹر دور ایک محلے جسے جہاز محلہ کہتے ہیں وہاں رہتا ہوں۔ ساتویں جماعت میں پڑھتا ہوں۔ میرے ابو ایک دفتر میں ملازم ہیں لیکن پھر ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ ان کی نوکری بھی ختم ہو گئی تو میری امی میری دو بہنوں اور میں نے لفافے بنا کر فروخت کرنے شروع کر دیئے کیونکہ ہمارے پاس

مانے کو کچھ نہ تھا۔ لفافے میں مارکیٹ میں فروخت کرنے جاتا تھا۔
ب دکاندار مجھ سے لفافے لیتا تھا۔ پھر اس کے پاس ہماری کچھ رقم رہ
ی تھی۔ اچانک امی بیمار ہو گئیں۔ انہوں نے مجھے بھیجا کہ اس
اندار سے جا کر بقایا رقم لے آؤں۔ لیکن اس دکاندار نے صاف انکار
دیا کہ وہ رقم مجھے نہیں دے سکتا۔ میری امی کی حالت خراب تھی۔
ں رونے لگا تو وہاں انکل سلیمان موجود تھے۔ انہوں نے مجھے روتے
یکھا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میں کیوں رو رہا ہوں۔ میں نے
نہیں ساری بات بتا دی۔ انہوں نے دکاندار سے بات کی تو دکاندار
نے کہا کہ اسے نقصان ہو گیا ہے اس لئے وہ رقم نہیں دے سکتا۔ اس
انکل سلیمان کو غصہ آگیا اور انہوں نے دکاندار کو گردن سے پکڑ لیا۔
ں پر باقی دکاندار بھی اکٹھے ہو گئے اور پھر اس دکاندار کو رقم دینی پڑی
یکن اس نے آئندہ کے لئے ہم سے لفافے لینے سے صاف انکار کر دیا۔
یکن انکل سلیمان مجھے ایک اور دکاندار کے پاس لے گئے۔ اس دکاندار
نے انکل سلیمان کے کہنے پر لفافے لینے شروع کر دیئے۔ وہ پہلے والے
کاندار سے رقم بھی زیادہ دیتا تھا اور دیتا بھی نقد تھا۔ پھر انکل سلیمان
یرے ساتھ میرے گھر گئے۔ انہوں نے ڈاکٹر کو بلایا۔ میری امی کا
لاج کرایا۔ میری دونوں بہنوں اور میں نے جب سے ابو بیمار ہوئے
تھے سکول چھوڑ دیا تھا کیونکہ ہمارے پاس کتابوں اور کاپیوں کے لئے
پیسے نہ تھے لیکن انکل سلیمان نے میری امی کو اپنی بہن بنا لیا اور پھر
انہوں نے مجھے اور میری دونوں بہنوں کو دوبارہ سکول میں داخل کرایا

میرے ابو کا علاج اچھے ڈاکٹر سے کرایا۔ میرے ابو ٹھیک ہو گئے تو
انکل سلیمان نے کسی بہت بڑے افسر کو کہہ کر میرے ابو کو ایک اور
دفتر میں نوکری دلا دی اور اب ابو کو تنخواہ بھی پہلے سے زیادہ ملتی ہے اور
ہم سب بے حد خوش ہیں۔ آج میری بہن کی سالگرہ ہے اس لئے میں آیا
تھا تاکہ انکل سلیمان کو ساتھ لے جاؤں کیونکہ میری بہن نے کہا ہے
کہ وہ اس وقت تک کیک نہیں کاٹے گی جب تک انکل سلیمان نہیں
آئیں گے۔ انہوں نے وعدہ بھی کیا تھا آنے کا۔ لیکن ابھی تک آئے
نہیں اس لئے میں انہیں بلانے کے لئے یہاں آیا ہوں"...... لڑکے
نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران یہ تفصیل سن کر حیران رہ
گیا۔ سلیمان نے کبھی اس سے ذکر ہی نہ کیا تھا۔

"کس وقت ہے سالگرہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جس وقت انکل سلیمان پہنچیں گے"...... افضل نے جواب دیا۔

"کیا اہتمام کیا ہے سالگرہ کا۔ سارے محلے والے اکٹھے ہوں گے۔
رشتہ دار ہوں گے۔ وہ تو پریشان ہو رہے ہوں گے"...... عمران نے
کہا۔

"اوہ نہیں انکل۔ ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ ہم سب کو
اکٹھا کریں۔ یہ تو میری چھوٹی بہن بس ضد کرتی ہے کہ اس کی سالگرہ
منائی جائے۔ چنانچہ ابو اس کی سالگرہ پر ایک کیک لے آتے ہیں اور
پھر انکل سلیمان اور ہم سب مل کر سالگرہ منا لیتے ہیں"۔ افضل نے
جواب دیا۔

"تمہاری بہن تم سے چھوٹی ہے"۔ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں"...... افضل نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا
ا۔

"اگر تم اجازت دو تو اس بار انکل سلیمان کے ساتھ میں بھی
اری بہن کی سالگرہ میں شریک ہو جاؤں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ انکل ہم سب کو تو بے حد خوشی ہو گی کیونکہ انکل سلیمان نے
ایا ہے کہ آپ بہت بڑے آدمی ہیں لیکن انکل۔ ہمارے پاس آپ کو
انے کے لئے تو کرسی بھی نہیں ہے"...... افضل نے جواب دیا اور
ر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی
، عمران سمجھ گیا کہ سلیمان آ گیا ہے کیونکہ دروازے میں لگے ہوئے
موس لاک کو باہر سے سلیمان ہی کھول سکتا تھا اس کے علاوہ اور
ئی نہ کھول سکتا تھا۔

"تمہارے انکل سلیمان آ گئے ہیں لیکن اگر تمہارے گھر میں کرسی
یں ہے تو پھر انکل سلیمان کہاں بیٹھتے ہیں"...... عمران نے
کراتے ہوئے کہا۔

"چارپائی پر"...... افضل نے جواب دیا تو عمران اس کی
صومیت پر بے اختیار ہنس پڑا۔

رے افضل۔ تم آئے ہو۔ خیریت ہے"...... سلیمان نے افضل کی
ز سن کر سٹنگ روم میں آتے ہوئے کہا۔ اس نے ہاتھ میں کئی
پنگ بیگ پکڑے ہوئے تھے اور افضل نے اٹھ کر بڑے مؤدبانہ

انداز میں سلام کیا۔

" انکل ۔ سیمی کی سالگرہ ہے ۔آپ نے آنا تھا لیکن آپ آئے نہیں اس لئے سیمی نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ کو لے آؤں "....... افضل سلام کرنے کے بعد کہا۔

" صاحب ۔ یہ میرا پیارا سا بھانجا ہے افضل ۔ بہت سلیقہ مند سلجھا ہوا بچہ ہے ۔ مجھے اصل میں یاد ہی نہ رہا تھا کہ آج اس کی چھوٹی سیمی کی سالگرہ ہے اور وہ ننھی سیمی تو میرے بغیر واقعی سالگرہ نہ منا گی ۔آپ اجازت دیں تو میں چلا جاؤں "....... سلیمان نے کہا۔

" تم نے آج تک مجھے کیوں نہیں بتایا ان سب کے متعلق " عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" آپ بے حد مصروف رہتے ہیں صاحب ۔ اس لئے آپ کو بتاتا "....... سلیمان نے کہا۔وہ شاید افضل کے سامنے کوئی ایسی و بات نہ کرنا چاہتا تھا۔اس لئے سنجیدہ لہجے میں جواب دے رہا تھا

" ٹھیک ہے ۔ اب تمہاری سزا یہ ہے کہ تم اکیلے جاؤ گے جبکہ افضل کے ساتھ کار پر جاؤں گا "....... عمران نے کہا تو سلیمان اختیار مسکرا دیا۔

" ٹھیک ہے ۔ جیسے آپ کی مرضی "....... سلیمان نے مسکرا ہوئے کہا اور آگے باورچی خانے کی طرف بڑھ گیا۔

" آؤ ماسٹر افضل ۔ ہم چلیں "....... عمران نے اٹھ کر افضل مخاطب ہو کر کہا۔

" آپ انکل سلیمان کو معاف کر دیں ۔ پلیز ۔آپ ان سے ناراض ہو رہے ہیں "....... افضل نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" ارے نہیں ۔ تمہارے انکل سلیمان سے میں بھلا ناراض ہو سکتا ہوں ۔ پھر تو مجھے کھانا ہی نہ ملے گا ۔آؤ میرے ساتھ "....... عمران نے کہا اور افضل کا ہاتھ پکڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ تھوڑی دیر بعد عمران اسے کار میں بٹھائے مارکیٹ کی طرف مڑ گیا۔

" انکل ہمارا گھر تو دوسری طرف ہے ۔آپ تو ادھر آ گئے ہیں " ۔ افضل نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" ابھی چلتے ہیں ۔ میں نے کچھ خریداری کرنی ہے "....... عمران نے مارکیٹ کی پارکنگ میں کار روکتے ہوئے کہا اور پھر افضل کو ساتھ لئے وہ کار سے نیچے اترا اور ایک بڑے سے ڈیپارٹمنٹل سٹور میں داخل ہو گیا افضل بڑی حیرت بھری نظروں سے دکان میں موجود انتہائی قیمتی سامان کو دیکھ رہا تھا لیکن وہ خاموش تھا ۔ عمران نے سیلز مین کو آرڈر نوٹ کرانا شروع کر دیا۔

" یہ سامان پارکنگ میں میری کار میں پہنچا دو "....... عمران نے سیلز مین سے کہا۔

" بہتر عمران صاحب ۔ ابھی پہنچوا دیتا ہوں "....... سیلز مین نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آؤ افضل "....... عمران نے کہا اور پھر افضل کا ہاتھ پکڑ کر سٹور سے باہر آ گیا ۔ تھوڑی دیر بعد ایک ملازم بہت سے ڈبے اٹھائے کار کے

پاس آیا تو عمران نے ڈبے کار کی ڈگی میں رکھوالیئے۔ ملازم نے بل عمران کی طرف بڑھادیا۔ عمران نے بل پر دستخط کئے اور ملازم واپس چلا گیا تو عمران نے افضل کو کار میں بٹھایا اور پھر کار لے کر وہ ایک مٹھائی کی دکان پر پہنچا۔ وہاں سے اس نے مٹھائی کے کئی ڈبے لے کر کار میں رکھوادیئے۔

"اب بتاؤ تمہارا گھر کہاں ہے"...... عمران نے افضل سے کہا۔

"جہاز محلے میں ہے انکل"۔ افضل نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ جہاز محلہ ہے کہاں۔ میں نے تو اس کا نام بھی آج ہی سنا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور افضل نے وہ مشہور جگہیں بتانا شروع کر دیں جس سے اس محلے کو پہچانا جاسکے تو عمران سمجھ گیا کہ افضل کس علاقے کا نام لے رہا ہے۔ یہ ایک گنجان آباد اور قدیم علاقہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران وہاں پہنچ گیا۔ افضل کا گھر ایک تنگ سی گلی میں تھا اس لئے عمران کو کار وہاں سے کچھ دور ایک کھلی جگہ پر روکنا پڑی۔

"انکل سلیمان پہنچ گئے ہوں گے انہیں جا کر بلالاؤ"...... عمران نے افضل سے کہا اور افضل سر ہلاتا ہوا گلی کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آتا دکھائی دیا تو اس کے ساتھ سلیمان اور ایک دبلا پتلا سا آدمی تھا جس نے سفید قمیض شلوار پہنی ہوئی تھی۔

"یہ رحمت علی ہے افضل کا والد اور رحمت علی یہ عمران صاحب ہیں"...... سلیمان نے قریب آنے پر تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی آمد پر ہم سب بے حد خوش ہیں جناب۔ لیکن آپ کو تکلیف ہوئی ہے"...... رحمت علی نے کہا۔

"مجھے کیا تکلیف ہونی ہے رحمت علی صاحب۔ ننھی سی کی خوشی میں شامل ہو کر مجھے تو خوشی ہی ہوگی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رحمت علی کے چہرے پر تشکر کے ساتھ ساتھ مسرت کے تاثرات پھیل گئے۔

"سلیمان۔ کار میں موجود سامان نکالو۔ کچھ تم اٹھالو اور کچھ میں اٹھا لیتا ہوں۔ یہ سامان ننھی سی کی سالگرہ کے لئے ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ڈگی کھول دی۔

"جناب۔ جناب۔ یہ اتنا سامان۔ یہ تو"...... رحمت علی ڈبے دیکھ کر ہی پریشان ہو گیا۔

"آپ برائے مہربانی خاموش رہیں۔ آپ کی سالگرہ ہوئی تو میں خالی ہاتھ آجاؤں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر دو ڈبے اٹھالیئے۔

"آپ رہنے دیں صاحب۔ میں اور رحمت علی اٹھالیں گے"۔ سلیمان نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ مٹھائی کے ڈبے میں خود اٹھاؤں گا"...... عمران نے کہا اور پھر مٹھائی کے دو بڑے ڈبے اٹھا کر وہ ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ سلیمان اور رحمت علی دونوں نے باقی ڈبے اٹھالیئے اور پھر وہ سب گھر کی طرف چل پڑے۔ رحمت علی کا گھر کافی چھوٹا سا تھا۔

"آجایئے جناب آجایئے۔ اندر آجایئے"...... رحمت علی نے کہا اور پھر عمران اندر داخل ہو گیا۔ ایک کمرے میں فرش پر دری بچھی ہوئی تھی۔ وہاں ایک خاتون بھی کھڑی تھی جس کی عمر تو زیادہ نہ تھی لیکن اس کا چہرہ دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے اس کی عمر کافی ہو۔ یہ افضل کی ماں تھی۔ اس نے عمران کو سلام کیا۔

" وعلیکم السلام۔ وہ ہماری بھانجی سیمی کہاں ہے جس کی سالگرہ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اتنے میں ایک آٹھ سال کی بچی جس نے صاف ستھرا لباس پہنا ہوا تھا ایک طرف سے آگے آ گئی۔

" میرا نام سیمی ہے انکل اور آج میری سالگرہ ہے"...... بچی نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ تو تم ہو ننھی پری سیمی۔ سالگرہ مبارک ہو"...... عمران نے مسکراتے اور اس کے سر پر پیار کرتے ہوئے کہا۔ رحمت علی اور سلیمان نے سامان اٹھا کر کمرے میں رکھ دیا تھا۔ افضل نے عمران کے ہاتھوں سے مٹھائی کے ڈبے لے کر اندر پہنچا دیئے تھے۔

" سلیمان۔ ان ڈبوں میں ایک ڈبے میں لباس ہیں۔ افضل۔ سیمی اور دوسری بچی کے لئے۔ کیا نام ہے اس کا"...... عمران نے ایک طرف خاموش کھڑی تقریباً دس سالہ بچی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو سلام کر کے خاموش کھڑی ہو گئی تھی۔

"اس کا نام صائمہ ہے"...... رحمت علی نے کہا۔

" صائمہ سیمی اور افضل تینوں کے لئے لباس ہیں۔ افضل کو تو میں

نے دیکھ لیا تھا لیکن ان دونوں بچیوں کے لباس اندازے سے لے آیا ہوں۔ پہلے ان تینوں کو یہ لباس پہناؤ اور دوسرے ڈبوں میں کچھ کراکری ہے تاکہ سالگرہ کا جشن منایا جا سکے۔ البتہ وہ سفید رنگ کا جو بڑا سا ڈبہ ہے اسے مت کھولنا۔ وہ مجھے لا دو"...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد افضل سیمی اور صائمہ تینوں نے نئے لباس پہن لئے۔ لباس بے حد قیمتی اور خوبصورت تھے۔ وہ تینوں یہ لباس پہن کر اس قدر خوش ہو رہے تھے کہ ان کے پھول سے چہرے مسرت کی شدت سے کپکپا رہے تھے۔ وہ بار بار اپنے لباس کو دیکھتے اور خوش ہوتے۔ پھر کمرے میں کراکری رکھی گئی۔ سلیمان نے مٹھائی کے ڈبے کھول کر ان میں مٹھائی رکھی۔ ایک پلیٹ میں کیک رکھا تھا اور پھر تالیوں کی گونج میں سیمی نے کیک کاٹا اور عمران نے سفید ڈبہ کھول کر اس میں سے ایک خوبصورت گڑیا نکالی اور سیمی کو سالگرہ کے تحفے کے طور پر دے دی۔ دوسری گڑیا اس نے صائمہ کو دی۔ دونوں بولنے والی اور انتہائی خوبصورت گڑیا تھیں۔ اس لئے دونوں بچیاں انہیں پا کر خوشی سے پاگل ہوئی جا رہی تھیں پھر عمران نے ایک چھوٹے سے ڈبے میں سے ایک گھڑی نکال کر افضل کو تحفے میں دی۔ افضل گھڑی دیکھ کر بے اختیار خوشی سے اچھلنے لگا اور انہیں خوش دیکھ کر رحمت علی اور اس کی بیوی دونوں کے چہرے بھی مسرت سے کھلے جا رہے تھے۔ پھر مٹھائی اور کیک تقسیم کئے گئے اور وہ سب مل کر مٹھائی اور کیک کھانے لگے اسی لمحے باہر دروازے پر دستک ہوئی تو رحمت علی اٹھا اور باہر چلا گیا۔

چند لمحوں بعد باہر سے کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ میری رقم نکالو۔ اب تو تمہارے گھر میں کاروں والے آنے لگ گئے ہیں۔ اب تمہارے پاس دولت کی کیا کمی ہو سکتی ہے"...... ایک بھاری مگر کرخت سی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران اور سلیمان دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ بچیوں افضل اور ان کی ماں کے چہرے بھی فق ہو گئے تھے۔

"خدا کے لئے اس وقت چلے جاؤ۔ میں نے تمہاری کوئی رقم نہیں دینی۔ میں نے تمہاری دی ہوئی رقم واپس کر دی تھی"...... رحمت علی کی منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"نہیں۔ میرے دس ہزار روپے تمہاری طرف رہتے ہیں۔ میں ابھی اور اسی وقت لے کر جاؤں گا"......... چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور کمرے سے نکل کر صحن میں آگیا تو اس نے وہاں ایک لمبے قد اور بھاری جسم کے آدمی کو کھڑے ہوئے دیکھا۔ اس کا لباس اور چہرہ مہرہ بتا رہا تھا کہ اس کا تعلق جرائم کی دنیا سے ہی ہے۔ وہ صحن میں اکڑا ہوا کھڑا تھا اور بڑے اوباشانہ انداز میں سگریٹ پی رہا تھا۔ اور رحمت علی اس کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔

"کیا بات ہے رحمت علی۔ کون ہے یہ"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"آؤ۔ آؤ۔ تم ہو ناں کاروالے۔ رحمت علی کے گھر آنے لگے ہو تو

پھر اس کے قرضے بھی اتار دو"...... اس آدمی نے بڑے اوباشانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ رحمت علی نے بے اختیار چہرہ جھکا لیا۔ اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

"پہلے تم اپنا تعارف تو کراؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ٹونی ہے۔ کنگ ٹونی۔ میں یہاں اسی محلے میں رہتا ہوں"...... اس آدمی نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"رحمت علی۔ مجھے تفصیل بتاؤ کہ یہ کون ہے اور تم نے اس سے کس قسم کا قرضہ لیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ یہ اسی محلے کا دادا ہے۔ یہاں کے ایک ہوٹل کا مالک ہے جہاں تمام غنڈے وغیرہ رہتے ہیں۔ وہاں جوا ہوتا ہے۔ جب میں بیمار تھا تو ایک بار یہ ہمارے گھر زبردستی گھس آیا تھا اور ہمدردی کے طور پر دو ہزار روپے دے کر چلا گیا۔ میں نے اور میری بیوی نے اسے آنے سے سختی سے منع کر دیا۔ لیکن یہ باز نہ آیا اور آکر زبردستی کبھی ہزار اور کبھی دو ہزار دے جاتا۔ میں نے محلے کے بزرگوں کو بلا کر انہیں بتایا اور تمام رقم ان کے حوالے کر دی تاکہ اسے دے دیں۔ محلے کے بزرگوں نے اسے رقم بھی دے دی اور منع بھی کر دیا۔ یہ پھر آیا تو نہیں لیکن اس نے کہنا شروع کر دیا کہ اس نے ہمیں بیس ہزار روپے دیئے تھے جس میں سے دس ہزار روپے واپس ہوئے ہیں اور دس ہزار روپے باقی رہتے ہیں۔ اب یہ ہر وقت ہمیں دھمکیاں دیتا رہتا ہے۔ آج آپ کو دیکھ کر یہ اندر گھس آیا ہے اور وہی زبردستی کے دس ہزار مانگ رہا

ہے ۔جو ہم نے نہیں لئے"۔ .... رحمت علی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم نے ان بزرگوں سے نہیں کہا"۔ ...... عمران نے کہا۔

"ان سے کہا ہے لیکن وہ بیچارے اس غنڈے کے آگے مجبور ہیں ۔ اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں"...... رحمت علی نے بڑے بے بس سے لہجے میں کہا۔

"تمہیں دس ہزار روپے چاہیں"...... عمران نے خاموش کھڑے اور سگریٹ پھونکتے ٹونی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں اور میں یہ رقم لے کر جاؤں گا"...... ٹونی نے بڑے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

"یار ناراض کیوں ہو رہے ہو ۔یہ لو دس ہزار روپے ۔بس اتنی سی بات ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیب سے بٹوہ نکال کر اس نے اس میں سے ہزار ہزار کے دس نوٹ نکالے اور ٹونی کی طرف بڑھا دیئے ۔ٹونی نے نوٹ جھپٹے اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

"واہ ۔ یہ ہوئی ناں بات ۔ ویسے رحمت علی ۔ تمہارا بھی جواب نہیں ۔ بڑے ڈھونڈ ڈھونڈ کر دوست بناتے ہو"...... ٹونی نے نوٹ لے کر انہیں چومتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ کر مکان سے باہر نکل گیا۔

"میں شرمندہ ہوں جناب"...... رحمت علی نے انتہائی شرمندہ سے

لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں رحمت علی ۔ ایسا ہوتا رہتا ہے ۔ یہ لوگ دوسروں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ۔ تم چونکہ شریف اور عزت دار آدمی ہو ۔اس لئے میں نے رقم دے دی ہے تاکہ تمہاری بے عزتی نہ ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ واپس کمرے میں آگئے ۔

"آپ کی مہربانی جناب ۔آپ نے اس غنڈے سے ہماری جان چھڑوائی ہے ۔اس نے تو ہماری نیندیں حرام کر رکھی تھیں"۔ رحمت علی کی بیوی نے انتہائی احسان مندانہ لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو بہن ۔آئندہ یہ تو کیا اس محلے میں رہنے والا کوئی غنڈہ اس قابل نہ رہے گا کہ تمہارے مکان کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے دیکھ سکے"...... عمران نے جواب دیا اور پھر وہ سب دوبارہ جشن منانے میں مصروف ہو گئے ۔کیک اور مٹھائی کھانے کے بعد عمران نے افضل کی بہن سمی کو سالگرہ کی مبارک باد دی اور پھر اس نے جیب سے پچاس ہزار روپے نکال کر رحمت علی کی طرف بڑھا دیئے ۔

"یہ رقم رکھ لو رحمت علی ۔ یہ میری طرف سے سالگرہ کا خاص تحفہ ہے ۔اس سے تم اپنے باقی ماندہ قرضے اتار دو اور پھر سلیمان کی مدد سے اس مکان کو فروخت کر کے کسی کھلی آبادی میں مکان خرید لو ۔جو رقم کم پڑے گی وہ سلیمان تمہیں دے دے گا"...... عمران نے کہا۔

"بالکل میں دے دوں گا"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا

اور رحمت علی اس کی بیوی اور اس کے بچوں کے چہرے مسرت کی شدت سے پھولوں کی طرح کھل اٹھے۔

"آپ تو واقعی فرشتے ہیں جناب۔ رحمت کے فرشتے"...... رحمت علی نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں فرشتہ نہیں ہوں۔ انسان ہوں اور مجھے اپنے انسان ہونے پر فخر ہے۔ اب مجھے اجازت دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ان سے اجازت لے کر سلیمان کو ساتھ لئے رحمت علی کے مکان سے نکل آیا۔

"آپ نے اس غنڈے کو خاموشی سے رقم دے دی ہے۔ وہ تو اب اور زیادہ تنگ کرے گا"...... سلیمان نے مکان سے باہر آتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ رحمت علی شریف آدمی ہے۔ اس کے گھر جھگڑا کرنا اچھا نہ تھا۔ اب ٹونی رقم بھی واپس کرے گا اور آئندہ کسی شریف آدمی کو تنگ بھی نہ کر سکے گا۔ تم فلیٹ پر جاؤ۔ میں اس ٹونی سے نمٹ کر ہی واپس آؤں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سلیمان سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اپنی کار کے قریب پہنچ کر عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور ڈیش بورڈ سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر دی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور"...... فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد ٹرانسمیٹر آن کر کے عمران نے کال دینی شروع کر دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کہاں موجود ہو تم اس وقت"۔ عمران نے پوچھا۔

"سٹار کلب میں باس۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"میں تمہیں ایک آبادی کا پتہ بتا رہا ہوں۔ اچھی طرح سمجھ لو۔ میں اس پتے پر موجود ہوں۔ تم نے فوراً یہاں پہنچنا ہے اوور"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ٹائیگر کو اس علاقے کا پتہ سمجھانا شروع کر دیا۔

"یس باس۔ میں سمجھ گیا۔ میں ابھی پہنچ رہا ہوں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے واپس ڈیش بورڈ میں رکھ دیا۔

عمران کار میں بیٹھا ٹائیگر کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے ٹائیگر کو اس لئے بلایا تھا کہ اس ٹونی کو دیکھ کر عمران کو محسوس ہوا تھا کہ اس آدمی کو اس نے پہلے بھی کہیں دیکھا ہوا ہے لیکن اسے یاد نہ آ رہا تھا کہ کہاں دیکھا ہے جبکہ رحمت علی کے بقول اس قدیم محلے کا بدمعاش تھا اور عمران یہاں پہلی بار آیا تھا۔ اس لئے یہاں تو اسے دیکھنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا لیکن عمران کے لاشعور میں اس آدمی کی شکل موجود تھی اور اسی لئے عمران نے ٹائیگر کو کال کیا تھا تاکہ پہلے اس ٹونی کے بارے میں ٹائیگر سے پوچھ لے۔ اسے یقین تھا کہ اگر یہ ٹونی شہر کے جرائم پیشہ طبقے میں کوئی اہمیت رکھتا ہے تو لازماً ٹائیگر کسی نہ کسی حوالے سے اسے ضرور جانتا ہو گا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد اسے ٹائیگر کی

کار آتی دکھائی دی تو عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے اشارہ کیا اور ٹائیگر نے اپنی کار عمران کی کار کے قریب لا کر روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔

" باس آپ یہاں کیسے ۔ یہ تو انتہائی قدیم اور گنجان آباد محلہ ہے "...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے مختصر طور پر رحمت علی اور اس کی بیٹی کی سالگرہ میں شرکت کے بارے میں بتا دیا۔

" باس ۔ آپ مجھے بھی ایسے پر مسرت موقع پر بلوا لیا کریں ۔ ایسے شریف لوگوں کی خوشیوں میں شریک ہو کر بے حد لطف آتا ہے "۔ ٹائیگر نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

" اسی لئے تو تمہیں بلایا ہے کیونکہ اب تمہارے لئے بھی یہ مسرت کا موقع نکل آیا ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

" کیسا باس "...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا تو عمران نے اسے رحمت علی کے گھر کنگ ٹونی کی آمد اور پھر اس سے ہونے والی بات چیت بتا دی۔

" کنگ ٹونی ۔ یہاں اس محلے میں "...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

" تم جانتے ہو اسے "...... عمران نے پوچھا۔

" جرائم کی دنیا میں ایک آدمی کنگ ٹونی کے نام سے مشہور ہے۔ وہ پیشہ ور قاتل اور سمگلر ہے ۔ اس کا زیادہ تر اٹھنا بیٹھنا راجہ بازار کے بدنام ہوٹل کرستان ہوٹل میں ہے ۔ اوہ باس ۔ مجھے یاد آگیا ۔ یہ کنگ

ٹونی اس مارٹن کا گہرا دوست ہے جو لیڈی ڈاکٹر سوزی کے پاس ملازم تھا ۔ مارٹن بھی پہلے پیشہ ور قاتل تھا اور یہ دونوں مل کر دھندہ کرتے تھے ۔ پھر مارٹن نے یہ کام چھوڑ دیا لیکن ڈاکٹر سوزی کے محافظ کے طور پر اس کے ساتھ کام کرنے لگا تھا ۔ لیکن وہ اکثر کرستان ہوٹل میں کنگ ٹونی کے ساتھ دیکھا جاتا تھا "...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران مارٹن کا حوالہ سن کر بے اختیار چونک پڑا ۔ اس کے ذہن میں اچانک جیسے بجلی سی کوندی ۔ اسے اب یاد آگیا تھا کہ اس شخص کو دیکھ کر اسے کیوں خیال آیا تھا کہ اس آدمی کو اس نے دیکھا ہے ۔ مارٹن کی رہائش گاہ کی تلاشی کے دوران اس نے ایک فوٹو دیکھا تھا جس میں مارٹن کے ساتھ یہ کنگ ٹونی کھڑا ہوا تھا۔

" یہ واقعی وہی کنگ ٹونی ہے ۔ اب مجھے یاد آگیا ہے کہ میں نے اسے کہاں دیکھا تھا ۔ مارٹن جب وہ سائنسی پرزہ لے کر روگلی گیا اور پھر اطلاع ملی کہ اسے وہاں قتل کر دیا گیا ہے تو میں نے اس کی رہائش گاہ کی تلاشی لی تھی تاکہ کوئی کلیو مل سکے ۔ وہاں میں نے اس کا فوٹو مارٹن کے ساتھ دیکھا تھا ۔ بہرحال ٹھیک ہے آؤ ۔ اس سے دو باتیں ہو جائیں "...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ عمران نے کار لاک کی اور پھر آگے بڑھ گیا۔

" کنگ ٹونی کا ہوٹل کہاں ہے "...... عمران نے سڑک کے کنارے ایک کھوکھے پر بیٹھے ہوئے نوجوان سے پوچھا۔

" دائیں ہاتھ پر چلے جائیں ۔ کچھ دور آگے ایک بازار آئے گا ۔ اس

بازار کے اندر ہوٹل ہے ایک ہی ہوٹل ہے کنگ ہوٹل"۔ نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کنگ ہوٹل پہنچ چکے تھے۔ یہ ایک دو منزلہ عمارت تھی۔ سڑک کے سامنے ایک بڑا ہال تھا جس کے فرنٹ پر اندھے شیشے لگے ہوئے تھے اس لئے اندر کا ماحول باہر سے نظر نہ آتا تھا ایک طرف دروازہ تھا۔ اس کے باہر دو غنڈے دربانوں کے انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ وہ اندر جانے والوں کو دیکھ کر خود ہی دروازہ کھول دیتے۔ عمران نے دیکھا کہ اس دروازے سے صرف لوگ اندر جا رہے تھے باہر کوئی نہ آ رہا تھا۔ شاید باہر جانے کے لئے کوئی اور راستہ رکھا گیا تھا۔ ویسے اندر جانے والے افراد نچلے طبقے کے جرائم پیشہ افراد ہی لگتے تھے۔ عمران آگے بڑھا تو دونوں دربانوں نے اسے غور سے دیکھا۔

"دروازہ کھولو۔ ہم نے کنگ ٹونی سے بات کرنی ہے"...... ٹائیگر نے قدرے سخت لہجے میں کہا تو ایک دربان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دروازہ کھول دیا اور عمران ٹائیگر سمیت اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا ہال تھا جو تقریباً تین چوتھائی بھرا ہوا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی منشیات کے غلیظ اور مکروہ دھوئیں کے ساتھ ساتھ سستی شراب کی تیز اور کاٹ دار بو نے ان کا استقبال کیا۔ ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے دو پہلوان نما غنڈے موجود تھے اور ویٹرز کو سروس دینے میں مصروف تھے۔

"میں بات کرتا ہوں باس"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"کنگ ٹونی کو کہو کہ ٹائیگر آیا ہے"...... ٹائیگر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر ایک کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر غنڈوں کے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر"...... اس پہلوان نما کاؤنٹر مین نے چونک کر ٹائیگر اور عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور وہ مجھے اچھی طرح جانتا ہے"...... ٹائیگر نے اسی طرح مخصوص لہجے میں کہا۔

"اگر وہ جانتا ہے تو پھر اسے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ دائیں ہاتھ پر راہداری میں چلے جاؤ۔ آخر میں باس کا دفتر ہے۔ ویسے ایک بات بتا دوں کہ اگر وہ تمہیں نہ جانتا ہوا تو پھر تمہاری لاش کسی گٹڑ میں ہی نظر آئے گی"...... پہلوان نما کاؤنٹر مین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ تو وقت بتائے گا کہ کس کی لاش گٹڑ میں نظر آتی ہے"۔ ٹائیگر نے منہ ٹیڑھا کر کے کہا۔

"کیا یہاں واقعی اتنا بڑا گٹڑ ہے جہاں تم جیسے ہاتھیوں کی لاشیں تیر سکیں"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں اس پہلوان نما غنڈے سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"چلے جاؤ۔ اگر تم باس سے ملنے نہ آئے ہوتے تو یہ بات کرنے کے بعد دوسرا سانس بھی نہ لے سکتے تھے"...... پہلوان نما غنڈے نے بڑے

تپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے واقعی سانس لینا بند کر رکھا ہے کیونکہ یہاں کا ماحول دوسرے سانس کے بعد تیسرا سانس لینے کے قابل نہیں چھوڑتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے ٹائیگر کے پیچھے چلتا ہوا راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ جس کی طرف کاؤنٹر مین نے اشارہ کیا تھا۔

"باس۔ اس ٹونی کا کرنا کیا ہے"...... راہداری میں پہنچتے ہی ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فی الحال تو وہ دس ہزار روپے واپس لینے ہیں جو میں نے آغا سلیمان پاشا کے سامنے اسے دیئے ہیں اور آغا سلیمان پاشا نے جن نظروں سے ان نوٹوں کو دیکھا تھا مجھے یقین ہے کہ وہ اب اس کنگ ٹونی کو ہضم ہو ہی نہیں سکتے اور میں نہیں چاہتا کہ بیچارہ کنگ ٹونی انہیں ہضم کرتے کرتے بدہضمی کا شکار ہو جائے"...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیا تو ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے باہر ایک مشین گن سے مسلح آدمی کھڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ مسلح آدمی خاموش کھڑا رہا۔ اس نے کسی قسم کی کوئی مداخلت نہ کی تھی۔ دروازہ کھلنے پر ٹائیگر ایک طرف ہٹ گیا تو عمران اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر اندر آیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں صوفے رکھے ہوئے تھے اور صوفوں پر کئی آدمی بیٹھے ہوئے تھے درمیان میں کنگ ٹونی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سب

شراب پینے اور باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ عمران کے اندر داخل ہونے پر سب نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا۔

"اوہ۔ کار والے صاحب۔ آؤ۔ آؤ۔ اندر آ جاؤ"...... کنگ ٹونی نے عمران کو دیکھتے ہی بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا لیکن عمران کے پیچھے ٹائیگر کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹائیگر تم اور یہاں"...... کنگ ٹونی کے لہجے میں ایسی حیرت تھی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ ٹائیگر یہاں بھی آ سکتا ہے۔

"ان آدمیوں کو باہر بھیج دو۔ تم سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں"...... ٹائیگر نے قدرے سخت سے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا اچھا۔ تو تم ان کار والے صاحب کے ساتھ ہو۔ ٹھیک ہے آؤ بیٹھو"...... کنگ ٹونی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے صوفوں پر بیٹھے ہوئے پانچ افراد کو ہاتھ کے اشارے سے باہر جانے کا اشارہ کر دیا۔ وہ پانچوں ہاتھوں میں پکڑے ہوئے شراب کے گلاس اٹھائے کھڑے ہو گئے اور پھر اسی طرح خاموشی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ عمران اور ٹائیگر اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئے۔

"تم یہاں کیسے آ گئے۔ یہ جگہ تو تمہاری شایان شان نہیں ہے۔ تم تو بڑے شکاری ہو۔ بہرحال بتاؤ کیا پیو گے"...... کنگ ٹونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پینے پلانے کی بات بعد میں ہو گی۔ پہلے بتاؤ کہ مارٹن سے تمہاری

دوستی کتنے عرصے کی ہے"...... ٹائیگر کے بولنے سے پہلے عمران نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"مارٹن سے دوستی۔ اوہ۔ مگر آپ کون ہیں۔ آپ کا تفصیلی تعارف کیا ہے"...... کنگ ٹونی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور بس۔ میرا مختصر اور تفصیلی تعارف بس اتنا ہی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر سے آپ کا کیا تعلق ہے"...... کنگ ٹونی نے اسی طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے باس ہیں"...... اس بار ٹائیگر نے جواب دیا تو کنگ ٹونی بے اختیار چونک پڑا۔

"باس۔ کیا مطلب تمہارے باس۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ کنگ ٹونی کے لہجے میں ایسی حیرت تھی جیسے اسے ٹائیگر کی بات کا سرے سے یقین ہی نہ آیا ہو۔

"فی الحال ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے ٹونی صاحب کہ ہم تمہیں مطلب بتاتے رہیں۔ میں نے تم سے جو سوال پوچھا ہے پہلے اس کا جواب دو"...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"مارٹن میرا دوست تھا۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ ٹائیگر جانتا ہے کہ ہم دونوں گہرے دوست تھے"...... کنگ ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے تھا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں

معلوم ہے کہ مارٹن کو ہلاک کر دیا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے ہی کیا سارے شہر کو معلوم ہے کہ مارٹن اپنی باس لیڈی ڈاکٹر سوزی کے کسی کام سے روگلی گیا تھا اور وہاں اسے ہلاک کر دیا گیا ہے اور لیڈی ڈاکٹر سوزی بھی اپنی رہائش گاہ سے غائب ہو چکی ہے۔ میں یہ اطلاع ملنے پر اس سے ملنے گیا تھا تاکہ اس سے یہ تفصیلات معلوم کر سکوں لیکن اس کی رہائش گاہ بند تھی اور ہمسایوں نے بتایا کہ وہ کئی دنوں سے غائب ہے۔ بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے لیکن آپ مارٹن کو کیسے جانتے ہیں"...... کنگ ٹونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مارٹن روگلی جانے سے پہلے تمہیں ملا تھا۔ اس نے تمہیں کیا بتایا تھا کہ وہ کس کام کے لئے روگلی جا رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ جانے سے پہلے کرستان ہوٹل آیا تھا۔ بس چند منٹ ہی بیٹھا تھا۔ دراصل ہم دونوں روزانہ شام کو وہاں اکٹھے ہوتے تھے اور ایک خاص شراب اکٹھے پیتے تھے۔ یوں سمجھیں کہ یہ ہم دونوں کی عادت بن چکی تھی اور ہمیں اس طرح شراب پینے میں کافی لطف آتا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ لیڈی ڈاکٹر سوزی کے ایک ضروری کام کے لئے فوری طور روگلی جا رہا ہے چارٹرڈ جہاز کے ذریعے اور وہ بس شراب پینے کے لئے آیا ہے چارٹرڈ جہاز کی بات سن کر میں بے حد حیران ہوا کیونکہ روگلی یہاں سے بہت دور ہے اور وہاں تک چارٹرڈ جہاز کے ذریعے مارٹن کا جانا خاصی حیرت انگیز بات تھی لیکن مارٹن نے بتایا کہ

وہ واقعی چارٹرڈ جہاز بلکہ چارٹرڈ جیٹ جہاز پر جا رہا ہے اور یہ جہاز لیڈی ڈاکٹر سوزی نے بک کرایا ہے"...... کنگ ٹونی نے جواب دیا۔

"تم نے اس سے لازماً پوچھا ہوگا کہ ایسا کون سا کام ہے جس کے لئے اسے چارٹرڈ جہاز کے ذریعے بھیجا جا رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں پوچھا تھا۔ اس نے بتایا کہ لیڈی ڈاکٹر کا کوئی پیکٹ انتہائی ایمرجنسی میں روڈگی پہنچانا ہے"...... کنگ ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کسے پہنچانا تھا اس نے یہ پیکٹ"...... عمران نے پوچھا۔

"لیکن آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... کنگ ٹونی نے اس بار قدرے جارحانہ انداز میں کہا۔

"ہمیں بھی اس پارٹی سے کام ہے جس پارٹی سے لیڈی ڈاکٹر سوزی کو کام تھا لیکن اس پارٹی کا پتہ نہیں چل رہا جبکہ لیڈی ڈاکٹر سوزی بھی غائب ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔ آپ اسے خود تلاش کریں۔ میں نے اب تک جو کچھ بتایا ہے وہ بھی اس لئے کہ آپ ٹائیگر کے ساتھ آئے ہیں اور ٹائیگر ہمارے باس کرستان کا دوست ہے اور ہم سے کافی اونچا شکاری ہے"...... کنگ ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسی ٹائیگر کی وجہ سے ہی تو تم اب تک صحیح سلامت بھی بیٹھے ہو ورنہ میں کسی کے ایک سوال کا جواب دینا بھی پسند نہیں کرتا جبکہ تمہارے تو اب تک میں نے کئی سوالوں کے جواب دیئے ہیں"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے دھمکی دے رہے ہیں۔ اب میں اتنا بھی گیا گزرا آدمی نہیں ہوں۔ آپ ٹائیگر سے پوچھ سکتے ہیں۔ اب میں آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا"...... کنگ ٹونی نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ پھر وہ دس ہزار روپے نکالو جو تم نے رحمت علی کے گھر مجھ سے لئے تھے"...... عمران نے کہا۔

"وہ تو میں نے رحمت علی کو قرضہ دیا تھا وہ واپس لیا ہے۔ وہ کیوں دوں"...... کنگ ٹونی کا لہجہ بدل گیا تھا۔

"کنگ ٹونی۔ اب تک تم نے شرافت کا ثبوت دیا ہے اس لئے اب تک اپنے قدموں پر بیٹھے ہوئے ہو۔ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو اور جب میں نے انہیں باس کہا ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ واقعی میرے باس ہیں اور میرے متعلق تم اچھی طرح جانتے ہو۔ اس لئے تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم اسی طرح شرافت سے صحیح صحیح جواب دیتے جاؤ"...... ٹائیگر نے اس بار بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم بھی مجھے دھمکیاں دینے پر اتر آئے ہو۔ حالانکہ میں نے تمہاری اس لئے عزت کی ہے کہ تم کرستان کے دوست ہو اور یہاں پہلی بار آئے ہو۔ ورنہ کنگ ٹونی تو کسی کو اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت بھی نہیں دیا کرتا"...... کنگ ٹونی نے اور زیادہ بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اچھے بھلے خوشگوار ماحول کو تلخ کیا جائے۔ تم بولو۔ صحیح معلومات کے عوض کتنی رقم چاہتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"کن معلومات کی بات کر رہے ہیں آپ"...... کنگ ٹونی نے رقم کا سنتے ہی چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہی معلومات کہ مارٹن نے روگلی میں جا کر کس کو وہ پیکٹ دینا تھا اور کن سے ملنا تھا۔ اس بارے میں تفصیلات۔ لیکن ایک حرف بھی جھوٹ نہیں ہونا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"میں دس لاکھ روپے لوں گا اور وہ بھی نقد"...... کنگ ٹونی نے کہا۔

"اتنی رقم تو ظاہر ہے کوئی آدمی بھی ساتھ نہیں رکھتا۔ البتہ وعدہ ضرور کر سکتا ہوں کہ تمہیں رقم آج ہی مل جائے گی لیکن دس لاکھ نہیں صرف ایک لاکھ۔ ضمانت البتہ ٹائیگر دے سکتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"سوری۔ مجھے کچھ نہیں معلوم"...... کنگ ٹونی نے اکڑتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم خود سوچو کہ ان معمولی سی معلومات کے لئے اتنی بڑی رقم تو نہیں دی جا سکتی"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے پھر مت خرچ کریں رقم۔ میں نے آپ کی منت تو نہیں کی۔ اگر آپ کو معلومات چاہئیں تو میں دس لاکھ روپے لوں گا اور

وہ بھی نقد۔ اب اگر آپ کے پاس رقم نہیں ہے تو جب ہو جائے آ جائیں۔ میں کہیں بھاگ تو نہیں جاؤں گا"...... کنگ ٹونی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز اور لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ جرائم کی دنیا کا خاصا تجربہ کار کھلاڑی ہے۔

"چلو میں نقد رقم دے کر ہی یہاں سے جاؤں گا۔ تم معلومات تو دو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ یہ وعدے وغیرہ ہماری دنیا میں نہیں چلتے۔ یہاں رقم کے معاملے میں کوئی کسی پر اعتبار نہیں کرتا۔ اس لئے پہلے رقم پھر بات ہو سکتی ہے"...... کنگ ٹونی نے کہا۔

"لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ مارٹن نے واقعی تمہیں اس بارے میں کچھ بتایا ہے۔ ہو سکتا ہے تم ویسے ہی چند نام لے دو۔ کیونکہ تمہارے خیال کے مطابق اب مارٹن زندہ نہیں ہے جس سے تصدیق کی جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"مارٹن میرا گہرا دوست تھا۔ وہ مجھ سے کچھ نہیں چھپاتا تھا اس لئے اس نے میرے پوچھنے پر مجھے تمام تفصیل بتا دی تھی۔ آپ کی تسلی کے لئے اتنا بتا سکتا ہوں کہ مارٹن نے مجھے بتایا تھا کہ جو پیکٹ وہ لے کر جا رہا ہے اس میں ایک ایسا سائنسی پرزہ موجود ہے جس کی قیمت اربوں ڈالر ہے"...... کنگ ٹونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ میں رقم منگواتا ہوں"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا کیونکہ کنگ ٹونی کے اس حوالے سے ہی وہ سمجھ

گیا تھا کہ کنگ ٹونی سے واقعی اسے اہم کلیو مل سکتے ہیں۔ وہ اگر چاہتا تو زبردستی بھی اس سے معلومات اگلوا سکتا تھا لیکن کنگ ٹونی کے کردار اور مزاج کے متعلق اس نے اس مختصر سی ملاقات میں ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ اگر اس پر تشدد کیا گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ غلط بیانی کر دے اور عمران کے پاس اس کی بات کی تصدیق کا کوئی ذریعہ نہ تھا جبکہ کنگ ٹونی دولت کے معاملے میں انتہائی لالچی آدمی نظر آ رہا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ بھاری رقم کے عوض وہ درست معلومات مہیا کر دے گا۔

"اگر کرسٹائن تمہیں رقم کی ضمانت دے دے تو اس پر اعتبار کرو گے تم"...... اچانک ٹائیگر نے کنگ ٹونی سے کہا۔

"ہاں۔ باس اگر ضمانت دے دیں تو مجھے اعتبار آ جائے گا۔ وہ ان معاملات میں بے حد کھرا آدمی ہے۔ جو وعدہ کرتا ہے وہ ہر صورت میں پورا کرتا ہے"...... کنگ ٹونی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ کسی اور کو اس معاملے میں ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ میں جوانا کو فون کر دیتا ہوں وہ رقم لے کر آ جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن باس۔ جوانا کا یہاں تک پہنچنا مشکل ہو گا۔ وہ اس علاقے کو جانتا تک نہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ پہنچ جائے گا۔ زیادہ سے زیادہ تم اس جگہ جا کر اسے لے آنا جہاں ہماری کاریں موجود ہیں"...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے درمیانی میز پر رکھا ہوا فون اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور اس کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف۔ جوانا موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں بلاتا ہوں اسے"...... دوسری طرف سے جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہیلو ماسٹر۔ میں جوانا بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد جوانا کی آواز سنائی دی۔

"ایک پتہ اچھی طرح سمجھ لو۔ تم نے جوزف سے دس لاکھ روپے لے کر اس پتے پر پہنچنا ہے۔ ٹائیگر وہاں موجود ہو گا جو تمہیں اپنے ساتھ میرے پاس لے آئے گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اسے پتہ سمجھانا شروع کر دیا۔

"یس ماسٹر۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ میں جوزف کے ساتھ ایک بار اس علاقے میں جا چکا ہوں"...... دوسری طرف سے جوانا نے جواب دیا۔

"او کے۔ جوزف کو رسیور دو"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... چند لمحوں بعد جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف۔ سپیشل سیف میں موجود رقم میں سے دس لاکھ روپے نکال کر جوانا کو دے دو"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جوزف نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"ابھی یہ رقم یہاں پہنچ جائے گی اور ٹائیگر۔ تم باہر جا کر جوانا کا

انتظار کرو اور اسے ساتھ لے کر آؤ"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر اٹھ کر خاموشی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ رقم پہنچتے ہی میں سب کچھ بتا دوں گا۔ اگر اس دوران تم کچھ پینا چاہو تو میں منگوا دیتا ہوں"...... کنگ ٹونی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فی الحال کچھ پینے کا موڈ نہیں ہے لیکن تم یہاں اس غریب علاقے میں کیوں رہ رہے ہو۔ یہاں سے تمہیں کیا ملتا ہوگا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا پرانا اڈہ ہے۔ میں یہاں بے حد محفوظ ہوں۔ یہاں کے سب لوگ مجھ سے اور میرے آدمیوں سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ پھر یہاں تھوڑی سی رقم خرچ کر کے بڑا خوبصورت مال عیش کرنے کے لئے مل جاتا ہے"...... کنگ ٹونی نے بڑے اوباشانہ لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر کے مطابق تم خاصے معروف آدمی ہو۔ اس کے باوجود تم یہ گھٹیا حربے کیوں استعمال کرتے ہو۔ اب یہی رحمت علی سے زبردستی دس ہزار روپے کی رقم لینا"...... عمران نے کہا۔

"اس کی وجہ بتا دوں"...... کنگ ٹونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر بتانا چاہو تو بتا دو۔ نہ بتانا چاہو تو نہ بتاؤ"...... عمران نے جواب دیا۔

"میں بتا دیتا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ رحمت علی کی بیوی بےحد خوبصورت ہے لیکن وہ گھریلو عورت ہے۔ گھر سے باہر نہیں نکلتی۔

اس لئے میری نظروں میں نہ چڑھی۔ لیکن جب رحمت علی بیمار ہوا تو وہ اس کی دوا لینے کے لئے گھر سے باہر نکلی اور پھر میں نے اسے دیکھ لیا۔ میں نے ایک بار اسے راستے میں روک کر بات کرنے کی کوشش کی تو اس نے مجھے ڈانٹ دیا۔ اس وقت چونکہ الیکشن ہو رہے تھے اس لئے میں خاموش ہو گیا کیونکہ الیکشن کے دنوں میں کوئی پھڈا ڈالنا مسئلہ بن جاتا ہے۔ لیکن میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس عورت سے لازماً انتقام لوں گا۔ چنانچہ میں نے ایک اور طریقہ اختیار کر لیا اور رحمت علی کی ہمدردی کی آڑ میں اس کے گھر جا کر بھاری رقمیں دینا شروع کر دیں لیکن پھر یہاں کے چند بڑوں نے آ کر مجھے وہ رقم واپس کر دی اور ساتھ ہی سمجھایا کہ اگر میں نے اب رحمت علی یا اس کی بیوی کے بارے میں کوئی کارروائی کی تو وہ اعلیٰ حکام کو اس کی اطلاع کر دیں گے۔ میں اس وقت تو خاموش ہو گیا کیونکہ اس وقت الیکشن ہو رہے تھے اور میں ایک امیدوار کے حق میں کام کر رہا تھا۔ اگر میں ان لوگوں کی بات نہ مانتا تو سارا علاقہ میرے حمایت یافتہ امیدوار کے خلاف ہو جاتا۔ پھر الیکشن ہوا لیکن میرا امیدوار ہار گیا اور جیتنے والا امیدوار میرے خلاف ہو گیا اس لئے میں نے کوئی کارروائی نہ کی لیکن میں نے سب سے کہہ دیا کہ میں نے رحمت علی سے دس ہزار روپے لینے ہیں۔ میں اسے بے عزت کرنے کا موقع تلاش کر رہا تھا کہ اچانک مجھے تمہاری آمد کی اطلاع ملی۔ میں سمجھ گیا کہ تم بھی رحمت علی کی بیوی سے ملنے آئے ہو گے اور تم نے بھی میری طرح ہمدردی کی آڑ لی ہو گی۔ میں وہاں پہنچ گیا تا کہ

جھگڑا کر کے ان کی خوب بے عزتی کروں لیکن تم نے مجھے دس ہزار روپے نکال کر دے دیئے۔اب میرے وہاں جھگڑا کرنے کا کوئی جواز باقی نہ رہا تھا اس لئے میں اس وقت واپس آگیا لیکن یہ عورت مجھ سے بچ کر کہاں جائے گی۔مجھے صرف اس جیتنے ہوئے امیدوار کی وجہ سے خاموشی اختیار کرنی پڑ رہی ہے۔اب آئندہ الیکشن قریب ہے۔اس بار لامحالہ میں نے اپنے امیدوار کو جتانا ہے اور پھر میں جو چاہوں گا کروں گا"...... کنگ ٹونی نے بڑے اوباشانہ انداز میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران سپاٹ چہرے سے اس کی باتیں سنتا رہا۔

"تم کس الیکشن کی بات کر رہے ہو۔قومی اور صوبائی اسمبلی کے الیکشن کی۔وہ تو بہت دور ہیں ابھی"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔میں مقامی بلدیاتی الیکشن کی بات کر رہا ہوں"۔کنگ ٹونی نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کنگ ٹونی انتہائی نچلے درجے کا بدمعاش ہے۔

"لیکن رحمت علی اور اس کی بیوی دونوں ہی انتہائی شریف ہیں۔کیا تم شریف لوگوں کو بھی نہیں بخشتے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم کون سے پارسا ہو۔تم بھی تو شریف لوگوں کے گھر آتے جاتے ہو"...... ٹونی نے اور زیادہ بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔اس نے اب عمران کو آپ کہنے کا تکلف بھی ختم کر دیا تھا۔

"شریف لوگوں کے گھر شریف لوگ ہی آتے جاتے ہیں"۔عمران

نے جواب دیا تو کنگ ٹونی بے اختیار طنزیہ انداز میں کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تو پھر میں سب سے بڑا شریف ہوں"...... کنگ ٹونی نے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔کافی دیر تک انتظار کرنے کے بعد اچانک دروازہ کھلا اور ٹائیگر اور جوانا اندر داخل ہوئے۔جوانا کو دیکھ کر کنگ ٹونی بے اختیار چونک پڑا۔وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے جوانا کے ڈیل ڈول کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ میرا ساتھی ہے جوانا اور جوانا یہ کنگ ٹونی ہے۔جس کا کہنا ہے کہ وہ اس علاقے کا سب سے بڑا شریف ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"شکل سے تو غنڈہ نظر آ رہا ہے"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھو مسٹر"...... کنگ ٹونی نے غصیلے لہجے میں کہنا شروع کیا ہی تھا کہ عمران نے اس کی بات کاٹ دی۔

"فی الحال جھگڑے کی ضرورت نہیں ہے۔اس کا فیصلہ ہم بعد میں کریں گے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ جوانا سے مخاطب ہو گیا۔

"رقم لے آئے ہو"...... عمران نے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور جیبوں سے بڑے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر میز پر رکھنا شروع کر دیں۔دس گڈیاں رکھ کر وہ پیچھے ہٹ گیا۔

"یہ اٹھا لو کنگ ٹونی اور اچھی طرح چیک بھی کر لو اور گن بھی

لو"...... عمران نے جوانا کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کنگ ٹونی سے کہا تو کنگ ٹونی نے جلدی سے گڈیاں سمیٹ لیں اور پھر انہیں چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میں انہیں سیف میں رکھ آؤں"...... کنگ ٹونی نے مطمئن لہجے میں کہا اور گڈیاں اٹھا کر وہ عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

"ماسٹر"...... جوانا نے ہونٹ چباتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔ اس کے چہرے پر برہمی کے تاثرات نمایاں تھے لیکن عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے بولنے سے روک دیا اور جوانا ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد کنگ ٹونی واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں شراب کی ایک بوتل تھی۔ اس نے بوتل میز پر رکھی اور پھر اسے کھول کر اس نے اسے اٹھایا اور منہ سے لگا لیا۔ آدھی سے زیادہ بوتل حلق میں انڈیلنے کے بعد اس نے بوتل کو واپس میز پر رکھا۔ اس کا چہرہ یکلخت آگ کی طرح شعلے دینے لگا تھا۔

"ہاں۔ اب بولو۔ مجھ سے کیا پوچھنا ہے۔ آج کا دن میرے لئے انتہائی خوش قسمتی کا دن ہے"...... کنگ ٹونی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مارٹن نے تمہیں کیا بتایا تھا کہ وہ اس پیکٹ کو کہاں پہنچائے گا اور کسے دے گا"...... عمران نے پوچھا۔

"مارٹن نے مجھے بتایا تھا کہ روگلی میں ایک آدمی کانسٹائن ہے جو لیڈی ڈاکٹر سوزی کا بھی چیف باس ہے اور اس کی وہاں بے حد طاقتور تنظیم ہے۔ وہ اس پیکٹ کو کانسٹائن کے خاص آدمی ٹساڈ کے حوالے کرے گا اور ٹساڈ اسے کانسٹائن تک پہنچائے گا"...... کنگ ٹونی نے جواب دیا۔

"یہ بات تو وہاں سب جانتے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ابھی میری بات پوری نہیں ہوئی۔ مجھے مارٹن نے ایک راز کی بات بتائی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اس پیکٹ میں بند پرزہ اصل میں ایک خفیہ تنظیم ٹاپ ورلڈ نے حاصل کرنا ہے اور اسے حاصل کرنے کے لئے کانسٹائن کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ اس نے بتایا تھا کہ اس ٹاپ ورلڈ کا سربراہ کوئی فریڈ نام کا آدمی ہے۔ یہ روگلی میں برائٹ سٹار نامی ہوٹل کا مالک ہے اور کانسٹائن کا دوست ہے"...... کنگ ٹونی نے کہا تو عمران کے چہرے پر بے اختیار حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"لیکن اس بات کا علم مارٹن کو کیسے ہو گیا۔ وہ تو یہاں کا رہنے والا تھا۔ وہ تو شاید پہلی بار روگلی گیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"میں نے یہ بات مارٹن سے پوچھی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ پہلے وہ لیڈی ڈاکٹر سوزی کا صرف محافظ ہوا کرتا تھا۔ پھر لیڈی ڈاکٹر نے اسے اپنا خاص آدمی بنا لیا اور اب وہ اس کا خاص آدمی ہے اور یہ بات اسے

لیڈی ڈاکٹر سوزی نے بتائی تھی۔لیڈی ڈاکٹر سوزی کے فریڈ سے بھی خفیہ تعلقات تھے اور کانسٹائن کو اس کا علم نہ تھا۔فریڈ نے لیڈی ڈاکٹر سوزی کو خود یہ ساری بات بتائی تھی"....... کنگ ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلادیا۔

"اور کیا بتایا تھا اس نے"....... عمران نے کہا۔

"بس اتنا ہی بتایا تھا اس نے اور سن لو کہ میں نے کوئی بات نہیں چھپائی۔سب کچھ سچ بتا دیا ہے کیونکہ تم نے میرا مطالبہ پورا کر دیا تھا اور یہ میری عادت ہے کہ جب کوئی میرا مطالبہ پورا کر دیتا ہے تو میں اس سے کوئی بات نہیں چھپایا کرتا۔اسی لئے تو مجھے سب کنگ ٹونی کہتے ہیں"....... کنگ ٹونی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے ابھی بتایا تھا کہ جب تمہیں مارٹن کی موت کی خبر ملی تو تم لیڈی ڈاکٹر سوزی سے ملنے گئے تھے۔تم اس سے کیا پوچھنا چاہتے تھے"....... عمران نے کہا۔

"میں اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ مارٹن کو کس لئے ہلاک کیا گیا ہے اور کس نے اسے ہلاک کیا ہے تاکہ میں رو گلی جا کر اپنے دوست کا انتقام لے سکوں"....... کنگ ٹونی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلادیا۔

"او کے۔تم نے واقعی سب کچھ سچ بتا دیا ہے۔اس لئے تمہارا شکریہ۔لیکن تم نے رحمت علی کی بیوی پر غلط نگاہیں ڈال کر ایک ایسا جرم کیا ہے جس کی معافی نہیں دی جا سکتی"....... عمران نے اٹھ کر

کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔اس کے اٹھتے ہی جوانا اور ٹائیگر بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"کیا مطلب۔کیا تم مجھے دھمکی دے رہے ہو"....... کنگ ٹونی نے بھی ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"جوانا۔اسے آف کر دو"....... عمران نے اچانک کنگ ٹونی کے قریب کھڑے ہوئے جوانا سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کنگ ٹونی سنبھلتا۔جوانا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کنگ ٹونی چیختا ہوا فضا میں اٹھ کر ایک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گرا۔جوانا نے اسے گردن سے پکڑ کر اس طرح مخصوص انداز میں اٹھا کر نیچے پھینکا تھا کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی تھی اور وہ نیچے گر کر صرف ایک لمحے کے لئے تڑپا تھا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"ٹائیگر۔عقبی کمرے میں جا کر اس کا سیف چیک کرو اور اس میں جتنی رقم بھی ہو نکال لاؤ"....... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر سرہلاتا ہوا عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ماسٹر۔اس کی فوری موت تو اس کے لئے انعام ہے۔اس کی تو ایک ایک ہڈی ٹوٹنی چاہئے تھی"....... جوانا نے کہا۔

"میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ اس طرح کے فضول کاموں میں ضائع کرتا رہوں۔پہلے ہی خاصا وقت ضائع ہو گیا ہے"۔عمران نے جواب دیا۔تھوڑی دیر بعد ٹائیگر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کافی بڑا تھیلا موجود تھا۔

"باس۔اس سیف میں تو خاصی بڑی رقم موجود تھی۔یہ تھیلا بھی وہیں پڑا تھا اس لئے میں نے ساری رقم اس تھیلے میں ڈال دی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس میں سے وہ گڈیاں جو ابھی جوانا نے دی ہیں نکال کر جوانا کو دے دو اور دس ہزار مجھے دے دو۔باقی لے جاؤ اور جا کر اپنی طرف سے کسی خیراتی ہسپتال میں عطیے کے طور پر جمع کرا دینا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں ڈیسی بار میں داخل ہوئے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ڈیسی بار کا ماحول ایسا تھا کہ صاف محسوس ہو رہا تھا کہ یہاں روگلی کا اعلیٰ طبقہ آتا ہے۔بار کا ہال معزز طبقے سے تعلق رکھنے والے مردوں اور عورتوں سے بھرا ہوا تھا۔ان میں سے ایک بھی ایسا آدمی نظر نہ آ رہا تھا جسے دیکھ کر کہا جا سکے کہ اس کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ایک طرف کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے دو نوجوان لڑکیاں موجود تھیں جن میں سے ایک فون اٹنڈ کر رہی تھی جبکہ دوسری سروس دے رہی تھی۔

"اس ویٹر اور لیڈی ڈیزی کے مطابق تو ٹارجر بہت بڑا غنڈہ ہے لیکن اس بار کا ماحول تو انتہائی شریفانہ ہے"...... صفدر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔وہ دونوں کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"یس"....... فون اٹنڈ کرنے والی لڑکی نے انہیں قریب دیکھ کر بڑے کاروباری انداز میں پوچھا۔

"مسٹر ٹارجر سے ملنا ہے"....... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس سے۔ کیا آپ نے ان سے وقت لیا ہوا ہے"....... لڑکی نے چونک کر پوچھا۔

"لیا تو نہیں ہے۔ اب لے لیتے ہیں"..... کیپٹن شکیل نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس کے لئے تو آپ کو بار کی مینجر میڈم ریٹا سے ملنا پڑے گا۔ دوسری منزل پر ان کا دفتر ہے۔ وہاں تشریف لے جائیں"....... لڑکی نے اسی طرح کاروباری لیکن مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مسٹر ٹارجر کا آفس بھی دوسری منزل پر ہے"....... صفدر نے پوچھا۔

"اوہ نہیں جناب۔ باس کا آفس نیچے تہہ خانے میں ہے۔ لیکن خصوصی لفٹ میڈم ریٹا کے آفس سے ہی نیچے جاتی ہے۔ ملاقاتی اسی راستے سے ہی جاتے ہیں"۔ لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور ملاقاتیوں کے علاوہ لوگ کس طرف سے جاتے ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"عقبی سڑک سے۔ لیکن وہاں سے صرف باس کے خاص آدمی ہی جا سکتے ہیں اور کسی کو اس طرف سے جانے کی اجازت نہیں ہے"۔ لڑکی

نے جواب دیا۔

"شکریہ"....... صفدر نے کہا اور پھر کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر وہ دوسری منزل کی طرف جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئے۔ یہاں دوسری منزل پر جانے کے لئے لفٹ کی بجائے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں شاید اوپر صرف آفس اور سٹور وغیرہ ہوں گے۔ سیڑھیاں چڑھنے کے بعد جب وہ اوپر پہنچے تو انہیں سیڑھیوں کے ساتھ ہی ایک دروازہ نظر آگیا جس پر مینجر کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ باہر ایک باوردی چپڑاسی بیٹھا ہوا تھا۔ جس نے ان دونوں کے اوپر پہنچتے ہی انہیں بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا۔ وہ دونوں اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک خاصا بڑا اور وسیع آفس تھا جس میں چار دفتری میزیں تھیں اور باقی صوفے رکھے ہوئے تھے۔ میزوں کے پیچھے چار لڑکیاں مختلف دفتری کاموں میں مصروف تھیں۔ ایک کونے میں شیشے کا دروازہ تھا جس کے باہر ایک بیضوی کاؤنٹر تھا اور اس کاؤنٹر کے پیچھے بھی ایک نوجوان مقامی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے انٹرکام سیٹ رکھا ہوا تھا۔ اندر شیشے کے دروازے پر بھی مینجر کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ البتہ صوفے خالی پڑے ہوئے تھے۔ کیپٹن شکیل اور صفدر کو اندر آتے دیکھ کر میزوں کے پیچھے بیٹھی ہوئی لڑکیوں نے چونک کر انہیں دیکھا اور پھر دوبارہ اپنے کاموں میں مصروف ہو گئیں جبکہ وہ دونوں سیدھے اس بیضوی کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھی لڑکی کی طرف بڑھ گئے۔

"جی فرمایئے"...... اس لڑکی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" مس ریٹا سے ملاقات کے لئے ہمیں کس سے وقت لینا پڑے گا"...... اس بار صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کسی سے نہیں ۔آپ ان سے مل سکتے ہیں ۔آپ کے نام اور دیگر تفصیلات"...... لڑکی نے سامنے رکھے انٹرکام کا رسیور اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" ہمارا تعلق کافرستان سے ہے اور ہمارے نام شکیل اور صفدر ہیں"...... صفدر نے ہی جواب دیا۔ کیپٹن شکیل خاموش کھڑا رہا تھا۔ لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر دو نمبر پریس کر دیئے۔

" میڈم ۔ دو صاحبان آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے ہیں ۔ کافرستانی ہیں اور نام صفدر اور شکیل ہے"...... لڑکی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" یس میڈم"...... دوسری طرف سے بات سن کر اس نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

" تشریف لایئے ۔ میڈم آپ کی منتظر ہیں"...... اس لڑکی نے آگے بڑھ کر شیشے کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

" بے حد شکریہ"...... صفدر نے کہا اور وہ دونوں دروازہ کراس کرتے ہوئے دوسری طرف موجود کمرے میں پہنچ گئے ۔ یہ ایک چھوٹا سا کیبن تھا لیکن اسے انتہائی نفاست اور خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر اور قدرے بھاری جسم کی خاتون

بیٹھی ہوئی تھی ۔ اس کی آنکھوں پر انتہائی قیمتی فریم کی عینک تھی۔ اس کا لباس بتا رہا تھا کہ اس کا تعلق اعلیٰ طبقے سے ہے۔

" خوش آمدید صاحبان ۔ آپ تو ہمارے مہمان ہیں ۔ آپ کی بار میں آمد ہمارے لئے انتہائی مسرت کا باعث ہے"...... ادھیڑ عمر خاتون نے اٹھ کر انتہائی بااخلاق لہجے میں کہا۔ اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

" بے حد شکریہ میڈم ۔ لیکن ایشیائی روایت ہے کہ خواتین سے مرد مصافحہ نہیں کرتے ۔ اس لئے پلیز آپ محسوس نہ کریں"۔ صفدر نے کہا تو میڈم ریٹا نے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

" اوہ اچھا ۔ بہرحال تشریف رکھیں"...... میڈم ریٹا نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے جبکہ میڈم ریٹا واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔

" ہمیں بار کے مالک مسٹر ٹارجر سے فوری ملاقات کرنی ہے اور ہمیں کاؤنٹر سے بتایا گیا ہے کہ اس کے لئے آپ سے ملاقات کرنا ضروری ہے"...... اس بار کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" باس سے ملاقات ۔ لیکن وہ تو بے حد مصروف ہیں جناب ۔ آپ مجھے بتائیں ۔ مجھے آپ کی خدمت کر کے بے حد خوشی ہو گی"...... میڈم ریٹا نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہمیں ایک خاص کام کے سلسلے میں ان سے ملنا ہے ۔ اس کام کی

اہمیت کے بارے میں اتنا اشارہ کافی رہے گا کہ اگر مسٹر ٹارجر نے ہمارے کام پر آمادگی کا اظہار کر دیا تو ہو سکتا ہے کہ ان کا کمیشن پچاس لاکھ ڈالر تک پہنچ جائے"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیکن فوری ملاقات تو بہر حال ممکن نہیں۔ البتہ ایک ہفتے بعد ملاقات ہو سکتی ہے"...... میڈم ریٹا نے جواب دیا۔

"سوری میڈم۔ یہ ملاقات ہم نے ابھی کرنی ہے کیونکہ ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ ہم نے فوری کافرستان واپس جانا ہے"۔ اس بار صفدر نے کہا۔

"لیکن..... ٹھیک ہے۔ میں بات کرتی ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ باس آپ کو وقت دے دیں"...... میڈم ریٹا نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا اور میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے اس پر موجود کئی بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے۔

"ریٹا بول رہی ہوں باس۔ کافرستان سے دو صاحبان آئے ہیں۔ وہ آپ سے فوری ملاقات چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ سے کسی بڑے کام کے سلسلے میں بات چیت کرنا چاہتے ہیں جس میں کمیشن پچاس لاکھ ڈالر تک بھی ہو سکتا ہے"...... ریٹا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں نے ان سے کہا ہے لیکن ان کا کہنا ہے کہ ان کے پاس وقت نہیں ہے۔ انہوں نے فوری واپس جانا ہے"...... دوسری طرف سے آنے والی آواز کچھ دیر سننے کے بعد ریٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ایک بار پھر بات سننے کے بعد ریٹا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"باس نے وقت دے دیا ہے"...... ریٹا نے ایسے انداز میں کہا جیسے باس نے کیپٹن شکیل اور صفدر کو ملاقات کا وقت دے کر ان پر کوئی بہت بڑا احسان کر دیا ہو۔

"ان کے ساتھ ساتھ آپ کا بھی شکریہ"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ریٹا نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو سائیڈ کی دیوار درمیان سے پھٹ کر دونوں سائیڈوں پر ہٹ گئی۔

"یہ خصوصی لفٹ ہے۔ یہ آپ کو باس تک پہنچا دے گی"۔ ریٹا نے کہا تو وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس خلا کو پار کر کے دوسری طرف لفٹ کے چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ دوسرے لمحے دروازہ بند ہوا اور لفٹ نے تیزی سے نیچے اترنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد لفٹ رکی تو دروازہ ایک بار پھر کھل گیا اور وہ دونوں باہر آ گئے۔ یہ ایک طویل راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک بند دروازہ تھا۔ لفٹ کے قریب ہی ایک باوردی آدمی موجود تھا۔

"خوش آمدید صاحبان۔ سامنے تشریف لے جائیے۔ باس آپ کے منتظر ہیں لیکن اگر آپ کے پاس کوئی اسلحہ ہو تو وہ مجھے دے دیجئے۔ واپسی پر آپ کو مل جائے گا ورنہ باس کے دفتر کا دروازہ نہ کھل سکے گا"...... اس آدمی نے بڑے بااخلاق لہجے میں کہا۔

"ہمارے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے"...... صفدر نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ کیپٹن شکیل بھی سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ ان دونوں کے پاس واقعی اسلحہ نہ تھا کیونکہ ان کے خیال کے مطابق ابھی اس کی ضرورت نہ تھی اور روگلی میں رائج قانون کے بارے میں بھی وہ جانتے تھے کہ یہاں بغیر حکومت کی خصوصی اجازت کے اسلحہ ساتھ نہ رکھا جا سکتا تھا اور پولیس ایسے آدمی کو فوری گرفتار کر لیتی تھی پھر اسلحہ بھی ضبط کر لیا جاتا اور اس آدمی کو ایک ہفتہ تک جیل میں بھی رہنا پڑتا تھا ویسے صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں جانتے تھے کہ ایسے خودکار آلات کو کس طرح ڈاج دیا جا سکتا ہے اور یقیناً یہاں کے جرائم پیشہ افراد ایسی ہی کسی ترکیب پر عمل کرتے ہوں گے لیکن صفدر اور کیپٹن شکیل نے فی الحال ایسا کرنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی۔ راہداری کے اختتام پر جب وہ دروازے کے قریب پہنچے تو دروازہ خود بخود کھل گیا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ یہ بھی آفس کے انداز میں سجا ہوا کمرہ تھا لیکن فرنیچر اور سجاوٹ میں سادگی بہت نمایاں تھی۔ بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک دبلا پتلا لیکن لمبے قد کا آدمی موجود تھا۔ جس کا سر بالوں سے قطعی بے نیاز تھا۔ اس کے جسم پر انتہائی قیمتی لباس تھا۔

"خوش آمدید جناب۔ میرا نام ثارجر ہے"...... اس گنجے اور بانس کی طرح لمبے اور پتلے آدمی نے ان کے کمرے میں داخل ہوتے ہی کرسی سے اٹھ کر سائیڈ سے باہر آتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"میرا نام شکیل ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں مسٹر صفدر۔ ہمارا تعلق کافرستان سے ہے"...... کیپٹن شکیل نے اپنا اور صفدر کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر مصافحہ کرنے اور رسمی جملوں کی ادائیگی کے بعد وہ دونوں میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے جبکہ ثارجر واپس اپنی ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں معذرت خواہ ہوں کہ میرے پاس وقت انتہائی کم ہے۔ آپ چونکہ غیر ملکی تھے اس لئے میں نے ملاقات پر رضامندی ظاہر کر دی تھی اس لئے میری گذارش ہے کہ آپ وقت ضائع کئے بغیر جو کچھ کہنا ہے کہہ دیں"...... ثارجر نے بڑے بااخلاق لیکن انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہمارے پاس بھی وقت بے حد کم ہے۔ اس لئے ہم بھی صاف اور سیدھی بات کریں گے اور ہمیں یقین ہے کہ آپ کا جواب بھی اسی طرح صاف اور سیدھا ہوگا"...... اس بار کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فرمایئے"...... ثارجر نے اس بار غور سے کیپٹن شکیل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کے دوست اور ہمراز کانسٹائن نے کسی پارٹی کے کہنے پر پاکیشیا سے ایک اہم سائنسی پرزہ اپنی تنظیم کے ایک گروپ کے ذریعے چوری کرایا تھا پھر اس گروپ کا خاتمہ کر دیا تاکہ کوئی اس گروپ کی مدد سے اس پارٹی تک نہ پہنچ سکے۔ لیکن پھر جس پارٹی نے یہ پرزہ چوری کرایا تھا اس نے کانسٹائن کا ہی خاتمہ کر دیا تاکہ کانسٹائن

کے ذریعے کوئی اس تک نہ پہنچ سکے اور وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں ہم اس پارٹی کو ٹریس کر رہے ہیں تاکہ اس سے وہ پرزہ واپس حاصل کر سکیں"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو ثارجر کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"لیکن آپ لوگ کون ہیں۔آپ نے تو کہا ہے کہ آپ کا تعلق کافرستان سے ہے جبکہ آپ کے بقول پرزہ پاکیشیا سے چوری ہوا ہے"...... ثارجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق کافرستان سے ہی ہے البتہ ہماری تنظیم بین الاقوامی ہے۔ہمیں حکومت پاکیشیا نے اس مقصد کے لئے ہائر کیا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔لیکن آپ کا میرے پاس آنے کا کیا مقصد ہے"...... ثارجر نے اس بار ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ ذہنی طور پر الجھن کا شکار ہو چکا ہے۔

"آپ اس پارٹی کے بارے میں جانتے ہیں کیونکہ کانسٹائن کا کوئی راز آپ سے چھپا ہوا نہیں ہے۔آپ ہمیں صرف اس پارٹی کے بارے میں تفصیلات مہیا کر دیں۔اس کے عوض آپ جو مناسب معاوضہ چاہیں ہم آپ کو دینے کے لئے تیار ہیں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"آپ نے یہ بات کیسے کہہ دی کہ کانسٹائن کو اس پارٹی نے ہلاک کرایا ہے"...... ثارجر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہماری تنظیم کے افراد نے اس بارے میں حتمی اطلاعات حاصل کر لی ہیں لیکن پارٹی کے بارے میں وہ بھی کچھ معلوم نہیں کر سکے کیونکہ کانسٹائن نے بظاہر یہ کام صرف اپنے تک محدود رکھا تھا"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اگر میں کہوں کہ مجھے اس بارے میں علم نہیں ہے تو آپ کا کیا ردعمل ہوگا"...... ثارجر نے کہا۔

"ہم آپ کا شکریہ ادا کر کے واپس چلے جائیں گے کیونکہ آپ کا اب تک کا اخلاق یہ بتا رہا ہے کہ آپ ان گھٹیا اور نچلے درجے کے لوگوں میں سے نہیں ہیں جو صرف رقم بٹورنے کی غرض سے جھوٹ بولتے ہیں آپ کے متعلق ہمیں یہی بتایا گیا تھا کہ آپ روڈگی کے انتہائی مشہور ومعروف اور انتہائی خطرناک غنڈے ہیں لیکن آپ کا اخلاق اور خاص طور پر آپ کے اس بار کا ماحول دیکھنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ باتیں آپ کی طرف سے صرف رعب اور دبدبہ قائم رکھنے کے لئے خصوصی طور پر پھیلائی جاتی ہیں۔ہمارا تعلق ایک جرائم پیشہ بین الاقوامی تنظیم سے ہے۔اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ آپ کا تعلق کس قسم کے جرائم سے ہے۔بہرحال ہمیں اس بات پر یقین ہے کہ آپ اگر جانتے ہوں گے تو ضرور بتا دیں گے کیونکہ ایک تو اس طرح آپ کے دوست کانسٹائن کی ہلاکت کا انتقام اس پارٹی سے لیا جا سکتا ہے اور دوسرا آپ کو معقول معاوضہ بھی مل سکتا ہے اور یقیناً آپ کو اس پارٹی سے قطعی کوئی ہمدردی نہ ہوگی جس نے صرف راز رکھنے کی غرض سے

کانسٹائن کو ہلاک کر دیا"...... کیپٹن شکیل نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اصل بات یہ ہے مسٹر شکیل ۔ کہ مجھے یہ تو معلوم ہے کہ کس پارٹی نے کانسٹائن سے یہ کام لیا ہے لیکن مجھے اس بات کا ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ اس پارٹی نے کانسٹائن کو اس راز کو چھپانے کے لئے ہلاک کرایا ہے ۔ اگر آپ اس بارے میں مجھے یقین دلا دیں تو میں ایک ڈالر لئے بغیر آپ کو اس پارٹی کے بارے میں سب کچھ بتا دوں گا"...... ثارجر نے کہا۔

"جو کچھ میں نے پہلے کہا ہے کہ بس ہمیں اتنا ہی معلوم ہے ۔ ہمارے ہیڈ آفس کی طرف سے ہمیں یہی اطلاع دی گئی ہے اور آپ اتنا تو جانتے ہی ہوں گے کہ بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والی تنظیمیں اپنے آدمیوں کو صرف وہی بات پاس آن کرتی ہیں جو حتمی ہوتی ہے ۔ باقی آپ کی مرضی ۔ آپ بتائیں یا نہ بتائیں ۔ اس سے زیادہ ہم آپ کو اس بارے میں مزید کچھ نہیں بتا سکتے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"آپ کا لہجہ ۔ آپ کا انداز اور آپ کا اعتماد ۔ تینوں چیزیں میرے لئے انتہائی حیرت انگیز ہیں ۔ آپ نے جس واضح ۔ کھلے اور بااعتماد انداز میں بات کی ہے اس سے میں واقعی دلی طور پر آپ کی شخصیت سے جتنا متاثر ہوا ہوں اتنا شاید آج سے پہلے کسی سے نہیں ہوا ہوں ۔ اس لئے میں آپ کو تفصیلات بتا دیتا ہوں بغیر معاوضے کے"...... ثارجر نے

ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے اس اعتماد کا بے حد شکریہ"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو سنیئے ۔ کانسٹائن کو پاکیشیا سے اہم سائنسی پرزہ چرانے کا کام ایک بین الاقوامی سائنسی تنظیم ٹاپ ورلڈ کے چیف فریڈ نے دیا تھا۔ فریڈ اس تنظیم کا چیف ہے لیکن دراصل اس تنظیم کا اصل سربراہ جسے چیف باس کہا جاتا ہے ایک یہودی لارڈ واسکر ہے ۔ فریڈ نے یہاں روگلی میں ہی ہیڈ کوارٹر بنا رکھا تھا جسے اب ختم کر دیا گیا ہے اور لارڈ واسکر اور فریڈ دونوں روگلی سے جا چکے ہیں"...... ثارجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے باوجود آپ یہ بات نہ سمجھ سکے کہ کانسٹائن کو فریڈ یا اس لارڈ نے ہلاک کرایا ہے"...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے ایک بار خیال آیا تھا لیکن چونکہ میں جانتا ہوں کہ فریڈ اور کانسٹائن کے درمیان انتہائی گہرے دوستانہ تعلقات تھے اس لئے میں نے اس خیال کو مسترد کر دیا تھا لیکن اب آپ کی بات سن کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ایسا ہی ہوا ہو گا ۔ یہ پرزہ یقیناً اس قدر اہم ہو گا کہ اس کو چھپانے کے لئے فریڈ نے اپنے گہرے دوست کو بھی ہلاک کرا دیا ہو گا ۔ بہرحال اب میں خود بھی انہیں تلاش کروں گا اور جب بھی یہ لوگ مجھے ملے ۔ کانسٹائن کی موت کا خمیازہ بہرحال انہیں بھگتنا پڑے

گا"...... ٹارجر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے یہ اہم بات ہمیں بتا دی ہے۔ لیکن یہ معلومات نامکمل ہیں کیونکہ بقول آپ کے فریڈ اور لارڈ واسکر دونوں ہی غائب ہیں اور ہیڈ کوارٹر کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ کانسٹائن کو ہلاک کرنے کے باوجود خوفزدہ ہیں کیا آپ کوئی ایسی ٹپ دے سکتے ہیں جس سے انہیں تلاش کیا جا سکے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں نے آج تک اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش ہی نہیں کی ورنہ میں جس پوزیشن میں ہوں میں آسانی سے معلومات حاصل کر سکتا ہوں"...... ٹارجر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور کریڈل کو دو تین بار زور سے دبا کر چھوڑ دیا۔

"یس باس"...... ایک مؤدبانہ آواز کمرے میں گونجی۔ شاید فون میں موجود لاؤڈر کا بٹن آن تھا۔

"سارجنٹ سے بات کراؤ فوراً"...... ٹارجر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا کہ فریڈ اور لارڈ واسکر کہاں ہیں"۔ ٹارجر نے رسیور رکھ کر کیپٹن شکیل سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ آدمی سارجنٹ اس بارے میں جانتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ فریڈ نے لارڈ سے بھی خفیہ طور پر ایک ناجائز دھندہ وسیع پیمانے پر اختیار کر رکھا ہے اور سارجنٹ اس دھندے میں اس کا سب سے بڑا کارندہ ہے اس لئے اسے لامحالہ معلوم ہوگا کہ فریڈ کہاں ہے"...... ٹارجر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ٹارجر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ٹارجر نے رسیور اٹھا کر اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"باس۔ سارجنٹ سے بات کریں"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ سارجنٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"ٹارجر بول رہا ہوں سارجنٹ"...... ٹارجر کا لہجہ بے حد سرد اور تحکمانہ تھا۔

"اوہ آپ۔ فرمائیے۔ کیا حکم ہے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"فریڈ آج کل کہاں ہے"...... ٹارجر نے پوچھا۔

"فریڈ۔ وہ تو روڈگلی میں نہیں ہے"...... دوسری طرف سے سارجنٹ نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ اسی لئے تو پوچھ رہا ہوں کہ وہ کہاں ہے۔ میں نے اس سے ایک اہم بات کرنی ہے"...... ٹارجر کا لہجہ پہلے سے زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"انہوں نے سختی سے منع کر رکھا ہے کہ ان کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتایا جائے۔ لیکن آپ سے تو میں نہیں چھپا سکتا۔ لیکن جب آپ بات کریں گے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ وہ ان معاملات میں کس قدر سخت آدمی ہے"۔ سارجنٹ نے انتہائی پریشان اور الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے"...... ٹارجر نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"تھینک یو۔ مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے۔ فریڈ آج کل ساڈان کے جنوب مشرق میں بحیرہ روم کے اندر واقع جزیرہ مجوکا میں موجود ہے"...... سارجنٹ نے جواب دیا۔

"مجوکا۔ لیکن وہ جزیرہ تو بے آباد ہے۔ وہاں تو کوئی نہیں رہتا۔ کیونکہ سنا گیا ہے کہ وہاں کی آب و ہوا انتہائی زہریلی ہے اور جو وہاں جاتا ہے وہ چند دنوں بعد ہلاک ہو جاتا ہے"...... ٹارجر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کی معلومات درست ہیں۔ یہ جزیرہ واقعی زہریلا ہے۔ یہاں انتہائی زہریلے درختوں کے جنگل موجود ہیں لیکن باس فریڈ واقعی وہیں ہے۔ میں ایک ہفتہ پہلے وہاں جا کر خود اس سے مل چکا ہوں"۔ سارجنٹ نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے سارجنٹ۔ کھل کر بات کرو۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو"...... ٹارجر کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا تھا۔

"آپ کو مزید تفصیل بتانا پڑے گی۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنا وعدہ یاد رکھیں گے"...... سارجنٹ نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں"...... ٹارجر نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ کو علم ہے کہ فریڈ کا تعلق ایک خفیہ سائنسی تنظیم ٹاپ ورلڈ سے ہے۔ اس کا چیف باس لارڈ واسکر ہے۔ جبکہ چیف فریڈ ہے مجوکا جزیرہ واقعی زہریلا ہے اس لئے وہاں کوئی نہیں جاتا لیکن ٹاپ ورلڈ نے وہاں انڈر گراؤنڈ ایک بہت بڑی سائنسی لیبارٹری اور ایک انتہائی حساس اسلحہ تیار کرنے کی فیکٹری لگائی ہوئی ہے۔ اس لیبارٹری میں ایسے ہتھیاروں پر مسلسل ریسرچ ہوتی رہتی ہے جنہیں سپر پاورز صرف اپنے تک محدود رکھتی ہیں اور اس فیکٹری میں اس ریسرچ کے مطابق اسلحہ تیار ہوتا ہے۔ پھر یہ اسلحہ ایسی حکومتوں کو خفیہ طور پر انتہائی بھاری معاوضے پر سپلائی کر دیا جاتا ہے جو دفاعی لحاظ سے سپر پاورز بننا چاہتی ہیں۔ وہاں کے سائنسدانوں نے مجوکا کے زہریلے درختوں کے زہر کا توڑ تلاش کر رکھا ہے۔ آپ کو اتنا معلوم ہو گا کہ اس جزیرے پر پہنچتے ہی فوراً یہ زہر اثر نہیں کرتا بلکہ اس کے اثرات چند گھنٹوں بعد سامنے آتے ہیں اور پھر وہاں پہنچنے والا اس زہر کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ لیکن ٹاپ ورلڈ کے آدمی جب وہاں پہنچتے ہیں یا ان میں سے کسی کو وہاں خصوصی طور پر بلایا جاتا ہے تو انہیں وہاں ایک کیپسول کھانے کو دیا جاتا ہے۔ اس کیپسول کو کھانے کے بعد ایک

ہفتے تک وہ آدمی زہر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس لئے مجوکا کے اندر انتہائی گھنے جنگل میں ٹاپ ورلڈ والوں نے باقاعدہ ایک بستی آباد کر رکھی ہے۔ مجھے فریڈ نے اپنے دھندے کے بارے میں ایک اہم ہدایت دینے کے لئے وہاں بلوایا۔ ایک خصوصی ہیلی کاپٹر مجھے وہاں لے گیا۔ وہاں مجھے کیپسول کھانے کے لئے دیا گیا اور میں وہاں ایک دن اور ایک رات رہا اور پھر واپس آگیا"...... سارجنٹ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن یہ بستی آج تک کیسے خفیہ رہی ہے۔ مجھے تو اس پر حیرت ہے"...... ٹارجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ انتہائی گھنے جنگل کے اندر ہے۔ اس لئے سائیڈوں یا آسمان سے کسی طرح بھی نظر نہیں آسکتی اور جزیرے کی آب و ہوا زہریلی ہونے کی وجہ سے وہاں کوئی جاتا ہی نہیں۔ پھر جزیرہ بھی چھوٹا سا ہے۔ اس کی ویسے بھی کوئی اہمیت نہیں ہے کہ حکومت ساڈان اس کی طرف توجہ کرے"...... سارجنٹ نے جواب دیا۔

"پھر تو وہاں جا کر فریڈ سے بات نہیں ہو سکتی۔ وہ واپس کب آرہا ہے"...... ٹارجر نے کہا۔

"فی الحال ان کے واپس آنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے کیونکہ انہیں کسی بین الاقوامی سرکاری تنظیم سے شدید خطرات لاحق ہیں۔ اس تنظیم کے خاتمہ کے لئے ان کے آدمی کام کر رہے ہیں۔ جب اس کا خاتمہ ہو جائے گا پھر وہ واپس آئیں گے"...... سارجنٹ نے جواب دیا۔

"او کے۔ پھر تو فوری طور پر اس سے رابطہ کرنا بے سود ہے۔ ٹھیک ہے جب وہ واپس آئے گا پھر اس سے بات ہو جائے گی۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ تم نے مجھ پر اعتماد کیا ہے"...... ٹارجر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ لوگوں نے سن لیا کہ فریڈ کہاں موجود ہے اور اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ جس سرکاری تنظیم سے وہ چھپا ہوا ہے وہ وہی تنظیم ہے جس سے آپ کا تعلق ہے۔ شک تو مجھے پہلے بھی تھا کیونکہ آپ کا انداز، آپ کا اعتماد جرائم پیشہ تنظیموں سے تعلق رکھنے والے افراد جیسا نہیں تھا لیکن اب سارجنٹ کی زبانی تفصیل سن کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ کا تعلق بہر حال کس سرکاری تنظیم سے ہے اور چونکہ یہ پرزہ پاکیشیا سے چوری کرایا گیا ہے اس لئے لامحالہ آپ کا تعلق بھی پاکیشیا سے ہی ہو گا۔ آپ نے شاید ٹاپ ورلڈ کے آدمیوں سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو کافرستانی ظاہر کیا ہے"...... ٹارجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا تجزیہ درست ہے۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہی ہے لیکن ہمارا کسی سرکاری تنظیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سرکاری تنظیمیں اس طرح رقمیں خرچ کر کے پوچھ گچھ کرنے کی قائل ہی نہیں ہوتیں۔ اگر ہمارا تعلق کسی سرکاری تنظیم سے ہوتا تو پھر ہمارا رویہ آپ سے مختلف ہوتا۔ ہم آپ کو اغوا کر کے لے جانے کی کوشش کرتے تاکہ آپ پر تشدد کر کے آپ سے کانسٹائن کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ واقعی آپ کی بات تو درست ہے۔ او کے۔ بہر حال مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں ہے کہ آپ دونوں کا تعلق کس سے ہے اور کس سے نہیں ہے۔ مجھے آپ دونوں کی شخصیت اور انداز نے متاثر کیا ہے اس لئے میں نے سب کچھ بتا دیا ہے ورنہ ٹارجر سے اس کی مرضی کے خلاف کوئی معلومات حاصل کرنا ناممکن ہے"...... ٹارجر نے کہا۔

"بے حد شکریہ مسٹر ٹارجر۔ اگر کبھی کوئی موقع آیا تو ہم آپ کا یہ احسان اتار دیں گے"...... کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی صفدر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"بہت خوب۔ آپ لوگ تو واقعی اعلیٰ ظرف واقع ہوئے ہیں۔ میں آپ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔ کیا آپ میری دوستی قبول کریں گے"...... ٹارجر نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"ہمیں یہ دوستی قبول ہے۔ لیکن ایک شرط کے ساتھ"...... کیپٹن شکیل نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تو ٹارجر چونک پڑا۔

"شرط۔ کیا مطلب۔ مشروط دوستی تو دوستی نہیں کہلائی جا سکتی"...... ٹارجر کے لہجے میں ہلکی سی ناگواری تھی۔

"شرط صرف اتنی ہے مسٹر ٹارجر۔ کہ اگر آپ یا آپ کے کسی آدمی نے کبھی بھی ہمارے ملک پاکیشیا کے خلاف کوئی ایسا کام کیا جس سے پاکیشیا کی سلامتی یا اس کے دفاع کو نقصان پہنچے تو پھر یہ دوستی قائم نہیں رہے گی۔ ہم اپنے ملک کے مفادات کے سامنے دنیا کا ہر رشتہ ہیچ

سمجھتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ مجھے یہ شرط سن کر بھی خوشی ہوئی ہے۔ مجھے یہ شرط منظور ہے"...... ٹارجر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں اس سے ہاتھ ملایا۔

"آپ بنیادی طور پر ایک اچھے انسان ہیں آپ جیسے انسان کو جرائم سے متعلق نہیں ہونا چاہئے"...... صفدر نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا اور ٹارجر بے اختیار مسکرا دیا۔

"او کے۔ اب ہمیں اجازت دیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا اب آپ مجوکا جائیں گے"...... ٹارجر نے کہا۔

"نہیں۔ ہمیں شاید وہاں نہ جانا پڑے ہم تو اپنے ہیڈ کوارٹر کو یہ معلومات آپ کا نام لئے بغیر پہنچا دیں گے اس کے بعد ہیڈ کوارٹر آئندہ کا لائحہ عمل خود طے کرے گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں وہاں بھیج دے یا کسی اور کو"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"او کے بہر حال آئندہ جب بھی آپ روگلی آئیں آپ مجھے ضرور ملیں گے اور اب آپ کو واپسی کے اس عام راستے سے جانے کی ضرورت نہیں ہے جدھر سے آپ آئے تھے میرا باہر موجود ہے وہ آپ کو خصوصی راستے سے باہر پہنچا دے گا"...... ٹارجر نے انہیں ساتھ لے کر دروازے تک آتے ہوئے کہا پھر اس نے دروازہ کھول کر باہر موجود آدمی کو بلایا اور اسے کیپٹن شکیل اور صفدر کو خصوصی راستے سے باہر لے جانے کا کہا اور واپس اپنے کمرے میں چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں ٹیکسی میں بیٹھے ڈیسی بار سے واپس اپنے ہوٹل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے وہ دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"آب کیا پروگرام ہے"...... صفدر نے کیپٹن شکیل سے پوچھا۔

"ہوٹل چل کر ڈسکس کریں گے"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور صفدر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل کے کمرے میں پہنچ چکے تھے۔

"تم بہت زیادہ محتاط نظر آ رہے ہو"...... صفدر نے کمرے میں پہنچتے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

"ان ملکوں کے ٹیکسی ڈرائیور اکثر کسی نہ کسی مجرم تنظیم سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے میں ٹیکسی میں بیٹھ کر کوئی بات کرنا مناسب نہ سمجھتا تھا"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے بہرحال تم اس مشن کے لیڈر ہو اور میں تمہارا ماتحت اس لئے تمہاری ہر بات پر آمنا و صدقنا کہنا میرا فرض ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس دیا۔

"ایسی کوئی بات نہیں صفدر کم از کم تمہیں تو ایسی بات نہیں کہنی چاہئے تھی۔ بہرحال ہمیں محتاط رہنا چاہئے کیونکہ ٹاپ ورلڈ کے آدمی لامحالہ ایسے لوگوں کی تلاش میں ہوں گے جن کا تعلق پاکیشیا سے ہو سکتا ہے...... اب تک شاید ہم پر اس لئے ہاتھ نہیں ڈالا گیا کہ ہمارا تعلق کافرستان سے ہے اور ہمارے کاغذات اصل ہیں، ہو سکتا ہے کہ

انہوں نے ہوٹل سے ہمارے کاغذات کی نقلیں حاصل کر کے کافرستان سے اس کی باقاعدہ تصدیق کرائی ہو اور تصدیق ہو جانے کی صورت میں وہ ہماری طرف سے مطمئن ہو گئے ہوں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"کیا مطلب وہاں سے کیسے تصدیق ہو سکتی ہے یہ تو درست ہے کہ کاغذات اصل ہیں لیکن بہرحال اس میں درج کوائف کی تو تصدیق نہیں ہو سکتی"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میری عادت ہے کہ میں کوئی خلا نہیں چھوڑتا اس لئے میں نے پہلے ہی اس کا بندوبست کر لیا تھا کہ اگر کوائف چیک کرائے جائیں تو وہ درست ثابت ہوں"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری گڈ کیپٹن شکیل۔ آج مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم صرف نام کے ہی کیپٹن نہیں ہو بلکہ اسم بامسمیٰ بھی ہو"...... صفدر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

ایسی کوئی بات نہیں اگر میری جگہ تم ہوتے تو تم بھی یہی کچھ کرتے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب بتاؤ کہ اب کیا پروگرام ہے کیا اب فریڈ کے پیچھے اس زہریلے جزیرے پر جانا ہو گا۔ یا"...... صفدر نے کہا۔

"تمہارا کیا مشورہ ہے"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں چیف کو یہ ساری تفصیل بتا دینی چاہئے موکا واقعی انتہائی زہریلا جزیرہ ہے اور وہاں خاص انتظام کئے بغیر جانا حماقت ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ چیف ہمیں اس زہر سے بچنے کی کوئی دوا مہیا کرے گا تب ہمیں وہاں بھیجے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"دوا نہ سہی کوئی سائنسی آلہ سہی بہر حال کچھ تو انتظام کرنا ہی ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن اس جزیرے میں ٹاپ ورلڈ کی بسائی ہوئی بستی اور اس لیبارٹری اور فیکٹری کے بارے میں تفصیلات جب تک معلوم نہ ہوں وہاں پہنچ کر ہم کیا کریں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مجبوری ہے وہاں پہنچ کر ہمیں اس بستی کو خود تلاش کرنا پڑے گا"...... صفدر نے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ صرف یہ سوچ کر مطمئن ہو کر بیٹھ گئے ہوں گے کہ چونکہ اس جزیرے کی آب و ہوا زہریلی ہے اس لئے یہاں کوئی نہیں آسکتا ایسی بات نہیں ہے صفدر اگر وہ لوگ جزیرے کے اندر بستی قائم کر سکتے ہیں انڈر گراؤنڈ لیبارٹری اور فیکٹری بنا سکتے ہیں تو لامحالہ انہوں نے وہاں انتہائی جدید سائنسی حفاظتی اقدامات بھی کر رکھے ہوں گے اس لئے جزیرے کے اندر داخل ہونا تو دور کی بات ہے ہمیں جزیرے کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی مارک کر لیا جائے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے پھر"...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے سنا تھا کہ سارجنٹ بتا رہا تھا کہ وہ ایک خصوصی ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچا تھا خصوصی ہیلی کاپٹر کا مطلب یہی ہے کہ ایسے ہیلی کاپٹر یہاں سے جزیرے پر آتے جاتے رہتے ہوں گے شاید خوراک اور دیگر سامان کی رسد کے لئے ایسا انتظام کیا گیا ہو پھر سارجنٹ وہاں ایک دن اور ایک رات رہ کر بھی آیا ہے اس لئے اس سارجنٹ سے پوری تفصیلات مل سکتی ہیں اور تفصیلات ملنے کے بعد ہی وہاں پہنچنے اور کام کرنے کا کوئی لائحہ عمل تیار کیا جا سکتا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر اس طرح آنکھیں پھاڑ کر کیپٹن شکیل کو دیکھنے لگا جیسے کوئی بچہ کسی شعبدہ باز کو اس وقت دیکھتا ہے جب وہ کوئی عجیب سا شعبدہ دکھا چکا ہو۔

"حیرت ہے تم تو واقعی چھپے رستم ہو یا پھر تمہارا دماغ یہاں روگلی پہنچ کر کچھ زیادہ ہی کام کرنے لگا ہے"...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

"اصل بات یہ ہے کہ جب کسی کے ذمے کوئی ذمہ داری عائد کر دی جاتی ہے تو اسے لامحالہ اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھانے کے لئے اپنے ذہن کو استعمال کرنا پڑتا ہے چونکہ میں روگلی میں رہ چکا ہوں اس لئے چیف نے مجھے یہاں بھیجا ہے ورنہ مجھے یقین ہے کہ سیکرٹ سروس میں سے عمران کے علاوہ چیف کسی کو اس مشن کے

لئے یہاں بھیجتا تو وہ تم ہوتے کیونکہ بہرحال تمہاری ذہانت مسلمہ ہے"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری باتیں سننے کے بعد مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میری ذہانت صرف مسلم نہیں ہے بلکہ مرغ مسلم ہے"...... صفدر نے کہا اور اس بار کیپٹن جیسا آدمی بھی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اگر میں نے غلط بات کی ہے تو مجھے بتاؤ"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"باتیں تو تمہاری سو فیصد درست ہیں لیکن سارجنٹ کو کیسے تلاش کیا جائے گا اب اس ٹارجر سے تو نہیں پوچھا جا سکتا"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں اسی لئے تو میں بھی خاموشی سے چلا آیا تھا لیکن بہرحال یہ بات تو طے ہے کہ سارجنٹ روگلی میں ہی رہتا ہے اور اس کا تعلق کسی ناجائز دھندے سے ہی ہے اس لئے لیڈی ڈیزی سے اس کے بارے میں تو پوچھا جا سکتا ہے"...... کیپٹن نے کہا۔

"کیا بات ہے تم لیڈی ڈیزی کو بار بار یاد کر رہے ہو"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیڈی ڈیزی کو میں اس لئے ترجیح دے رہا ہوں کہ میں اس کی فطرت سے اچھی طرح واقف ہوں ان معاملات میں وہ راز کو راز رکھنے کی قائل ہے اور رقم کے لئے وہ ہر کام کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے صفدر کے فقرے اور لہجے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور

یا اس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور تیزی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈیزی بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی لیڈی ڈیزی کی زسنائی دی۔

"پرنس شکیل بول رہا ہوں لیڈی ڈیزی"...... کیپٹن شکیل نے ت کے مطابق سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس پرنس حکم"...... دوسری طرف سے لیڈی ڈیزی نے چونک پوچھا۔

"یہاں روگلی میں ایک آدمی ہے سارجنٹ خفیہ دھندے میں ث ہے اسے جانتی ہو"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں اچھی طرح جانتی ہوں"...... دوسری طرف سے لیڈی ڈیزی آواز سنائی دی۔

"اس کا فون نمبر اور پتہ چاہئے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"دس ہزار ڈالر کا کام ہے لیکن تم سے پانچ ہزار لوں گی"۔ دوسری رف سے لیڈی ڈیزی نے خالصتاً کاروباری لہجے میں جواب دیتے ہوئے ہا۔

"ٹھیک ہے پہنچا دوں گا"...... کیپٹن شکیل نے سپاٹ لہجے میں واب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن خیال رکھنا کہ میرا نام درمیان میں نہیں آنا چاہئے۔ وہ تہائی کمینہ اور بد خصلت آدمی ہے"...... لیڈی ڈیزی نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ تمہارا نام کسی صورت بھی سامنے نہیں آ
گا"...... کیپٹن شکیل نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"فون نمبر نوٹ کر لو"...... لیڈی ڈیزی نے کہا اور اس کے سا
ہی اس نے ایک فون نمبر بتا دیا۔

"سارجنٹ روزڈم کلب کا مالک ہے۔ یہ کلب منشیات فروشی
روگلی میں سب سے بڑا اڈہ ہے اور بتایا جاتا ہے کہ ساڈان میں منشیا
فروشی کا کاروبار سارجنٹ کی نگرانی میں ہی ہوتا ہے"...... لیڈی ڈیز
نے کہا۔

"یہ فون نمبر جو تم نے بتایا ہے کہاں کا ہے"...... کیپٹن شکیل ۔
پوچھا۔

"روزڈم کلب میں اس کا علیحدہ خصوصی دفتر ہے۔ جہاں اس کی
مرضی کے بغیر کوئی نہیں جا سکتا۔ وہ خو دہیں بیٹھتا ہے۔ یہ فون نم
اسی دفتر کا ہے"...... لیڈی ڈیزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فریڈ کو جانتی ہو"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ہاں"...... لیڈی ڈیزی نے مختصر سا جواب دیا۔

"کیا وہ اس سارجنٹ کا بزنس پارٹنر ہے"...... کیپٹن شکیل نے
پوچھا۔

"فریڈ کے بارے میں تفصیلات حاصل کرنے کے لئے تمہیں پندر
ہزار ڈالر خرچ کرنے ہوں گے۔ وہ اس سارجنٹ سے کہیں بڑی اسا
ہے"...... دوسری طرف سے لیڈی ڈیزی نے کہا۔

"او کے۔ بیس ہزار ڈالر ہو گئے۔ پہنچ جائیں گے"...... کیپٹن
ین نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کب"...... لیڈی ڈیزی نے کہا۔

"ابھی دو گھنٹے بعد۔ وعدہ رہا"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تو سنو۔ فریڈ ویسے تو ایک خفیہ بین الاقوامی تنظیم ٹاپ ورلڈ کا
ن ہے۔ اس کا باقاعدہ یہاں ہیڈ کوارٹر تھا لیکن پچھلے دنوں اچانک
معلوم وجوہات کی بنا پر ہیڈ کوارٹر کو ختم کر دیا گیا اور فریڈ روگلی چھوڑ
کسی نامعلوم مقام کی طرف چلا گیا ہے۔ شاید ایسا اس لئے ہوا ہو گا
اسے اپنے طاقتور دشمن سے خطرہ لاحق ہو گیا ہو گا۔ بہرحال وہ روگلی
ں موجود نہیں ہے اور یہ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں ہے اور ہاں۔
ں منشیات کے کاروبار کا اصل سربراہ بھی فریڈ ہی ہے جبکہ عملی طور پر
چارج سارجنٹ ہے"...... لیڈی ڈیزی نے کہا۔

"کیا حکومت ساڈان اس بارے میں کوئی اقدامات نہیں کرتی۔
را مطلب ہے منشیات کے سلسلے میں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ لوگ عام قسم کی منشیات سپلائی نہیں کرتے۔ انہوں نے ایک
یب چکر چلا رکھا ہے۔ ایک جان بچانے والی دوا انہوں نے باقاعدہ
ومت کے محکمہ صحت سے رجسٹرڈ کرا رکھی ہے۔ اس دوا کا نام میکیم
ہے۔ یہ واقعی ایک قیمتی دوا ہے اور ہسپتالوں میں عام استعمال ہوتی
ہے لیکن انہوں نے اس میکیم کی آڑ میں منشیات کا کاروبار کر رکھا ہے۔
بہ ایک خاص قسم کی منشیات کسی خفیہ فیکٹری میں تیار کراتے ہیں

جس کا نام ایس میکم یا سپر میکم ہے اصل کاروبار سپر میکم کا ہوتا ہے
اس لئے حکومت انہیں کچھ نہیں کہہ سکتی اور یقیناً انہوں نے اعلیٰ سطح
اس کے بارے میں تحفظ کے لئے خصوصی اقدامات بھی کر رکھے ہو
گے"...... لیڈی ڈیزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ رقم پہنچ جائے گی"...... کیپٹن شکیل
کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ہاتھ اٹھایا۔ جب دوبارہ ٹون سنائی دی
کیپٹن شکیل نے لیڈی ڈیزی کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع
کر دیئے۔

"یس"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سارجنٹ سے بات کراؤ"...... کیپٹن شکیل نے لہجہ بدل کر
مقامی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کون بات کرنا چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"کیپٹن بول رہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کون کیپٹن"...... دوسری طرف سے اس بار انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"سارجنٹ جانتا ہے اور سنو۔ مزید سوالات بند کرو اور سارجنٹ
سے بات کراؤ"...... اس بار کیپٹن شکیل نے ایسے سرد اور سخت لہجے
میں کہا کہ ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر کے جسم میں بھی بے اختیار سردی کی
لہر دوڑ گئی۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس بار قدرے گھبرائے ہوئے

لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ سارجنٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ
آواز سنائی دی اور کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں ہی پہچان گئے کہ یہ
آواز اسی سارجنٹ کی ہے جو انہوں نے ٹارجر کے آفس میں سنی تھی۔

"مسٹر سارجنٹ میرا نام کیپٹن ہے اور میرا تعلق ناراک سے
ہے"...... کیپٹن شکیل نے اس بار ایکریمی لہجے میں بات کرتے ہوئے
کہا۔

"اچھا ہو گا۔ پھر آپ نے کس لئے فون کیا ہے اور میرا یہ فون نمبر
آپ کو کس نے دیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہمارا تعلق ایس میکم والے شعبے سے ہے مسٹر سارجنٹ اور ہم
ناراک کے لئے ایک بہت بڑا سودا آپ سے کرنے کے خواہشمند
ہیں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر"...... سارجنٹ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"مسٹر سارجنٹ۔ خواہ مخواہ کی حیرت اور سوال جواب میں وقت
ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جو لوگ یہ کاروبار کرتے ہیں ان
کے لئے ایک دوسرے کو جاننا کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔ اس لئے آپ ان
سوالات کی بجائے ملاقات کا فوری طور پر وقت دیں اور جگہ بتائیں تاکہ
بات چیت فائنل کی جا سکے"...... کیپٹن شکیل نے اسی طرح سرد لہجے
میں کہا۔

"کتنا بڑا سودا کرنا چاہتے ہیں آپ۔ کوئی اندازہ"...... اس بار

سارجنٹ نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"آپ کے تصور سے بھی شاید بڑا سودا۔ہم آپ کی مکمل پروڈکشن ایک سال کے لئے صرف اپنے لئے بک کرانا چاہتے ہیں۔لیکن اس کے لئے آپ کو ہمارے ساتھ خصوصی رعایت کرنی ہوگی۔چھ ماہ کا ایڈوانس دیا جائے گا اور چھ ماہ بعد پھر چھ ماہ کا ایڈوانس"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"مکمل پروڈکشن۔کیا آپ کو اندازہ ہے کہ مکمل پروڈکشن کتنی ہے"...... اس بار سارجنٹ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"ہمیں تو اندازہ کیا سب کچھ معلوم ہے۔البتہ آپ کو ابھی تک پورا اندازہ نہیں ہے کہ ہم کتنے بڑے سپلائر ہیں۔ایس ٹی ایس کی پروڈکشن سے تو آپ کے ایس میکیم کی پروڈکشن زیادہ نہ ہوگی اور آپ کی اطلاع کے لئے بتا دیں کہ ایس ٹی ایس پورے یورپ اور ایکریمیا میں ہمارے توسط سے فروخت ہوتی ہے۔ہمارا ان سے دس سال کا معاہدہ ہے"۔ کیپٹن شکیل نے ایک اور مشہور ترین منشیات کا نام لیتے ہوئے کہا۔وہ اس ماہرانہ انداز میں سارجنٹ سے بات آگے بڑھا رہا تھا کہ صفدر دل ہی دل میں اس کی ذہانت کا قائل ہوتا چلا جا رہا تھا۔

"اوہ۔اوہ۔یہ بات ہے۔تب ٹھیک ہے لیکن آپ کہاں سے بول رہے ہیں"...... اس بار سارجنٹ کے لہجے میں مرعوبیت نمایاں ہو چکی تھی۔

"مسٹر سارجنٹ۔ہماری بات چھوڑیں۔آپ ہمیں جگہ بتائیں اور

وقت۔ہم خود پہنچ جائیں گے۔لیکن ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے اس لئے جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ ملاقات ہونی چاہئے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"آپ میرے کلب آجائیں۔ابھی اسی وقت"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ہم آرہے ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے ملاقات خفیہ رہے۔اس کا طریقہ آپ خود بتا دیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"آپ کلب کے بیرونی گیٹ پر موجود دربان سے صرف اتنا کہیں کہ آپ بلیک ٹائیگر سے ملنا چاہتے ہیں۔وہ آپ کو میرے پاس پہنچا دے گا اور کسی کو علم نہ ہو سکے گا"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ایک بات اور بتا دوں کہ ہم دو آدمی ہیں اور ہم نے خفیہ رہنے کے لئے ایشیائی میک اپ کر رکھا ہے تاکہ آپ سے ہونے والی ڈیل مکمل طور پر خفیہ رہ سکے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔اچھا ٹھیک ہے۔یہ واقعی انتہائی ذہانت آمیز بات ہے۔ٹھیک ہے۔آپ آجائیں۔میں انتظار کر رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کیپٹن شکیل نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"ایشیائی ہونے سے کہیں وہ چونک نہ پڑے۔آخر وہ فریڈ کا ساتھی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔مجھے یقین ہے کہ فریڈ اس سے ٹاپ ورلڈ کے بارے میں کوئی بات نہ کرتا ہوگا اور یہاں ہوٹل میں میک اپ کا سامان موجود

نہیں ہے اور ہمارے پاس اتنا وقت بھی نہیں ہے کہ ہم میک اپ
سامان خرید کر میک اپ کریں اور پھر اس کے پاس پہنچیں۔ میں جلدا
جلد اس معاملے کو نمٹا لینا چاہتا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا او
کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ صفدر نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور اٹھ کر
کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک بار پھر ٹیکسی میں بیٹھے روزڈہ
کلب کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو آرام کرسی پر نیم دراز لارڈ واسکر نے چونک
کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم
کا آدمی اندر داخل ہو رہا تھا۔

"آؤ فریڈ۔ خیریت۔ اس طرح اچانک تمہاری آمد پر میں چونک پڑتا
ہوں"...... لارڈ واسکر نے سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے آنے والے سے
کہا۔

"لارڈ۔ ایک اہم اطلاع ملی ہے"...... آنے والے نے جو کہ فریڈ تھا
لارڈ کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کیسی اطلاع"...... لارڈ نے چونک کر پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس ٹاپ ورلڈ اور زیرو پوائنٹ کے بارے میں
معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے"...... فریڈ نے کہا تو
لارڈ بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... لارڈ کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"بظاہر تو ممکن نہ تھا لیکن اس کے باوجود یہ لوگ اسے ممکن بنا لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں"...... فریڈ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسے۔ تفصیل سے بتاؤ"...... لارڈ نے اس بار انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تفصیل تو بہت لمبی چوڑی ہے۔ مختصر طور پر اتنا بتا دیتا ہوں کہ دو کافرستانی جن میں سے ایک کا نام صفدر اور دوسرے کا نام شکیل ہے روگلی پہنچے۔ میرے آدمیوں نے انہیں چیک کیا۔ ان کے کاغذات درست ثابت ہوئے حتیٰ کہ ان کے کاغذات میں درج کوائف کی کافرستان سے تصدیق کرائی گئی۔ کوائف بھی درست ثابت ہوئے اس لئے میرے آدمیوں نے ان کی چیکنگ ختم کر دی۔ لیکن پھر مجھے اچانک اطلاع ملی کہ سر میکیم میں ہمارا بزنس پارٹنر سارجنٹ اپنے دفتر میں مردہ پایا گیا ہے اور اس سے آخری بار ملنے دو ایشیائی آئے تھے جب ان کے حلیے معلوم کرائے گئے تو یہ دونوں وہی کافرستانی تھے۔ ٹارجر کی لاش جس حالت میں ملی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس پر انتہائی ماہرانہ انداز میں تشدد کیا گیا ہے۔ اس کی ناک کے دونوں نتھنے کٹے ہوئے تھے اور پیشانی پر شدید ضربوں کے نشانات تھے اور اس کا چہرہ انتہائی تکلیف کی شدت سے مسخ ہو چکا تھا۔ میرے ذہن میں یہ اطلاع ملتے ہی خدشہ ابھرا کہ یہ دونوں کافرستانی نہیں بلکہ پاکیشیا سیکرٹ

سروس کے ارکان ہوں گے اور انہوں نے ہم سے بچنے کے لئے کافرستانی کاغذات تیار کرائے ہوں گے چنانچہ میں نے ان کی تلاش کا بھی حکم دے دیا اور ساتھ ہی اپنے آدمیوں کو اس بات کی تاکید بھی کر دی کہ ان دونوں کی اب تک کی سرگرمیوں کو بھی چیک کیا جائے۔ بعد میں اطلاع ملی کہ وہ دونوں سارجنٹ سے ملنے کے بعد روگلی سے ایکریمیا چلے گئے ہیں۔ ایئرپورٹ پر ان کے واپس جانے کا جو ریکارڈ ہے اس کے مطابق وہ اسی روز روگلی سے ایکریمیا فلائی کر گئے ہیں۔ ان کی سرگرمیوں کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ روگلی میں سارجنٹ کے علاوہ لیڈی ڈیزی سے بھی ملے ہیں۔ لیڈی ڈیزی مخبری کا دھندہ کرنے والی عورت ہے۔ میرے آدمیوں نے اس سے معلومات حاصل کیں تو اس نے بتایا کہ ان دونوں میں سے ایک جس کا نام پرنس شکیل ہے وہ طویل عرصہ پہلے روگلی کی جرائم پیشہ دنیا میں کام کر چکا ہے۔ بہرحال لیڈی ڈیزی سے وہ کانسٹائن کے کسی امریکی دوست کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن لیڈی ڈیزی چونکہ اس بارے میں کچھ نہ جانتی تھی اس لئے وہ ان کی کوئی مدد نہ کر سکی البتہ بعد میں پرنس شکیل نے اس سے فون پر سارجنٹ کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں۔ لیڈی ڈیزی کے علاوہ وہ ڈیسی بار کے ٹارجر سے بھی ملے جو کانسٹائن کا انتہائی گہرا دوست تھا اور روگلی کی جرائم پیشہ دنیا کا ایک بڑا آدمی ہے۔ میرے حکم پر ٹارجر کو اس کی بار سے اغوا کیا گیا اور اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا تو اس نے بتایا کہ وہ دونوں اس سے ملے تھے اور

اس نے ان سے متاثر ہو کر بتا دیا تھا کہ کانسٹائن نے ایم سی ٹاپ ورلڈ کے لئے پاکیشیا سے چوری کرایا تھا اور پھر کانسٹائن ہلاک ہو گیا اور ٹاپ ورلڈ کا ہیڈ کوارٹر آف کر دیا گیا۔ پھر اس نے سارجنٹ سے ان کے سامنے زیرو پوائنٹ کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اس کے بعد وہ دونوں چلے گئے اور مزید اطلاعات کے مطابق انہوں نے ٹارچر سے ملنے کے بعد لیڈی ڈیزی سے سارجنٹ کے بارے میں معلومات حاصل کیں پھر وہ سارجنٹ سے ملے اور اس پر تشدد کر کے وہ غائب ہو گئے"...... فریڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ان دونوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ علم ہو گیا ہے کہ کانسٹائن کے ذریعے ٹاپ ورلڈ نے ایم سی حاصل کیا ہے اور ٹاپ ورلڈ کا باس تم اور اس کا چیف باس میں ہوں اور ہم دونوں یہاں زیرو پوائنٹ پر موجود ہیں"...... لارڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یس باس اور مجھے یقین ہے کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس پوری قوت سے یہاں ریڈ کرے گی"...... فریڈ نے کہا۔

"لیکن یہاں وہ کس طرح داخل ہو سکتے ہیں۔ اس جزیرے کی آب وہوا انتہائی زہریلی ہے اور پھر یہاں ایسے حفاظتی انتظامات ہیں کہ وہ اگر یہاں آئیں گے تو لامحالہ موت کے گھاٹ اتر جائیں گے"...... لارڈ نے کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں مطمئن ہو کر

نہیں بیٹھ جانا چاہئے۔ میں نے آپ کو پہلے بتایا تھا کہ یہ لوگ بھوتوں کی طرح کام کرتے ہیں۔ اب آپ نے خود دیکھ لیا ہے کہ جس راز کو چھپانے کے لئے ہم نے پہلے کانسٹائن کا روگی میں اس پورے سیٹ اپ کا خاتمہ کر دیا جو ایم سی لایا تھا۔ پھر کانسٹائن کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد ٹاپ ورلڈ کا ہیڈ کوارٹر ختم کیا اور یہاں آ گئے۔ لیکن انہوں نے اس سب پیش بندی کے باوجود اصل حقائق کے بارے میں حتمی اور مصدقہ معلومات حاصل کر لیں"...... فریڈ نے کہا۔

"تمہاری بات واقعی درست ہے۔ ہمیں ان کے بارے میں کسی خوش فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہئے اور مجھے یقین ہے کہ میرے پاس آنے سے پہلے تم نے اس سلسلے میں یقیناً کوئی پیش بندی کر لی ہو گی"...... لارڈ نے کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے اس سلسلے میں خاصا غور کیا تھا اور میں نے اپنے ذہن میں ایک خاص منصوبہ بھی تیار کیا ہے لیکن اس کی منظوری آپ سے لینا ضروری ہے"...... فریڈ نے کہا۔

"کھل کر بات کرو۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے"...... لارڈ نے جواب دیا۔

"باس۔ میرا منصوبہ یہ ہے کہ ہم زیرو پوائنٹ میں واقع فیکٹری اور لیبارٹری کو بند کر کے مکمل طور پر کیموفلاج کر دیں اور آپ اور میں ایم سی سمیت فوراً یہاں سے نکل کر کسی نامعلوم جگہ پر چلے جائیں۔ کسی ایسی جگہ جس کا آپ کے اور میرے علاوہ کسی اور کو علم نہ ہو"۔ فریڈ

نے کہا تو لارڈ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا مطلب۔ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اس قدر خوفزدہ ہو چکے ہو کہ اب اس اہم ترین پراجیکٹ کو بھی ختم کرنا چاہتے ہو"۔ لارڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے ختم کرنے کی بات نہیں کی باس۔ بند کر کے کیموفلاج کرنے کی بات کی ہے"...... فریڈ نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ خوف کی وجہ سے تمہارا ذہن ماؤف ہو گیا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اس لیبارٹری اور فیکٹری کی بنا پر ہی ٹاپ ورلڈ کی اہمیت ہے اور یہاں اس وقت کس ہتھیار پر کام ہو رہا ہے اور اس ہتھیار کے لئے ہم نے ایم سی چوری کرایا ہے۔ اب اس ساری ریسرچ کو ختم کر دیں۔ سائنسدانوں کو یہاں سے نکال دیں اور جزیرے کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کھلا چھوڑ دیں۔ یہی مطلب ہے ناں تمہارا"...... لارڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"یہ ضروری ہے لارڈ۔ ورنہ یہ سب کچھ تباہ بھی ہو سکتا ہے"۔ فریڈ نے جواب دیا۔

"نہیں۔ ایسا ناممکن بھی ہے اور ناقابل عمل بھی۔ اس طرح تو اب تک کا ہمارا سارا کیا کرایا بھی ختم ہو جائے گا اور ہم چند افراد کے خوف سے چھپتے پھریں گے۔ یہ جگہ دنیا میں سب سے محفوظ ہے اور اگر یہ محفوظ نہیں ہے تو پھر دنیا بھر میں اور کوئی جگہ بھی محفوظ نہیں ہے"...... لارڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ چند افراد دنیا بھر کی تنظیموں پر بھاری ہیں"...... فریڈ نے کہا۔

"نہیں۔ ہرگز نہیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ تم جاؤ اور کوئی اور بہتر منصوبہ بنا کر میرے پاس لے آؤ۔ جاؤ"...... لارڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... فریڈ نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ چند لمحے وہ کھڑا سوچتا رہا پھر تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"نانسنس۔ یہ خوف سے پاگل ہو گیا ہے"...... لارڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سامنے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بلاشر کو میرے پاس بھیج دو"...... لارڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"کم ان"...... لارڈ نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"بیٹھو"...... لارڈ نے کہا اور آنے والا نوجوان مؤدبانہ انداز میں اسی کرسی پر بیٹھ گیا جس پر چند لمحے پہلے فریڈ بیٹھا ہوا تھا۔

"تم زیرو پوائنٹ کے انتظامی انچارج ہو۔ مجھے بتاؤ کہ اگر چند افراد جن کی تعداد آٹھ دس ہو۔ اس جزیرے پر ہمارے خلاف کوئی مشن لے کر آئیں تو تم انہیں کیسے روکو گے"...... لارڈ نے کہا۔

"یہاں جزیرے پر"....... بلاشر نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں یہاں جزیرے پر"....... لارڈ نے کہا۔

" یہاں تو کسی کا آنا ناممکن ہے باس"....... بلاشر نے بڑے حتمی لہجے میں کہا۔

"اگر ایسا ممکن ہو تب"....... لارڈ نے کہا۔

" باس یہاں جزیرے کے چاروں طرف ایسے آلات نصب ہیں جو جزیرے کے چاروں طرف ایک میل تک بڑے سے بڑے بحری جنگی جہاز کے ایک لمحے میں پرخچے اڑا سکتے ہیں ۔اسی طرح اس جزیرے پر سے گزرنے والے کسی بھی ہیلی کاپٹر یا جہاز چاہے وہ کسی بھی قسم کا ہو اسے ایک لمحے میں تباہ کیا جا سکتا ہے ۔اس کے باوجود اگر کوئی آدمی جزیرے پر پہنچ جائے تو یہاں جنگلات میں جگہ جگہ ایسے خفیہ آلات نصب ہیں کہ وہ فوری طور پر مارک ہو جائے گا اور میکانکی انداز میں اس پر چاروں طرف سے فائر کھول دیا جائے گا۔ پھر جزیرے کی زہریلی آب وہوا ویسے بھی اسے زندہ نہیں رکھ سکتی"....... بلاشر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" زہریلی آب وہوا کی بات چھوڑو ۔اب ایسے گیس ماسک ایجاد ہو چکے ہیں جو نہ صرف زہریلی ہوا سے انسان کو بچا سکتے ہیں بلکہ اس کے اندر ایسا خودکار نظام بھی موجود ہے کہ وہ ہوا کو زہر سے پاک کر کے بھی گیس ماسک پہنے ہوئے آدمی تک پہنچا سکتے ہیں"....... لارڈ نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن اس کے باوجود یہاں انتہائی سخت

سائنسی حفاظتی اقدامات بھی موجود ہیں اور پھر یہاں ایسے آدمیوں کو ہلاک کرنے کے لئے انتہائی تربیت یافتہ افراد بھی موجود ہیں"۔ بلاشر نے کہا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہو"....... لارڈ نے پوچھا۔

" صرف سنا ہوا ہے کہ وہ انتہائی فعال اور خطرناک سروس ہے"....... بلاشر نے کہا۔

" اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے آئے تب"....... لارڈ نے کہا۔

" چاہے کوئی بھی ہو باس ۔یہاں آنے والا کوئی انسان کسی صورت بھی موت سے نہیں بچ سکتا ۔یہ بات تو طے ہے"....... بلاشر نے جواب دیا۔

" لیکن فریڈ ان سب انتظامات کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہے ۔اس کی کیا وجہ ہے"....... لارڈ نے کہا۔

" باس فریڈ ساؤان کی سیکرٹ ایجنسی میں طویل عرصے تک کام کرتے رہے ہیں ۔اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے مجھ سے زیادہ بہتر طور پر واقف ہوں لیکن اس کے باوجود میرا خیال ہے کہ وہ لوگ چاہے کیسے بھی کیوں نہ ہوں اس جزیرے پر انہیں موت ہی کھینچ لائے گی"....... بلاشر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ۔کمرے کا دروازہ کھلا اور

فریڈ اندر داخل ہوا۔ بلاشر اسے آتا دیکھ کر احتراماً کھڑا ہو گیا۔

" بیٹھو بلاشر"....... فریڈ نے بلاشر سے کہا اور بلاشر دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

" میں نے بلاشر سے یہاں کے انتظامات کی تفصیلات معلوم کی ہیں ان تفصیلات کے مطابق تو یہاں اول تو وہ داخل ہی نہیں ہو سکتے اور اگر داخل ہو جائیں تو زندہ نہیں بچ سکتے"....... لارڈ نے فریڈ سے مخاطب ہو کر کہا جو اس دوران کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"یہاں واقعی ایسے انتظامات ہیں باس کہ پوری فوج بھی یہاں آ کر ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ لیکن جو کچھ میں اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جانتا ہوں وہ آپ یا بلاشر نہیں جانتا۔ خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والے ایک آدمی علی عمران کی شہرت تو پوری دنیا میں ہے۔ بہرحال میں نے آپ کی بات پر ٹھنڈے دل سے سوچا ہے۔ واقعی ہمیں یہاں کی لیبارٹری اور فیکٹری کو اس طرح بند کرنے سے ناقابل تلافی نقصان ہو گا۔ اس لئے میں نے اپنی پہلے والی رائے بدل دی ہے البتہ مزید حفاظت اور یہاں آنے والے افراد کے خاتمے کے لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں اس جزیرے پر موجود پہلے سے انتظامات کے ساتھ ساتھ مزید خصوصی انتظامات کرنے ہوں گے اور ان انتظامات کے تحت آپ اب مستقل طور پر نیچے فیکٹری میں رہیں گے۔ میں اور بلاشر اوپر رہیں گے اور تمام سیکورٹی انتظامات کو سپر کمپیوٹر کے ساتھ منسلک کر کے آٹومیٹک کر دیا جائے گا تاکہ یہ لوگ ہماری کسی

غلطی کا فائدہ نہ اٹھا سکیں"....... فریڈ نے جواب دیا۔

" میں تمہارے ساتھ رہوں گا اور خود ان لوگوں کا خاتمہ ہوتے دیکھوں گا اور تمہیں کنٹرول بھی کرتا رہوں گا"....... لارڈ نے کہا۔

" جیسے آپ کی مرضی جناب۔ آپ بہرحال مالک ہیں"....... فریڈ نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ تمہارا یہ منصوبہ درست بھی ہے اور قابل عمل بھی اس پر فوری عمل درآمد شروع کر دو۔ بلاشر کو خصوصی ہیلی کاپٹر پر ایکریمیا بھجوا دو تاکہ وہاں سے سپر کمپیوٹر یہاں لایا جا سکے"....... لارڈ نے کہا۔

" بلاشر کو جانے کی ضرورت نہیں ہے باس۔ میں نے فون کر کے اس کا انتظام کر لیا ہے۔ ہمارا ایک خصوصی ہیلی کاپٹر بوڈال میں موجود ہے۔ ایکریمیا سے سپر کمپیوٹر خصوصی جیٹ طیارے کے ذریعے ایک گھنٹے کے اندر اندر بوڈال پہنچ جائے گا جہاں سے ہمارا آدمی اس خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے اسے یہاں پہنچا دے گا اور پھر اس کی تنصیب میں صرف چند گھنٹے لگیں گے۔ اس طرح آج رات سے پہلے پہلے یہ سب کچھ مکمل ہو جائے گا اور اس کے بعد اس جزیرے سے باہر اپنے تمام سیٹ اپ کو مکمل طور پر آف کر دیں گے تاکہ ہمارے کسی بھی واسطے کے ذریعے وہ لوگ یہاں تک نہ پہنچ سکیں"....... فریڈ نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ تم نے اس بار واقعی اچھی ذہنی صلاحیتوں کا اظہار

کیا ہے۔ ورنہ پہلے تو میں گھبرا گیا تھا کہ اگر تم اس قدر خوفزدہ ہو تو ان لوگوں کا مقابلہ کیسے کرو گے"...... لارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آئی ایم سوری لارڈ کہ آپ کو میری وجہ سے پریشانی ہوئی"۔ فریڈ نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ اب تم دونوں جا سکتے ہو۔ جب سپر کمپیوٹر نصب ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔ اس کے بعد میں مستقل طور پر ماسٹر کنٹرول روم میں بیٹھوں گا"...... لارڈ نے کہا اور بلاشر اور فریڈ دونوں اٹھے اور لارڈ کو سلام کر کے مڑے اور کمرے سے باہر چلے گئے۔ اب لارڈ کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے جیسے وہ ذہنی طور پر پوری طرح مطمئن ہو گیا ہو۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا۔ کرسی پر بیٹھا ہوا بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیپٹن شکیل اور صفدر کی طرف سے کوئی رپورٹ آئی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں آئی"۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور فون کو اپنی طرف کھسکا کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ انٹرنیشنل ایمنسٹی سپیشل برانچ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ خشک سا تھا۔

"سپیشل برانچ کا مطلب کہیں یہ تو نہیں کہ اس برانچ میں کام

کرنے والوں کے گلے بھی سپیشل ہوں۔ بغیر گریس کے"....... عمران نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کون صاحب بات کر رہے ہیں اور کہاں سے"....... اس بار دوسری طرف سے بولنے والی کے لہجے میں غصے کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"میرا نام ڈم ڈم ڈیگا ڈیگا ہے"....... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔ لاؤڈر کی وجہ سے وہ دوسری طرف سے آنے والی آواز بھی سن رہا تھا اور اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اسے دوسری طرف سے بولنے والی خاتون سے ہمدردی پیدا ہو رہی ہے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران جب اپنے خاص موڈ میں آجائے تو پھر مقابل کو اپنی بوٹیاں خود ہی نوچنا پڑ جاتی ہیں۔

"ڈم ڈم ڈیگا ڈیگا۔ یہ کیسا نام ہے"....... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"کیوں۔ یہ نام کیوں نہیں ہو سکتا۔ اس میں کیا خرابی ہے۔ انتہائی میوزیکل سا نام ہے اور اب تو پوری دنیا میوزیکل ہوتی جا رہی ہے"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کہاں سے بول رہے ہیں"....... دوسری طرف سے بولنے والی نے اس بار زچ ہونے کے سے انداز میں کہا۔

"طبلے کی پہلی تال سے بول رہا ہوں"....... عمران نے جواب دیا۔

"طبلے کی پہلی تال۔ کیا مطلب"....... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"آپ انٹرنیشنل ادارے میں ملازم ہیں اس لئے آپ کو پوری دنیا میں میوزک کے لئے استعمال ہونے والے آلات کے بارے میں علم ہونا چاہئے۔ بہرحال میں بتا دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کے ہاں ڈرم بجایا جاتا ہے تو ہمارے ہاں طبلہ بجتا ہے اور طبلہ تیرہ مختلف انداز سے بجایا جا سکتا ہے جسے ہم تال کہتے ہیں"....... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"نانسنس۔ کیا تم پاگل ہو"....... دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"پہلی تال پر ہی بھاگ گئی۔ ابھی تو بارہ تالیں باقی رہتی تھیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کریڈل دبا دیا۔

"آپ شاید مارکم سے بات کرنا چاہتے ہیں"....... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ پچھلی بار جب مارکم سے بات ہوئی تھی تو میں نے اس سے اس کا براہ راست نمبر لے لیا تھا۔ یہ محترمہ شاید اس کی پرسنل سیکرٹری ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کریڈل سے ہاتھ اٹھا کر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ انٹرنیشنل ایمنسٹی سپیشل برانچ"....... وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"مسٹر مارکم سے بات کرائیں"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کون صاحب بول رہے ہیں"...... دوسری طرف سے اسی طرح روٹین میں پوچھا گیا۔

"ڈم ڈم ڈیگا ڈیگا"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ پھر......" دوسری طرف سے بولنے والی نے ایک بار پھر احتجاج کرنے کے سے انداز میں کہا۔

"مارکم سے بات کراؤ"...... عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر"...... اس بار دوسری طرف سے گھبرائی ہوئی سی آواز سنائی دی۔ وہ شاید عمران کے سرد لہجے سے ہی گھبرا گئی تھی۔

"ہیلو۔ مارکم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد مارکم کی آواز سنائی دی۔

"کتنی کمی رہ گئی ہے مار میں۔ مجھے بتاؤ۔ میں پوری کرا دیتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کون بول رہے ہیں آپ"...... دوسری طرف سے مارکم کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ڈم ڈم ڈیگا ڈیگا"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا بکواس ہے۔ کیا تم پاگل ہو"...... اس بار مارکم کے لہجے میں غصہ تھا۔

"اگر میں پاگل ہوتا تو جینی میری بات مان کر تم سے شادی کیسے کرتی۔ لیکن میں نے تو جینی سے کہا تھا کہ ابھی مار کی کمی رہ گئی ہے جو اسے پوری کرنی ہے۔ لیکن تم ویسے کے ویسے ہی مارکم ہو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم۔ اوہ۔ اوہ کہیں تم علی عمران تو نہیں ہو"...... مارکم کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"دیکھا۔ جینی کا نام آتے ہی تمہاری یادداشت نے کام کرنا شروع کر دیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ تم۔ لیکن یہ ڈم ڈم اور یہ ڈیگا ڈیگا کیا ہوتا ہے۔ کیا تم نے نام بدل لیا ہے"...... اس بار دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"میں نے سوچا کہ وہ آوازیں تم جلدی پہچان لو گے جو تمہاری کھوپڑی پر جینی کی جوتیاں پڑنے سے تمہارے حلق سے نکلتی ہوں گی لیکن شاید اب تم ان آوازوں سے مانوس ہو چکے ہو"...... عمران نے جواب دیا تو مارکم بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"پچھلی بار میں نے تمہیں کہا تھا کہ میں آجکل بے حد مصروف رہتا ہوں۔ اس لئے مجھ سے فضول باتیں نہ کیا کرو۔ لیکن تم باز نہیں آئے اب دیکھو خواہ مخواہ اتنا وقت ضائع کر دیا"...... مارکم کی جھنجھلاتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"تمہارا ادارہ بین الاقوامی مجرموں کے خلاف کام کرنے کے لئے بنایا گیا تھا لیکن تمہاری مصروفیت بجائے مجرموں کے خلاف کام

کرنے کے بس خوبصورت اور سریلی پرسنل سیکرٹری سے گفتگو اور
باتصویر رسالے پڑھنے تک ہی محدود ہو گئی ہے"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم میرے بارے میں یہ سب کچھ نہیں کہہ سکتے ۔ اس لئے کہ
میری پرسنل سیکرٹری کا انتخاب جینی نے خود کیا ہے اور تم جانتے ہو کہ
جینی کس قدر خوبصورت لیڈی سیکرٹری کا انتخاب کر سکتی ہے ۔ باقی
رہے باتصویر رسالے ۔ تو واقعی تصویریں میرے مقدر میں ہیں لیکن
خوبصورت لڑکیوں کی نہیں بلکہ انتہائی خطرناک اور خوفناک چہروں
والے مجرموں کی تصویریں"...... مارکم نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے
کہا۔

" تمہاری بیوی جینی تو اس دلیل سے قائل ہو سکتی ہے لیکن میں
نہیں ۔ مجھے معلوم ہے کہ تم حسینہ عالم کو دیکھنے کے بعد بھی کہو گے
کہ یہ حسینہ عالم ایک بہت بڑے مجرم گروپ کی سربراہ ہے"۔ عمران
نے کہا تو دوسری طرف سے مارکم بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" تم سے خدا سمجھے ۔ تم واقعی مجسم شیطان ہو اور ایک وہ جینی ہے جو
میری بجائے تمہاری بات پر زیادہ یقین کرتی ہے ۔ بہرحال بولو ۔ کیسے
فون کیا ہے کیونکہ میں نے ایک انتہائی ضروری میٹنگ میں شرکت
کرنی ہے"...... مارکم نے کہا۔

" ایک تنظیم ہے ٹاپ ورلڈ جس کا سربراہ کوئی فریڈ نامی آدمی ہے
جس کا ہوٹل برائٹ سٹار ساڈان کے دارالحکومت روگلی میں ہے ۔ مجھے

اس تنظیم کے بارے میں تفصیلات چاہئیں"...... عمران نے بھی اس
بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ٹاپ ورلڈ خاصی معروف تنظیم ہے ۔ اس کا اصل سربراہ کوئی لارڈ
واسکر ہے جو کبھی سامنے نہیں آیا ۔ صرف اس کا نام سنا جاتا ہے ۔ روگلی
میں ہی ان کا ہیڈ کوارٹر ہے ۔ عملی طور پر اس کا انچارج فریڈ ہی ہے ۔ یہ
فریڈ ساڈان کی سرکاری ایجنسی میں طویل عرصے تک کام کر چکا ہے ۔
خاصا ذہین ۔ ہوشیار اور محتاط آدمی سمجھا جاتا ہے ۔ یہ تنظیم انتہائی جدید
ترین اسلحے کو ڈیل کرتی ہے ۔ ایسا اسلحہ جسے سپر پاورز انتہائی خفیہ
رکھتی ہیں"...... مارکم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ان کی یہ اسلحہ ساز فیکٹری کہاں ہے"...... عمران نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

" اس بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں ۔ اس بارے میں
معلومات حاصل کرنے کی کوششیں بھی کی گئیں لیکن کچھ معلوم نہیں
ہو سکا"...... مارکم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے ۔ بے حد شکریہ ۔ جینی کو میری طرف سے سلام دے
دینا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" اگر اس فیکٹری کے بارے میں حتمی طور پر معلوم ہو جائے تو
مسئلہ حل ہو سکتا ہے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ایم سی اسی فیکٹری میں ہی
لے جایا گیا ہوگا"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر
ہلا دیا۔

کیپٹن شکیل کو کال کرنا پڑے گا۔وہ نجانے وہاں روگلی میں کیا کر رہا ہے۔اس کی طرف سے کوئی نہ کوئی رپورٹ اب تک آجانی چاہئے تھی"...... عمران نے کہا۔

"اگر آپ کہیں تو ٹرانسمیٹر پر اس سے رابطہ کیا جائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔میرے خیال میں بات ہو جائے تو اچھا ہے تاکہ آگے بڑھنے کے لئے کوئی لائحہ عمل تو بنایا جا سکے"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر پر کیپٹن شکیل کی اور ملک ساڈان کی خصوصی فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو۔ہیلو۔چیف کالنگ۔اوور"...... عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر کے کال دیتے ہوئے کہا لیکن دوسری طرف سے کال رسیو نہ کی جا رہی تھی۔عمران کافی دیر تک کال دیتا رہا لیکن جب دوسری طرف سے مسلسل خاموشی رہی تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔لیکن پھر اچانک کال رسیو کرنے کا کاشن دینے والا بلب روشن ہو گیا۔

"ہیلو۔کیپٹن شکیل اٹنڈنگ۔اوور"...... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"کال رسیو کرنے میں اتنی دیر کیوں لگائی گئی ہے۔اوور"۔عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"سر۔میں اور صفدر ایک پبلک پلیس پر موجود تھے اور کال رسیو کرنے کے لئے مجھے کافی فاصلہ طے کرنا پڑا ہے۔اوور"۔کیپٹن شکیل نے معذرت خواہانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے اب تک کوئی رپورٹ نہیں دی۔اوور"...... عمران نے کہا۔

"سر میرا خیال تھا کہ کیس مکمل کرنے کے بعد آپ کو حتمی رپورٹ دی جائے۔اوور"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم کیس مکمل کرنے کے قریب پہنچ چکے ہو۔اوور"۔عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"یس سر۔ہم نے سراغ لگالیا ہے کہ ایم سی کو روگلی کی ایک تنظیم ٹاپ ورلڈ نے چوری کرایا تھا۔اس ٹاپ ورلڈ کا باس فریڈ نامی ایک آدمی ہے جبکہ اس کا چیف باس ایک لارڈ ہے جس کا نام لارڈ واسکر ہے یہ تنظیم انتہائی جدید اور حساس اسلحہ بنانے اور فروخت کرنے کا کام کرتی ہے اور ان کی فیکٹری اور لیبارٹری ساڈان کے قریب سمندر میں ایک جزیرے مجوکا پر قائم ہے اور فریڈ اور لارڈ واسکر دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خوف سے روگلی میں اپنا ہیڈ کوارٹر بند کر کے مجوکا میں روپوش ہو چکے ہیں۔ہم اس جزیرے پر حفاظتی انتظامات اور دیگر تفصیلات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ اس جزیرے پر پہنچ کر وہاں سے ایم سی کو واپس لایا جا سکے۔اس سلسلے میں ہم ساڈان

کے ایک ساحلی علاقے بوڈال آئے ہوئے ہیں اور اس وقت بوڈال سے ہی کال رسیو کی جا رہی ہے ۔ اوور"...... دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ ایم سی جزیرہ مجوکا پر ہی ہے ۔ کیا تمہاری اطلاع حتمی ہے ۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس ۔ سو فیصد حتمی ہے ۔ اوور"...... کیپٹن شکیل نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تفصیل بتاؤ ۔ اوور"...... عمران کا لہجہ سخت ہو گیا تو جواب میں کیپٹن شکیل نے روگلی پہنچ کر نارجر کو تلاش کرنے ۔ اس سے ملنے اور پھر سارجنٹ پر تشدد کر کے اس سے معلومات حاصل کرنے کی تمام تفصیلات بتا دیں۔

"بوڈال میں تم کہاں سے معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو ۔ اوور"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جناب ۔ صرف اتنی اطلاع ملی ہے کہ اس جزیرے پر بوڈال سے سامان اور خوراک وغیرہ سپلائی کی جاتی ہے ۔ اس کے لئے کوئی خصوصی انتظامات ہیں ۔ ہمارا خیال تھا کہ بوڈال کوئی چھوٹا سا قصبہ ہو گا لیکن یہ تو خاصا بڑا شہر ہے ۔ میں اور صفدر کسی ایسی فرم کی تلاش میں ہیں جو جزیروں پر سامان اور خوراک وغیرہ سپلائی کرنے کا کام کرتی ہو ۔ اسی تلاش میں ہم بوڈال کے بڑے بازار میں گھوم پھر رہے تھے کہ آپ کی کال آ گئی ۔ اسی لئے اکیلی جگہ تلاش کرنے کے لئے کافی فاصلہ

طے کرنا پڑا ۔ اس لئے کال رسیو کرنے میں بھی دیر ہو گئی ۔ اوور"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"گڈ ۔ تم نے اتنے کم وقت میں شاندار کامیابی حاصل کر لی ہے ۔ تم اپنی تلاش جاری رکھو ۔ میں عمران کے ساتھ جولیا اور تنویر کو بوڈال بھیج رہا ہوں ۔ پھر تم سب نے مل کر اس مشن کو مکمل کرنا ہے ۔ تم بوڈال میں کہاں ٹھہرے ہوئے ہو ۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"بگ ہوٹل یہاں کا سب سے بڑا ہوٹل ہے جناب ۔ اس ہوٹل کے کمرہ نمبر بارہ اور تیرہ چوتھی منزل ہمارے پاس ہیں ۔ ہم اصل ناموں اور حلیوں میں ہی ہیں لیکن ہمارے کاغذات کافرستانی ہیں ۔ اوور"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔ اوور اینڈ آل" ۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے ۔

"کیپٹن شکیل اور صفدر نے واقعی کام کیا ہے ۔ ویری گڈ" ۔ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ ابھی جا رہے ہیں" بلیک زیرو نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں ۔ میں تو لائبریری جا رہا ہوں تا کہ اس مجوکا جزیرے کے بارے میں اگر لائبریری سے معلومات مل سکیں تو حاصل کروں ۔ ویسے تم جولیا کو فون کر کے کہہ دو کہ وہ تنویر کو تیار رہنے کا حکم دے دے ۔ اسے بریف بھی کر دینا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

اور پھر وہ مڑ کر اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے لائبریری کو
راستہ جاتا تھا ۔

"لو بھئی تمہاری کپتانی تو ہو گئی ختم ۔ اب تم میری طرح عام
کھلاڑی بن جاؤ گے"....... صفدر نے مسکراتے ہوئے کیپٹن شکیل
سے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار چونک پڑا ۔ وہ دونوں اس وقت
بوڈال کے مین بازار سے کافی دور ایک چھوٹے سے ریستوران میں بیٹھے
کھانا کھانے میں مصروف تھے ۔ کیپٹن شکیل اور صفدر آج صبح روگی
سے بوڈال پہنچے تھے ۔ سارجنٹ سے معلومات حاصل کرنے کے لئے
انہیں اس پر تشدد کرنا پڑا تھا لیکن سارجنٹ سے انہیں موکا جزیرے
کے بارے میں معلومات تو مل گئی تھیں لیکن یہ معلومات صرف وہاں
جنگلوں کے اندر بنی ہوئی آبادی کی تفصیل تک ہی محدود تھیں ۔ اس
کے علاوہ وہ اور کچھ نہ بتا سکا تھا البتہ اس سے انہیں یہ اشارہ ضرور مل
گیا تھا کہ جزیرے پر سپلائی بوڈال سے ہوتی رہتی ہے لیکن اس بارے
میں بھی وہ کوئی تفصیل نہ بتا سکا تھا ۔ سارجنٹ کو ختم کرنے کے بعد

انہوں نے فوراً رو گلی چھوڑ دینے کا فیصلہ کر لیا تھا کیونکہ انہیں معلوم
کہ سارجنٹ کی لاش ملنے کے بعد پورے رو گلی میں ان کی انتہائی ت
تلاش شروع ہو جائی ہے اور اب ویسے بھی ان کے وہاں رہنے کا ک
جواز باقی نہ رہا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ہوٹل واپس پہنچ کر کمرے
دیئے اور سیدھے ایئر پورٹ آ گئے۔ ان کی منزل تو بوڈال تھی لہ
کیپٹن شکیل نے ٹکٹیں ایکریمیا کے دارالحکومت ولنگٹن کی لیں اور
وہ ایکریمیا جانے والے جہاز پر سوار ہو کر ایکریمیا کے لئے پرواز کر
لیکن ایکریمیا جانے کی بجائے وہ جہاز کی پہلی منزل پر ہی ڈراپ کر
اور وہاں سے بذریعہ ریل واپس بوڈال پہنچ گئے۔ یہاں وہ بازار
گھومتے پھر رہے تھے کہ اچانک کیپٹن شکیل کی جیب میں مو
خصوصی ٹرانسمیٹر پر کال آ گئی چونکہ اس ٹرانسمیٹر پر کیپٹن شکیل
خصوصی فریکوئنسی فکسڈ تھی اس لئے کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں
گئے کہ کال ایکسٹو کی طرف سے کی جا رہی ہے لیکن بازار اس قدر گنج
آباد تھا کہ وہاں ٹرانسمیٹر پر کال رسیو ہی نہ کی جا سکتی تھی۔ اس
انہیں بازار سے نکل کر اس دور افتادہ اور تقریباً ویران ریستوران
پہنچنے تک کافی وقت لگ گیا اور یہاں پہنچ کر کیپٹن شکیل تو کال ر
کرنے کے لئے ایک طرف بنے ہوئے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا
صفدر تقریباً خالی پڑے ہوئے ہال کی ایک میز پر آ کر بیٹھ گیا
ریستوران کے باہر چونکہ ایک بورڈ پر اس کی نظر پڑ چکی تھی جس
مشرقی کھانے ملنے کی نوید درج تھی۔ اس لئے اس نے ویٹر کو بلا کر ا

ے مشرقی کھانے کا مینو طلب کر لیا اور جب تک کیپٹن شکیل کال سن
واپس آیا۔ ویٹر صفدر کے کہنے پر دو آدمیوں کا کھانا میز پر لگا چکا تھا۔
ر کیپٹن شکیل نے واپس آ کر صفدر کو کال کی تفصیلات بتا دیں تو
فدر نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا کہ اب اس کی کپتانی ختم ہو گئی۔
"کیا مطلب کیا کہنا چاہتے ہو"....... کیپٹن شکیل نے چونک کر
چھا۔
"مشن مکمل کرنے کی۔ عمران۔ جولیا اور تنویر کے ساتھ آ رہا ہے
ر جہاں عمران پہنچ جائے وہاں تمہیں تو کیا۔ سب کو اس کے حق میں
د بخود کپتانی سے دستبردار ہونا پڑ جاتا ہے"....... صفدر نے مسکراتے
وئے جواب دیا تو کیپٹن شکیل بھی مسکرا دیا۔
"عمران صاحب میں صلاحیتیں ہی ایسی ہیں کہ وہ خود بخود اپنے
اتھیوں سے آگے بڑھ جاتے ہیں"....... کیپٹن شکیل نے کھانا
ھاتے ہوئے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اگر ہم عمران کے یہاں پہنچنے سے پہلے کسی طرح اس مجو کا جریرے
ر پہنچ جائیں تو لطف آ جائے گا"....... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"وہ لوگ زیادہ سے زیادہ کل یہاں پہنچ جائیں گے اور اتنی جلدی تو
شاید ہم وہ سراغ بھی نہ لگا سکیں جس کے لئے ہم یہاں آئے ہیں"۔
کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"میرا تو خیال ہے کہ ہمیں زیادہ تفصیلات میں پڑنے کی بجائے
تنویر کی طرح ڈائریکٹ ایکشن کرنا چاہئے"....... صفدر نے کہا۔

"نہیں صفدر۔ اس قسم کی جلد بازی نقصان دیتی ہے۔ مجوکا جزیرہ بہر حال ٹاپ ورلڈ کے قبضے میں ہے اور لامحالہ انہوں نے وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ اس لئے بغیر کسی تیاری کے اور بغیر کسی تحفظ کے وہاں جانا اپنے آپ کو صریحاً ہلاکت میں ڈالنا ہے"....... کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی غیر جذباتی انداز میں سوچنے کا ملکہ رکھتے ہو۔ میں نے تو یہ بات اس لئے کی تھی کہ عمران کی آمد کا سن کر تم شاید تنویر کی طرح ڈائریکٹ ایکشن پر آمادہ ہو جاؤ گے"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے عمران صاحب کے ساتھ کام کر کے لطف آتا ہے۔ وہ واقعی بے حد گہرے اور ذہین آدمی ہیں"....... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کھانا کھانے کے بعد انہوں نے چائے پی اور پھر وہ بل ادا کر کے ریستوران سے باہر آ گئے۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں یوں بازاروں میں مارا مارا پھرنے کی بجائے کہیں سے اس بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہئیں"۔ صفدر نے کہا۔

"کہاں سے"....... کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں بزنس فون ڈائریکٹریاں عام ملتی ہیں۔ ان میں یقیناً خوراک اور سامان سپلائی کرنے والی فرموں کے نام اور پتے دیئے گئے ہوں

گے"....... صفدر نے کہا۔

"لیکن ان سے یہ کیسے معلوم ہو گا کہ کون سی فرم مجوکا کو سپلائی کرتی ہے اور جو کر رہی ہو گی وہ ظاہر ہے اسے خفیہ رکھے گی کیونکہ عام طور پر تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ مجوکا جزیرہ ویران ہے۔ وہاں سوائے زہریلے درختوں کے اور کچھ نہیں ہے"....... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ لیکن پھر کیا کیا جائے"....... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل مسکرا دیا۔

"ہمت نہ ہارو۔ ہمیں تلاش جاری رکھنی چاہئے"....... کیپٹن شکیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک دکان کا گیٹ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ دکان کچھ زیادہ بڑی نہ تھی لیکن اس کی سجاوٹ انتہائی شاندار تھی۔ کاؤنٹر پر ایک نوجوان لڑکی موجود تھی۔ ایک طرف کونے میں ایک جھالر دار بالوں والا بوڑھا آدمی سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔

"یس سر"....... لڑکی نے ان دونوں کو کاؤنٹر کی طرف بڑھتے دیکھ کر کاروباری انداز میں کہا۔

"ہمیں کسی ایسے صاحب سے ملنا ہے جو ایسی شرابوں کے بارے میں معلومات مہیا کر سکیں جو زہر کو دور کرتی ہیں"....... کیپٹن شکیل نے لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا۔ کیا فرما رہے ہیں آپ۔ زہر کو دور کرنے والی شراب"۔ کنارے پر بیٹھے ہوئے جھالر دار بالوں والے بوڑھے نے چونک کر

ماہر کی تلاش تھی"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور صفدر تحسین آمیز نظروں سے کیپٹن شکیل کو دیکھنے لگا۔

وہ اب کیپٹن شکیل کا آئیڈیا سمجھ گیا تھا کہ لامحالہ مجوکا میں موجود لیبارٹری اور فیکٹری کے سائنسدان اور دیگر افراد شراب استعمال کرتے ہوں گے اور یقیناً وہ ایسی خاص شراب استعمال کرتے ہوں گے جو زہریلے اثرات کو ختم کرتی ہے اور ایسی شراب کی خاصی بھاری مقدار وہاں سپلائی کی جاتی ہو گی اس لئے لامحالہ شراب فروخت کرنے والوں کو اس کا علم ہو گا کہ ایسی شراب کون سپلائی کرتا ہے۔

"آپ سے یہ کس نے کہا ہے کہ مجوکا جزیرہ ویران ہے"۔۔۔۔۔۔ جان سمتھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ ساری دنیا کو اس بات کا علم ہے اور یہاں کے حکام بھی یہی کہتے ہیں۔ ویسے بھی وہاں اس قدر زہر ہوا میں پھیلا ہوا ہے کہ وہاں آبادی ہو ہی نہیں سکتی"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سب مغالطہ ہے مسٹر۔ وہاں حکومت کی خفیہ لیبارٹری اور اسلحہ ساز فیکٹری موجود ہے۔ اس لئے وہاں آبادی بھی ہے اور لوگ بھی لیکن سب کچھ خفیہ طور پر ہو رہا ہے۔ اس لئے وہاں جانے پر بھی پابندی ہے۔ آپ نے ریسرچ کے لئے وہاں جانے کی کسی سے اجازت لی ہے"۔۔۔۔۔۔ جان سمتھ نے کہا۔

"میرا تو خیال تھا کہ وہاں کے لئے کسی اجازت وغیرہ کی ضرورت

ہی نہیں ہے اور کسی بھی جدید طرز کی لانچ پر وہاں پہنچ جائیں گے اور دس پندرہ روز وہاں رہ کر اپنی ریسرچ مکمل کر کے واپس آ جائیں گے۔ لیکن آپ نے تو بڑی حیرت انگیز بات بتائی ہے۔ یہ بات پہلے تو کسی نے نہیں بتائی"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس لئے نہیں بتائی ہو گی کہ کسی کو اس کا علم ہی نہیں ہے۔ یہ سب ٹاپ سیکرٹ ہے۔ مجھے بھی اس لئے معلوم ہے کہ جو پارٹی وہاں سامان اور خوراک سپلائی کرتی ہے اسے شراب میں ہی سپلائی کرتا ہوں اور یہ خصوصی شراب ہوتی ہے۔ جسے صرف میں ہی ایکریمیا سے درآمد کرتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ جان سمتھ نے جواب دیا تو کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں کی آنکھوں میں چمک آ گئی کیونکہ جان سمتھ نے آخرکار وہ بات کہہ دی تھی جس کی وہ تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے۔

"اوہ پھر تو وہاں جانے کے لئے واقعی حکومت سے خصوصی اجازت لینی پڑے گی۔ کیا آپ اس اجازت کے حصول میں ہماری کوئی مدد کر سکتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے بڑے ماہرانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا تا کہ جان سمتھ کو ان پر کسی قسم کا کوئی شک نہ پڑ جائے۔

"اوہ نہیں۔ میری تو ایسی کوئی حیثیت نہیں ہے البتہ اگر انتھونی چاہے تو تمہاری مدد وہ کر سکتا ہے۔ لیکن انتھونی لالچی ہے وہ بغیر لالچ کے کوئی کام نہیں کیا کرتا"۔۔۔۔۔۔ جان سمتھ نے کہا۔

"یہ انتھونی کون صاحب ہیں"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"فلائنگ ہارس نامی کمپنی کا سربراہ ہے۔ یہ کمپنی سپلائی کا کام کرتی

ہے۔ مجوکا جزیرے میں بھی یہی کمپنی سامان وغیرہ سپلائی کرتی ہے۔ اس کے پاس خصوصی ہیلی کاپٹر ہیں جن کی مدد سے یہ سپلائی مجوکا جزیرے پر کرتے ہیں۔ میں بھی شراب انتھونی کو ہی سپلائی کرتا ہوں جو اسے مجوکا سپلائی کر دیتا ہے"...... جان سمتھ نے جواب دیا۔

"اگر آپ کوئی چٹ یا تعارفی کارڈ دے دیں تو ہو سکتا ہے کہ انتھونی صاحب آپ کی وجہ سے ہمارا کام کر دیں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں مسٹر شکیل۔ وہ حد درجہ لالچی آدمی ہے۔ صرف دولت کی زبان جانتا ہے۔ اگر آپ اسے اس کی مطلوبہ دولت دے دیں تو وہ آپ سے بات کرنا بھی گوارا کرے گا ورنہ نہیں"...... جان سمتھ نے کہا۔

"لیکن ہم تو ریسرچ سکالر ہیں۔ ہمارے پاس دولت کہاں سے آئی بہرحال ان سے مل کر کوشش تو کی جا سکتی ہے۔ آپ ان کا پتہ بتا دیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ویلڈن پلازہ کی دوسری منزل پر فلائنگ ہارس کے دفاتر ہیں۔ انتھونی کا دفتر بھی وہیں ہے"...... جان سمتھ نے جواب دیا۔

"لیکن دفتر میں تو وہ بے حد مصروف رہتا ہو گا۔ کوئی ایسی جگہ جہاں وہ اطمینان سے ہماری بات سن سکے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ دفتر اور گھر کے علاوہ اور کہیں نہیں جاتا۔ حد درجہ کنجوس آدمی ہے"...... جان سمتھ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر اس کی رہائش گاہ کا پتہ بتا دیں۔ ہم وہاں چلے جائیں

گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس کی رہائش گاہ میری ٹاؤن میں ہے۔ کوٹھی نمبر کا تو مجھے علم نہیں ہے البتہ آپ وہاں کسی سے پوچھ لیں۔ سب اسے جانتے ہیں۔ وہ بوڈال کا خاصا معروف آدمی ہے"...... جان سمتھ نے جواب دیا۔

"اوکے...... آپ کا بے حد شکریہ۔ اب سب سے پہلے اجازت نامے کا مسئلہ درمیان میں آ گیا ہے۔ یہ مسئلہ حل ہو جائے پھر آپ سے ملاقات ہو گی"...... کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا اور صفدر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے۔ میں ہر وقت خدمت کے لئے حاضر ہوں"...... جان سمتھ نے کہا اور پھر وہ دونوں اس سے مصافحہ کر کے کیبن سے باہر آ گئے اور چند لمحوں بعد وہ دوبارہ بازار میں پہنچ گئے۔

"بہت خوب کیپٹن شکیل۔ تمہاری ذہانت کا جواب نہیں۔ میرے ذہن میں تو یہ آئیڈیا ہی نہ تھا"...... بازار میں پہنچتے ہی صفدر نے تعریفی لہجے میں کہا۔

"بس اچانک ہی خیال آ گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ ہم پہلے اس کی رہائش گاہ پر فون کر لیں پھر جائیں۔ نجانے کس وقت وہ وہاں ملتا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہاں چلتے ہیں اگر نہ ہو گا تو انتظار کر لیں گے"...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور چند لمحوں بعد وہ ایک خالی ٹیکسی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

"میری ٹاؤن جانا ہے ۔ وہاں فلائنگ ہارس کمپنی کے سربراہ جناب انتھونی صاحب کی رہائش گاہ ہے لیکن ہمیں اس کا نمبر یاد نہیں ہے ۔ تم وہاں کسی سے معلوم کر لینا"...... کیپٹن شکیل نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے جناب مجھے معلوم ہے ان کی رہائش گاہ ۔ میں کافی عرصے تک ان کی فرم میں ڈرائیور رہا ہوں"۔ ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اچھا پھر تو ہمیں خاصی آسانی ہو گئی"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا اس وقت وہ اپنی رہائش گاہ پر مل جائیں گے"...... اس بار صفدر نے پوچھا۔

"ان کے اوقات کا کسی کو علم نہیں ہے ۔ وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں جناب ۔ بڑے آدمی ہیں"...... ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی خاصی بڑی بڑی اور عالیشان کوٹھیوں پر مشتمل کالونی میں داخل ہو گئی اور پھر ایک خاصی جدید طرز تعمیر کی کوٹھی کے گیٹ پر ڈرائیور نے ٹیکسی روک دی۔

"یہ ان کی رہائش گاہ ہے جناب"...... ڈرائیور نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نیچے اترے اور پھر کیپٹن شکیل نے کرایہ کے ساتھ اسے خاصی بھاری ٹپ بھی دے دی تو ڈرائیور نے انہیں بڑے

مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"جناب آپ غیر ملکی ہیں اس لئے میں آپ کو ایک ایسی بات بتا دیتا ہوں جو شاید آپ کو فائدہ پہنچا دے ۔ جناب انتھونی بے حد لالچی آدمی ہیں ۔ وہ بھاری دولت لئے بغیر کسی سے بات کرنے کے بھی روادار نہیں ہوتے ۔ لیکن وہ اپنی بیگم سے بے حد ڈرتے ہیں ۔ صرف ان کی بات بے چون وچرا مان لیتے ہیں ۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ یہ سارا کاروبار دراصل ان کی بیگم کا ہی ہے ۔ اس لئے اگر آپ ان کی بیگم لیڈی جینفر کی ہمدردیاں کسی طرح حاصل کر لیں تو آپ کا کام یقینی طور پر ہو جائے گا"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"اب ان کی ہمدردی حاصل کرنے کا بھی کوئی طریقہ ہو تو وہ بھی بتا دو"...... اس بار صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عورتوں کی ہمدردی صرف ان کی تعریف کرنے سے ہی حاصل ہوتی ہے جناب ۔ یہ ایک عالمگیر اصول ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیکسی کو آگے بڑھا دیا۔

"بڑا تجربہ کار آدمی لگتا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ گیٹ پر کوئی دربان موجود نہ تھا حالانکہ جس قدر بڑی کوٹھی تھی ایسی بڑی کوٹھیوں پر عموماً گیٹ پر دربان رکھے جاتے تھے لیکن شاید انتھونی نے کنجوسی کی وجہ سے دربان نہ رکھا تھا ۔ بہرحال ستون پر اس کے نام اور کمپنی کے نام کی پلیٹ

موجود تھی۔ صفدر نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک بوڑھا آدمی باہر آگیا۔ اس کا لباس اور انداز ملازموں جیسا تھا۔

"جناب انتھونی صاحب نے ہمیں یہاں ملاقات کا وقت دیا ہوا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ تشریف لائیں۔ ابھی وہ دفتر سے تشریف نہیں لائے لیکن اگر انہوں نے وقت دیا ہوا ہے تو وہ پھر جلد آجائیں گے"۔ بوڑھے نے بااخلاق لہجے میں کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اندر داخل ہوئے۔ کوٹھی کا لان عام سا تھا اور وہاں نوکر وغیرہ بھی نظر نہ آرہے تھے۔ وسیع و عریض گیراج میں البتہ ایک پرانے ماڈل کی فورڈ کار کھڑی نظر آرہی تھی۔ برآمدے کی سائیڈ پر ایک بڑا ڈرائینگ روم تھا جہاں وہ بوڑھا ملازم انہیں لے آیا تھا۔

"کیا ان کی بیگم موجود ہیں"...... اس بار صفدر نے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی نہیں۔ وہ ایکریمیا گئی ہوئی ہیں"...... ملازم نے جواب دیا۔

"یہاں مجھے زیادہ ملازم نظر نہیں آرہے۔ کیا بات ہے۔ کیا جناب انتھونی ملازموں پر اعتماد نہیں کرتے"...... صفدر نے کہا۔

"جی اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ یہاں مجھ سمیت چار ملازم کام کرتے ہیں۔ جن میں سے تین ملازموں کو لیڈی صاحبہ نے یہ کہہ کر فارغ کر دیا ہے کہ جب وہ ایک ماہ بعد واپس آئیں گی تو انہیں طلب کر

لیا جائے گا۔ ان کا خیال ہے کہ میں اکیلا ہی یہاں کافی ہوں"۔ ملازم نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر ڈرائینگ روم سے باہر نکل گیا۔

"انہیں ڈرائینگ روم میں بیٹھے ہوئے کافی دیر ہو گئی لیکن وہ ملازم پھر واپس نہ آیا تھا۔ ظاہر ہے کنجوس مالکوں کا ملازم تھا اس لئے وہ مہمانوں کی کیا خاطر مدارت کرتا۔ یہی غنیمت تھا کہ اس نے انہیں ڈرائینگ روم میں بیٹھنے کی اجازت دے دی تھی اور یہ بھی شاید اس وجہ سے کہ انہوں نے اسے یہ کہہ دیا تھا کہ اس کے مالک نے انہیں ملاقات کا وقت دے رکھا ہے۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد انہیں کار کے ہارن کی آواز سنائی دی تو وہ چونکا ہو کر بیٹھ گئے۔ صفدر اٹھ کر دروازے پر آگیا۔ اس نے اس بوڑھے ملازم کو تیز تیز قدم اٹھاتے گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھا۔ چند لمحوں بعد اس نے گیٹ کھول دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک پرانے ماڈل کی کار کو اندر آتے دیکھا۔ سٹیئرنگ پر ایک ادھیڑ عمر تکونی چہرے والا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا۔ اس کے علاوہ کار میں اور کوئی آدمی نہ تھا۔ اس لئے صفدر سمجھ گیا کہ یہی انتھونی ہو گا جو شاید ڈرائیور کی تنخواہ بچانے کے لئے کار خود ڈرائیو کرتا ہے۔

"انتھونی صاحب آگئے ہیں"...... صفدر نے واپس مڑتے ہوئے صوفے پر بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے"...... صفدر نے اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جو سلوک وہ ہمارے ساتھ کرے گا وہی سلوک ہم اس سے کریں گے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صفدر بھی بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے سے وہی ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا جسے صفدر نے کار چلاتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اس کی آمد پر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"آپ نے میرے ملازم کو کہا ہے کہ میں نے آپ کو ملاقات کا وقت دیا ہے"...... اس بوڑھے آدمی نے اندر داخل ہوتے ہی قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کے ملازم کو غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر انتھونی۔ آپ بھلا کسی کو کیا کوئی چیز دے سکتے ہیں۔ ہم نے اسے کہا تھا کہ ہم نے آپ کو ملاقات کا وقت دیا ہوا ہے"...... کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو انتھونی کی حیرت سے قدرے پھیلی ہوئی آنکھیں اور زیادہ پھیلتی چلی گئیں جبکہ صفدر، کیپٹن شکیل کے اس خوبصورت فقرے پر بے اختیار مسکرا دیا۔

یعنی آپ نے مجھے ملاقات کا وقت دیا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے اور آپ کون صاحبان ہیں"...... انتھونی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا نام پرنس شکیل ہے اور یہ میرا ساتھی ہیں مسٹر صفدر۔ میں کافرستان کی ایک ریاست کا پرنس ہوں۔ ہمارے پاس خاندانی طور پر اتنی دولت ہے کہ اگر ہم چاہیں تو پورے بوڈال کو کھڑے کھڑے خرید لیں۔ لیکن ہم خرید و فروخت میں پڑنے کی بجائے تحفے دینے میں زیادہ خوشی محسوس کرتے ہیں۔ ہم یہاں ایک قطعی نجی دورے پر آئے ہوئے ہیں اس لئے سرکاری پروٹوکول کی پابندیوں سے آزاد ہیں۔ یہاں آکر ہمیں معلوم ہوا کہ آپ یہاں کے سب سے معزز آدمی ہیں چنانچہ ہم آپ سے ملاقات کے لئے خود ہی آگئے ہیں اور ظاہر ہے ہمیں آپ کے لئے تحفہ تو لے آنا تھا چنانچہ ہمارا خیال ہے کہ ایک لاکھ ڈالر کا گارینٹڈ چیک کیسا تحفہ رہے گا"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر۔ اور وہ بھی تحفے کے طور پر۔ اوہ۔ اوہ۔ پھر تو آپ واقعی پرنس ہیں اور مجھے آپ سے مل کر بے حد مسرت ہو رہی ہے۔ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں"...... انتھونی کے چہرے پر ایک لاکھ ڈالر کا سن کر مسرت کا آبشار بہنے لگ گیا تھا۔

"شکریہ"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ دونوں صوفے پر بیٹھ گئے۔

"کہاں ہے چیک۔ میرا مطلب ہے تحفے والا چیک"...... انتھونی نے بھی صوفے پر بیٹھتے ہوئے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیپٹن شکیل نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چیک بک نکال لی۔

"مسٹر انتھونی۔ ایک لاکھ ڈالر کے علاوہ آپ دس لاکھ ڈالر بھی کما

سکتے ہیں اور وہ بھی بغیر کسی مشقت اور تکلیف کے"...... کیپٹن شکیل نے چیک بک سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ صفدر البتہ حیرت سے چیک بک دیکھ رہا تھا جو ایکریمیا کے سب سے بڑے بنک کی تھی اور اس پر گارینٹڈ کے موٹے موٹے الفاظ چھپے ہوئے دور سے ہی صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس چیک بک کا ہر چیک لازماً کیش ہو گا چاہے اس کی مالیت کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ ایسی چیک بکیں واقعی ایسے افراد کو جاری کی جاتی تھیں جو یا تو لارڈ ہوں یا پھر بزنس میگنٹ۔ صفدر اس لئے حیرت بھری نظروں سے چیک بک کو دیکھ رہا تھا کہ اسے معلوم ہی نہ تھا کہ کیپٹن شکیل کے پاس ایسی چیک بک بھی ہے۔

"دس لاکھ ڈالر۔ اوہ۔ اوہ۔ آج کا دن تو شاید میری زندگی کا سب سے خوش قسمت دن ہے"...... انتھونی نے بے اختیار ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے وہ مسرت کی شدت سے بے ہوش ہونے والا ہو۔ حالانکہ وہ خود خاصا امیر آدمی تھا لیکن ظاہر ہے کنجوس فطرت ہونے کی وجہ سے اسے ایک ایک ڈالر سے محبت تھی۔ اس لئے ایسے آدمی کو یکلخت بغیر کسی مشقت کے اگر گیارہ لاکھ ڈالر جیسی خطیر رقم مل رہی ہو تو اس نے تو مسرت کی شدت سے بے ہوش ہونا ہی تھا۔

"ہاں۔ آپ کا آج کا دن واقعی خوش قسمت ثابت ہو سکتا ہے بشرطیکہ اگر آپ ایسا چاہیں تو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مجھے کیا کرنا ہو گا۔ جلد بتائیں"...... انتھونی نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ صرف چند معلومات مہیا کرنی ہیں آپ نے"۔ کیپٹن شکیل نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

"کیسی معلومات"...... انتھونی نے چونک کر پوچھا۔

"آپ کی کمپنی مجو کا جزیرے پر سامان سپلائی کرتی ہے۔ اس بارے میں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو انتھونی بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ۔ یہ بات آپ کو کس نے بتائی ہے۔ یہ تو انتہائی خفیہ بات ہے اور...... اور......" انتھونی بری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"سارے بوڈال کو اس کا علم ہے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر آپ کون ہیں۔ وہ۔ وہ تو انتہائی خفیہ جگہ ہے۔ اگر میں نے آپ کو اس بارے میں کچھ بتایا تو مجھے فوراً ہلاک کر دیا جائے گا"...... انتھونی نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"جب کسی کو معلوم ہی نہ ہو گا کہ آپ نے ہمیں کچھ بتایا ہے تو آپ کو کوئی کیا کہے گا۔ بہرحال اگر آپ نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتائیں۔ ہم آپ کو مجبور نہیں کرنا چاہتے۔ آپ کو تو ہم دس لاکھ ڈالر دے رہے ہیں ورنہ اگر ہم ایک ہزار ڈالر آپ کی فرم کے کسی اور اہلکار کو دے دیں تو وہ سب کچھ بتا دے گا"...... کیپٹن شکیل نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا اور چیک بک اٹھا کر واپس جیب میں ڈال لی۔

"آپ۔ آپ کو کس قسم کی معلومات چاہئیں۔ وہ تو ویران جزیرہ

ہے ۔زہریلا جزیرہ ہے"....... انتھونی نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر بیک وقت متضاد کیفیات ابھر آئی تھیں ۔

" ہمیں معلوم ہے کہ وہاں ٹاپ ورلڈ کی خفیہ لیبارٹری اور فیکٹری ہے اور باقاعدہ آبادی بھی ہے اور آپ خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہاں مال سپلائی کرتے ہیں اس لئے اس بارے میں فضول باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ۔ ہم آپ کو حلف دے سکتے ہیں کہ آپ پر کوئی حرف نہیں آئے گا ۔ اس لئے ہاں یا ناں میں جواب دیں ۔ یا تو دس لاکھ ڈالر کما لیں یا اسے بھول جائیں"....... کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" کیا واقعی آپ درست کہہ رہے ہیں ۔ آپ کسی کو نہ بتائیں گے "....... انتھونی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" ہم نے کہا ہے کہ ہم حلف دینے کے لئے تیار ہیں"....... کیپٹن شکیل نے کہا ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ پھر میں بتا دوں گا ۔ دیں حلف"....... انتھونی نے آخر کار رضا مند ہوتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل نے اسے باقاعدہ حلف دے دیا ۔

" اب مجھے گیارہ لاکھ ڈالر کا چیک دیں ۔ پھر آگے بات ہو گی" ۔ لالچی بوڑھے انتھونی نے کہا ۔

" ہم چیک دے کر ہی جائیں گے ۔ فکر مت کریں ۔ پہلے آپ میرے سوالوں کے جواب دیں"....... کیپٹن شکیل نے بڑے بااعتماد

در مضبوط لہجے میں کہا ۔

" معلوم نہیں کیا بات ہے ۔ آپ کے لہجے میں ایسا اعتماد ہے کہ مجھے آپ پر اعتماد ہونے لگ گیا ہے ورنہ میں نے ساری عمر دولت کے معاملے میں اپنی ذات پر بھی اعتماد نہیں کیا ۔ بہر حال پوچھیں کیا پوچھنا چاہتے ہیں"....... انتھونی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا ۔

" مجوکا جزیرے پر جو حفاظتی انتظامات ہیں ان کی تفصیل معلوم کرنی ہے"....... کیپٹن شکیل نے کہا ۔

" حفاظتی انتظامات ۔ کیا مطلب ۔ مجھے ان کے بارے میں کیسے معلوم ہو سکتا ہے ۔ میں تو بس کبھی کبھار وہاں جاتا ہوں ۔ ایڈوانس رقم لینے کے لئے اور خصوصی ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر جاتا ہوں ۔ ہیلی کاپٹر جب جنگل پر پرواز کرتا ہے تو نیچے سے اسے کاشن دیا جاتا ہے اور ہیلی کاپٹر جنگل میں نیچے اترتا ہے اور پھر وہ ایک عمارت کی کھلی چھت سے عمارت کے اندر بنے ہوئے ہیلی پیڈ پر اتر جاتا ہے ۔ عمارت کی چھت بند ہو جاتی ہے ۔ وہاں دو آدمی موجود ہوتے ہیں جو مجھے وہاں کے انچارج بلاشر کے پاس لے جاتے ہیں ۔ بلاشر مجھے آئندہ ماہ جو سپلائی لینی ہو اس کی لسٹ دے دیتا ہے ۔ میں اس کا حساب کر کے اسے رقم بتاتا ہوں ۔ وہ مجھے رقم دے دیتا ہے اور میں ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر واپس آجاتا ہوں اور بس مجھے تو اتنا ہی معلوم ہے"....... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں اس کے لہجے سے ہی سمجھ گئے کہ بوڑھا انتھونی درست کہہ رہا ہے ۔

"اب سپلائی کب جانی ہے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"آخری سپلائی کل شام جا چکی ہے۔ یہ ایک سپر کمپیوٹر تھا جو ایکریمیا سے یہاں لایا گیا تھا اور مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میں اسے خصوصی ہیلی کاپٹر پر وہاں بھجوا دوں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا تھا کہ آئندہ تا اطلاع ثانی ہر قسم کی سپلائی آف رہے گی"...... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ہیلی کاپٹر جو سپر کمپیوٹر لے کر گیا ہے وہ واپس آئے گا"۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"نہیں۔ جب بھی سپلائی وقتی طور پر آف ہوتی ہے ہیلی کاپٹر وہیں روک لیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ ہیلی کاپٹر واپس نہیں آئے گا"۔ انتھونی نے جواب دیا۔

"سپلائی کی بات کس نے کی تھی آپ سے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"بلاشر نے۔ وہی انچارج ہے وہاں کا"...... انتھونی نے جواب دیا۔

"فون پر بات ہوئی تھی"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"نہیں۔ ایک خصوصی ٹرانسمیٹر انہوں نے مجھے دے رکھا ہے اس پر بات ہوتی ہے"...... انتھونی نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ صرف اس وقت کال کرنے کے پابند ہیں جب آپ دفتر میں موجود ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ یہ چھوٹا سا ٹرانسمیٹر ہے۔ ہر وقت میرے پاس رہتا ہے اور مجھے حکم یہی دیا گیا ہے کہ میں اسے ہر وقت اپنے پاس رکھوں۔ چونکہ وہ بہت بڑی بڑی رقمیں دیتے ہیں اس لئے میں ان کا حکم مانتا ہوں"...... انتھونی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سگریٹ کیس جتنا ٹرانسمیٹر نکال کر انہیں دکھایا۔

"کیا اس پر آپ بھی ان سے رابطہ کر سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ہاں۔ کیوں"...... انتھونی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ویسے ہی پوچھ رہا تھا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"او کے۔ اب تو میں نے سب کچھ بتا دیا ہے۔ اب تو چیک دیں"...... انتھونی نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"کیا بتایا ہے آپ نے۔ ہمیں تو حفاظتی انتظامات کی تفصیلات چاہئے تھیں باقی آپ کی سپلائی کے آنے جانے کی بات سے ہمیں کیا فائدہ"...... کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ۔ آپ کیوں حفاظتی انتظامات کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں"...... انتھونی نے رقم ڈوبتی دیکھ کر ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہماری ریاست کی ایک خفیہ لیبارٹری سے ایک انتہائی اہم پرزہ چوری کر کے اس مجوکا جزیرے پر لے جایا گیا ہے چونکہ ہم پرنس ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی ریاست کے پولیس چیف بھی ہیں اس لئے یہ

ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم وہاں سے یہ پرزہ واپس حاصل کریں ۔ ہم اسی لئے آپ سے حفاظتی انتظامات کے بارے میں پوچھ رہے تھے کہ ہم وہاں جا کر وہ پرزہ واپس لانا چاہتے ہیں لیکن چونکہ اس سلسلے میں آپ نے ہماری کوئی مدد نہیں کی اس لئے اب آپ کو رقم کس بات کی دی جائے" ...... کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا بلاشر وہ پرزہ آپ کو واپس دے دے گا" ...... انتھونی نے حیران ہو کر کہا۔

" اگر اس نے اس طرح واپس دینا ہوتا تو وہ چوری کیوں کراتے ۔ یہ ہمیں وہاں سے اسی طرح چوری کر کے لے آنا ہے جس طرح اس کے آدمیوں نے ہماری لیبارٹری سے اسے چوری کیا ہے" ...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" لیکن آپ وہ پرزہ کیسے تلاش کریں گے" ...... انتھونی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" یہ وہاں پہنچنے کے بعد دیکھا جائے گا ۔ فی الحال تو مسئلہ ہمارا وہاں حفاظت سے پہنچنا ہے" ...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" اگر آپ اس رقم کے ساتھ ساتھ اتنی ہی رقم اور دیں تو پھر میں آپ کو ایک ایسا طریقہ بتا سکتا ہوں کہ آپ تمام حفاظتی انتظامات کے باوجود وہاں پہنچ جائیں گے لیکن پہنچنے کے بعد کیا ہو گا اس کا مجھے علم نہیں ہے" ...... انتھونی نے کہا تو کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے ۔

" یہ کیسے ممکن ہے" ...... کیپٹن شکیل نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے انتھونی کی بات پر یقین نہ ہو ۔

" ممکن ہے ۔ ایسا راستہ موجود ہے اور مجھے اس کا علم ہے ۔ اس لئے علم ہے کہ جس انجینئر نے یہ لیبارٹری تیار کرائی تھی ۔ وہ میرا دوست تھا اس نے مجھے ایک بار اس کا نقشہ دکھایا تھا ۔ اس انجینئر کو رقم کی سخت ضرورت تھی اور میں نے وہ نقشہ اس سے خرید لیا تھا ۔ اس لئے کہ اسے حکومت کے ہاتھ بھاری قیمت پر فروخت کر دوں گا ۔ اس وقت تک سب کو یہی معلوم تھا کہ یہ لیبارٹری وہاں حکومت ساؤان نے تیار کرائی ہے ۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب یہ لیبارٹری تکمیل کے آخری مراحل میں تھی ۔ میں اس انتظار میں تھا کہ لیبارٹری مکمل ہو جائے پھر حکومت کو بلیک میل کروں گا کہ اس کی اس خفیہ لیبارٹری کا نقشہ میرے پاس ہے اور مجھے یقین تھا کہ حکومت اس نقشے کے لئے مجھے بھاری قیمت ادا کرنے پر مجبور ہو جائے گی لیکن جب لیبارٹری مکمل ہوئی تو اچانک وہ انجینئر اور اس کے سارے ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ۔ مجھے جب یہ بات معلوم ہوئی تو میں خوفزدہ ہو گیا کیونکہ وہ لوگ مجھے بھی مار سکتے تھے ۔ پھر جب بلاشر نے مجھ سے رابطہ قائم کیا تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ لیبارٹری حکومت کی نہیں بلکہ ایک خفیہ تنظیم ٹاپ ورلڈ کی ہے اور ان لوگوں نے اسے خفیہ رکھنے کے لئے وہاں کام کرنے والے تمام انجینئر حتیٰ کہ مزدور تک ہلاک کر دیئے تھے ۔ مجھ سے بھی انہوں نے حلف لیا تھا کہ اگر میں نے اس لیبارٹری یا

سپلائی کے بارے میں کسی کو کچھ بتایا تو مجھے اور میرے پورے خاندان کو ہلاک کر دیا جائے گا چنانچہ میں اپنی جان کے خوف سے خاموش رہا اور آج پہلی بار میں آپ کو اس بارے میں بتا رہا ہوں کیونکہ اچانک مجھے خیال آگیا ہے کہ آپ سے کم از کم وہ رقم حاصل کر سکتا ہوں جو میں نے اس انجینئر کو نقشے کے لئے دی تھی اور جو ڈوب چکی ہے"۔ انتھونی نے کہا۔

"لیکن ہم نے نقشے کو کیا کرنا ہے۔ آپ تو راستے کی بات کر رہے تھے"...... کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ راستہ اس نقشے پر موجود ہے"...... انتھونی نے کہا۔

"اگر نقشے میں موجود ہے تو وہ خفیہ کیسے ہو گیا۔ اس کا علم تو بلاشر کو ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ اس انجینئر نے مجھے بتایا تھا کہ یہ راستہ پہلے نقشے میں نہیں تھا لیکن بعد میں اس نے نقشے میں از خود شامل کر دیا تھا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اگر کبھی اس لیبارٹری کی مرمت کا مسئلہ آن پڑا تو مشینری اس راستے سے لے جائی جا سکتی ہے۔ اس کا خیال تھا کہ چونکہ حکومت کو اس راستے کا علم نہیں ہے کیونکہ جو نقشہ حکومت کے پاس ہے۔ اس میں یہ راستہ موجود نہیں ہے اس لئے وہ پریشان ہو کر اس سے رابطہ کرے گی اور تب وہ حکومت سے بھاری رقم وصول کر کے اس راستے کی نشاندہی کر دے گا لیکن اس وقت تو اسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ لیبارٹری حکومت کی نہیں بلکہ ٹاپ ورلڈ نامی تنظیم بنوا رہی

ہے اور پھر اسے ہلاک کر دیا گیا"...... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے۔ ہم وہ نقشہ آپ سے خرید لیتے ہیں لیکن یہ سن لیں کہ اگر آپ صرف ہمیں احمق بنا کر ہم سے رقم اینٹھنا چاہتے ہیں تو آپ کی اس دھوکہ دہی کا پول کھلنے کے بعد آپ دوسرا سانس بھی نہ لے سکیں گے اور ہم اس نقشے کے بھی صرف ایک لاکھ ڈالر دیں گے"...... کیپٹن شکیل نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ میں احمق نہیں ہوں ٹھیک ہے ایسے ہی سہی"...... انتھونی نے کہا۔

"او کے۔ لے آئیں نقشہ اور چیک لے لیں۔ اس کے بعد آپ ہمیں بھول جائیں اور ہم آپ کو بھول جائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو انتھونی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میں ابھی آتا ہوں نقشہ لے کر"...... انتھونی نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"کیا یہ چیک بک اصلی ہے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اصلی نہیں ہو سکتی"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ تمہیں معلوم ہی نہیں ہے۔ پھر یہ تمہارے پاس

کہاں سے آ گئی"...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ چیک بک عمران صاحب نے مجھے یہاں آنے سے پہلے دی تھی وہ مجھ سے ملنے آئے تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر کہیں بھاری رقم دینے کا موقع آ جائے تو میں یہ چیک استعمال کر سکتا ہوں۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے تو کہا تھا کہ چیک بک اصلی ہے لیکن مجھے شک ہے کہ ایسا نہیں ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"پھر تو اسے ختم کرنا ہو گا ورنہ یہ آدمی تو فون کر کے معلومات حاصل کر لے گا اور اگر وہاں سے چیک کنفرم نہ ہوا تو پھر یہ بلاشر کو بھی اطلاع دے سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ اسے ختم کیا تو اس کی اطلاع مجو کا جزیرے پر لامحالہ پہنچ جائے گی۔ ایسی تنظیمیں ایسے معاملات میں بے حد چوکنا رہتی ہیں اور اس کی ہلاکت کا معلوم ہونے کے بعد وہ حد درجہ چوکنا ہو جائیں گے۔ باقی رہا چیک تو میرا خیال ہے کہ اسے کنفرم کر دیا جائے گا لیکن بعد میں کسی بھی بہانے رقم روک دی جائے گی۔ یہ انتظام یقیناً ایکسٹو نے کیا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ انتھونی کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پرانے سے کاغذ کا رول موجود تھا۔

"یہ لیں نقشہ۔ خود دیکھ لیں"...... انتھونی نے وہ رول کیپٹن شکیل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے اس کے ہاتھ سے رول لیا اور اسے کھول کر سامنے رکھی ہوئی میز پر پھیلایا۔ صفدر نے

اس کے ایک کونے پر ہاتھ رکھ کر اسے دوبارہ رول ہونے سے روک دیا۔ یہ واقعی ایک لیبارٹری اور فیکٹری کا نقشہ تھا جس میں مکمل تفصیلات موجود تھیں۔ کاغذ بتا رہا تھا کہ نقشہ کم از کم دس بارہ سال پرانا ہے۔ اس لئے کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں کو یقین ہو گیا کہ یہ نقشہ اس لیبارٹری کا ہی ہو گا۔

"وہ راستہ کہاں ہے"...... کیپٹن شکل نے انتھونی سے پوچھا تو اس نے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھ دی۔ وہاں سرخ پنسل سے ایک لمبا سا نشان لگایا گیا تھا اور نیچے سرخ پنسل سے باقاعدہ تفصیلات درج تھیں۔ گو الفاظ مٹے ہوئے تھے لیکن بغور دیکھنے سے پڑھے جا سکتے تھے۔

"او۔ کے مسٹر انتھونی۔ آپ نے واقعی اپنے آپ کو رقم کا حقدار بنا لیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے نقشہ رول کرتے ہوئے کہا تو انتھونی کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تو پھر دیں چیک۔ جلدی کریں"...... انتھونی نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ ہمارے جانے کے بعد آپ اس ٹرانسمیٹر پر بلاشر کو ہمارے متعلق نہیں بتائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں کیسے بتا سکتا ہوں۔ وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں پہلے تو وہ مجھے ہلاک کریں گے پھر آپ کو تلاش کریں گے"...... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صرف آپ کی بات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا آپ کو ٹرانسمیٹر ہمیں دینا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں پھر وہ مجھ سے رابطہ کیسے کریں گے اور رابطہ نہ ہوا تو میرا کاروبار کیسے چلے گا"...... انتھونی نے چونک کر کہا۔

"وہ آپ کو فون کر سکتے ہیں یا ان کا آدمی یہاں آسکتا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن پھر میں انہیں کیا کہوں گا کہ ان کا وہ ٹرانسمیٹر کہاں گیا"۔ انتھونی نے جواب دیا۔

"آپ کہہ دینا کہ وہ اچانک جیب سے کہیں گر گیا ہے۔ ایسی چیزیں گرتی رہتی ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ میں یہ نہیں کر سکتا اور ایسی تو بات ہی نہیں ہوئی پہلے"...... انتھونی نے کہا۔

"تو پھر یہ نقشہ بھی اپنے پاس رکھیں۔ ہم واپس چلے جاتے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی انتھونی کی نفسیات کے عین مطابق اسے ڈیل کر رہا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ آپ یہ لے لیں۔ میں ان سے خود ہی کوئی بہانہ بنا لوں گا"...... انتھونی نے ساری رقم ہاتھ سے جاتی دیکھ کر جلدی سے کہا اور جیب سے وہ ٹرانسمیٹر نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا۔

"اسے آن کر کے بلاشر سے بات کریں تاکہ ہمیں یقین آجائے کہ یہ واقعی ٹرانسمیٹر ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن میں اسے کیا کہوں"...... انتھونی نے چونک کر کہا۔

"یہی پوچھ لینا کہ خصوصی ہیلی کاپٹر بخیر و عافیت پہنچ گیا ہے یا نہیں یا جو آپ کی مرضی آئے کہہ دینا بہرحال ہم کنفرم کرنا چاہتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور انتھونی نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر پر ایک سرخ رنگ کا چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنے لگا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ انتھونی کالنگ۔ اوور"...... انتھونی نے تیز تیز لہجے میں کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ اوور"...... اچانک سرخ رنگ کا بلب ایک جھماکے سے مسلسل جلنے لگا لیکن اب اس کا رنگ سبز ہو گیا تھا۔

"انتھونی بول رہا ہوں بلاشر۔ اوور"...... انتھونی نے کہا۔

"کیوں کال کی ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔

"وہ ہیلی کاپٹر ابھی تک واپس نہیں آیا۔ وہ پہنچ گیا ہے ناں وہاں۔ اوور"...... انتھونی نے کہا۔

"جب سپلائی آف کر دی گئی تو وہ کیسے واپس آسکتا ہے اوور"۔ بلاشر نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں۔ دراصل مجھے یہ خیال ہی نہ رہا تھا مجھے ویسے فکر لاحق ہو گئی تھی کہ اس قدر اہم سپلائی ہے کہیں راستے میں کوئی خرابی نہ ہو گئی ہو۔ اوور"...... انتھونی نے کہا۔

"نہیں۔ وہ یہاں پہنچ چکا ہے اور سنو۔ اب جب تک میں خود تمہیں کال نہ کروں تم نے اس ٹرانسمیٹر پر کال نہیں کرنی سمجھے یہ میرا حکم ہے اوور"۔ بلاشر کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو۔ لیکن کب تک سپلائی آف رہے گی۔ اوور"...... انتھونی نے کہا۔

"جب تک ہم چاہیں گے۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور بلب بجھ گیا۔

"اب تو آپ کی تسلی ہو گئی ہے"...... انتھونی نے بٹن آف کرتے ہوئے ٹرانسمیٹر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"..... کیپٹن شکیل نے کہا اور ٹرانسمیٹر لے کر اس نے اپنی جیب میں ڈال لیا اور پھر جیب سے چیک بک نکال کر اس نے جیب سے قلم نکالا اور ایک چیک پر بارہ لاکھ ڈالر لکھ کر اور اپنے دستخط کر کے اس نے چیک علیحدہ کیا اور انتھونی کی طرف بڑھا دیا۔ انتھونی نے چیک کیپٹن شکیل کے ہاتھ سے اس طرح جھپٹا جیسے چیل گوشت پر جھپٹتی ہے اور اسے ندیدوں کے سے انداز میں دیکھنے لگا اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"اب ہمیں اجازت"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ایک منٹ۔ آپ نے ہر چیز کنفرم کی ہے تو مجھے بھی حق ہے کہ میں اس چیک کو بنک سے کنفرم کر لوں"...... انتھونی نے کہا۔

"بے شک کر لیں"۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو

انتھونی نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انٹرنیشنل گارنٹی بنک"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مینجر رالف سے بات کراؤ۔ میں انتھونی بول رہا ہوں فلاشنگ ارس کا چیف انتھونی"...... انتھونی نے تیز لہجے میں کہا چونکہ فون میں لاؤڈر موجود تھا اور اس کا بٹن شاید پہلے سے دبا ہوا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز واضح طور پر کیپٹن شکیل اور صفدر کو سنائی دے رہی تھی۔

"ہیلو۔ رالف بول رہا ہوں مینجر۔ فرمائیے جناب۔ کیا حکم ہے"...... دوسری طرف سے چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"رالف۔ ایک سودے کے سلسلے میں مجھے بارہ لاکھ ڈالر کا گارنٹڈ چیک تمہارے بنک کی ولنگٹن برانچ کا ملا ہے۔ اب اگر میں ایکریمیا کال کروں تو اس پر کافی خرچہ آ جاتا ہے تم اپنے بنک کی طرف سے بات کر کے کنفرم کرو کہ یہ چیک کیش ہو جائے گا یا نہیں"۔ انتھونی نے کہا اور کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں بے اختیار مسکرا دیئے ظاہر ہے انتھونی جیسا کنجوس آدمی ایکریمیا کال کا خرچہ کیسے برداشت کر سکتا تھا۔

"کیا نمبر ہے چیک کا"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا تو انتھونی نے چیک پر لکھا ہوا نمبر دوہرانا شروع کر دیا۔

"ایس۔ ایس ون"...... انتھونی چیک دیکھ کر رک رک کر پڑھ رہا تھا تاکہ مینجر نمبر نوٹ کر سکے۔

"کیا اس چیک پر واقع ایس۔ایس لکھا ہوا ہے"...... مینجر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔کیوں"...... انتھونی نے چونک کر پوچھا۔

"تو پھر اسے چیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے ایس کا مطلب ہے سپیشل۔اور ڈبل ایس کا مطلب ہے کہ ڈبل سپیشل۔اور ایسی چیک بکیں دنیا میں چند خاص افراد کو ہی جاری کی جاتی ہیں۔یہ ہر صورت میں کیش ہوتے ہیں"...... مینجر نے کہا۔

"کیا یہ بات حتمی ہے دیکھ لو کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی گڑبڑ ہو جائے"...... انتھونی نے کہا۔

"آپ قطعی بے فکر رہیں جناب۔یہ ہر صورت میں کیش ہو گا۔اور بارہ لاکھ ڈالر تو انتہائی معمولی رقم ہے ایسے چیک تو کروڑوں ڈالر کے بھی فوراً کیش کر دیئے جاتے ہیں"...... مینجر نے جواب دیا۔

"یہ چیک میں تمہارے بنک میں ہی اپنے اکاؤنٹ میں جمع کراؤں گا اس لئے اس کے کیش ہونے کی ذمہ داری تمہاری ہو گی"۔انتھونی نے کہا۔

"بالکل کیش ہو گا۔آپ بے فکر رہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو انتھونی نے رسیور رکھ کر چیک کو تہہ کیا اور جیب میں رکھ لیا۔

"بے حد شکریہ جناب اب میں پوری طرح مطمئن ہوں"۔انتھونی نے کہا اور کیپٹن شکیل مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد صفدر اور کیپٹن شکیل اس کی کوٹھی سے باہر آ گئے۔کوٹھی کے گیٹ پر

ہی انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی اور وہ دونوں ٹیکسی میں سوار ہو کر واپس اپنے ہوٹل پہنچ گئے جہاں انہوں نے رہائش رکھی ہوئی تھی اور جہاں کا پتہ انہوں نے چیف ایکسٹو کو دیا تھا۔

"خاصا بڑا کام ہو گیا ہے اب عمران صاحب آ جائیں تو مزید پروگرام بن جائے گا"...... صفدر نے کمرے میں پہنچتے ہی کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ختم شد

عمران سیریز
ڈبل گیم
مظہر کلیم ایم اے
www.paksociety.com
Scanned by Waqar Azeem Pakistanipoint

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ۔ ناول " ڈبل گیم " کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ اپنے عروج کی طرف بڑھتی ہوئی یہ کہانی آپ کو پسند آئے گی اور آپ یہ حصہ پڑھنے کے لئے بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن اس سے قبل اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے ۔ کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی طرح بھی ناول سے کم نہیں ہوتے ۔

اوکاڑہ سے محمد ندیم صاحب لکھتے ہیں ۔" میں اور میری بیگم دونوں آپ کے ناولوں کے قاری ہیں اور ہمیں آپ کے ناول بے حد پسند ہیں آپ اپنے ناولوں سے جس طرح نوجوانوں کی اصلاح کر رہے ہیں اس پر آپ واقعی مبارک باد کے مستحق ہیں آپ کا ناول " بلیک ورلڈ " تو حقیقتاً ایک لاثانی اور یادگار ناول تھا ۔ اس ناول کو پڑھنے کے بعد ہمیں حقیقتاً پہلی بار اندازہ ہوا ہے کہ بدی کی طاقتیں انسانوں کو کس طرح گمراہ کرتی ہیں اور انسان کو ان سے بچنے کے کس طرح اپنے آپ کو اپنے خیالات کو اپنے دل کو اور اپنے ذہن کو پاکیزہ اور صالح رکھنا چاہئے ۔ اس ناول میں البتہ ایک جگہ ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ ایک عورت فریال کو بیماری لگ جاتی ہے اور شیطانی طاقت جبوتی کو علم ہوتا ہے کہ اس عورت نے کب مرنا ہے ۔ چنانچہ وہ اس کی موت

کے وقت اس کے جسم پر قبضہ کر لیتی ہے جبکہ آگے جا کر ایک اور
شیطانی طاقت موت کے بارے میں اپنی لاعلمی کا اظہار کر دیتی ہے اور
کہتی ہے کہ یہی ایک بات ایسی ہے جس کا علم کسی کو بھی نہیں ہو
سکتا۔ حتیٰ کہ شیطان کو بھی نہیں۔ امید ہے آپ اس بارے میں
وضاحت کریں گے۔

محترم محمد ندیم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کے لئے
میں آپ کا بھی اور آپ کی بیگم صاحبہ کا بھی بے حد مشکور ہوں۔ آپ
نے جس الجھن کے بارے میں لکھا ہے تو محترم۔ موت کا علم صرف اللہ
تعالیٰ کو ہے اور کسی کو اس کے بارے میں علم نہیں ہو سکتا کہ کونسا
آدمی کب مرے گا۔ جہاں تک آپ کی الجھن کا تعلق ہے تو اس عورت
کی بیماری اس سٹیج پر پہنچ چکی تھی جسے مرض الموت کہا جاتا ہے اور
شیطانی قوت تو ایک طرف عام طبیب بھی ایسی صورتحال میں مرض
اور مریض کی جسمانی کیفیات کو دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ یہ مرنے والا
ہے۔ ایسا اس مریض کے مرض کی شدت اور اس مرض سے مریض کے
جسم میں پیدا ہونے والی پیچیدگیوں اور کیفیات کو مدنظر رکھ کر کہا جاتا
ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ طبیب کو غیب کا علم ہوتا ہے۔
امید ہے اب آپ کی الجھن دور ہو گئی ہو گی۔

لندن سے طارق رحیم شاہد صاحب لکھتے ہیں۔ ”ہم آپ کے ناولوں
کے باقاعدہ قاری ہیں۔ آپ کے ناول واقعی ہر لحاظ سے شاندار ہوتے
ہیں۔ ویسے اب اسرائیل کے موضوع پر آپ کا طویل عرصے سے کوئی
ناول نہیں آیا۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے جبکہ ہمیں اس موضوع
پر ناول بے حد پسند آتے ہیں۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے“

محترم طارق رحیم شاہد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا
بے حد شکریہ۔ اسرائیل کے موضوع پر ناول آپ کو پسند آتے ہیں اس
لئے شاید آپ شدت سے اس موضوع پر ناول کا انتظار کرتے رہتے ہیں
اور اس شدت کی بنا پر آپ کو شاید شکایت بھی پیدا ہوئی ہے۔ بہرحال
انشاءاللہ جلد ہی آپ کی شکایت دور ہو جائے گی۔

اوچ شریف سے کنور شاکر علی شاکر صاحب لکھتے ہیں۔ ”میں ویسے تو
آپ کا نیا قاری ہوں لیکن انتہائی قلیل عرصے میں ہی میں نے آپ کی
بے شمار کتب پڑھ ڈالی ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ
کا طرز تحریر واقعی شاندار اور لاجواب ہے۔ خاص طور پر ”سیکرٹ سروس
مشن“ ناول مجھے بے حد پسند آیا ہے۔ آپ سے ایک بات پوچھنی ہے
کہ آپ کے نام کا مطلب تو ظاہر ہوتا ہے لیکن آپ نے اپنے آپ کو
ظاہر کرنے کی بجائے عمران کو ظاہر کیا ہوا ہے۔ امید ہے آپ ضرور
وضاحت سے جواب دیں گے۔“

محترم کنور شاکر علی شاکر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا
بے حد شکریہ۔ میرے نام کا مطلب صرف ظاہر ہونا نہیں ہے بلکہ اس
کا مطلب ہے کلیم کا ظاہر ہونا۔ اور کلیم کہتے ہیں بولنے والے کو کلام
کرنے والے کو اور اتنا تو آپ بھی جانتے ہیں کہ عمران کی زبان کس
طرح رواں رہتی ہے۔ اس لحاظ سے تو عمران کو بھی کلیم کہا جا سکتا ہے

امید ہے آپ میری بات سمجھ گئے ہوں گے"۔

گاؤں انخلاص تحصیل پنڈی گھیب ضلع اٹک سے احمد خان صاحب لکھتے ہیں ۔ "آپ کا ہر ناول منفرد اور بے مثال ہوتا ہے ۔ لیکن جب سے آپ نے کتابت کمپیوٹرائزڈ کی ہے ۔ ناولوں میں غلطیاں بے حد بڑھ گئی ہیں ۔ برائے کرم اس طرف ضرور توجہ دیجئے ۔

محترم احمد خان صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ جہاں تک کتابت کی غلطیوں کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں تو انتہائی محنت کی جاتی ہے ۔ ناول کی اشاعت سے قبل دو بار اس کی پروف ریڈنگ ہوتی ہے پھر غلطیاں پروف ہونے کے بعد ایک بار مزید پروف ریڈنگ کی جاتی ہے تاکہ غلطیاں کم سے کم ہوں ۔ اس کے باوجود اگر کچھ غلطیاں رہ جاتی ہیں تو انہیں برداشت کر لیا کریں ورنہ آپ کو پھر یہ شکایت پیدا ہو جائے گی کہ ہر ماہ ناول چھپنے کی بجائے کئی کئی ماہ تک ناول کیوں شائع نہیں ہوتا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھی ہوئی ایک خوبصورت مقامی عورت نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس ۔ فلورا بول رہی ہوں" .... عورت نے نرم سے لہجے میں کہا۔

"گرفن بول رہا ہوں مادام" .... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"اوہ ۔ تم ۔ کیسے فون کیا۔ اس بار عورت نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے ان دو کافرستانیوں کا سراغ لگالیا ہے مادام ۔ جن کی تلاش کا حکم ہمیں ہیڈ کوارٹر سے ملا تھا" .... دوسری طرف سے کہا گیا تو عورت بے اختیار چونک کر سیدھی ہو گئی ۔

"اوہ ۔ کہاں ہیں وہ" .... عورت نے چونک کر پوچھا۔

"بگ ہوٹل کا کمرہ نمبر بارہ اور تیرہ چوتھی منزل ان کے نام بک ہیں لیکن یہ کمرے بند ہیں یہ لوگ کہیں گئے ہوئے تھے میں نے اپنے گروپ کو پورے شہر میں پھیلا دیا کیونکہ یہ بات ہوٹل سے کنفرم ہو گئی تھی کہ وہ یہاں بوڈال میں موجود ہیں اس لئے مجھے یقین تھا کہ ہم انہیں تلاش کر لیں گے چنانچہ ابھی ابھی مجھے اطلاع مل گئی ہے کہ ان دونوں کو تلاش کر لیا گیا ہے وہ دونوں ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر واپس ہوٹل پہنچے ہیں میرے آدمیوں نے اس ٹیکسی ڈرائیور سے پوچھ گچھ کی ہے اس نے بتایا ہے کہ ان دونوں ایشیائیوں کو اس نے میری ٹاؤن میں فلائنگ ہارس کمپنی کے مالک انتھونی کی کوٹھی کے گیٹ سے اٹھایا ہے اور ہوٹل پہنچا دیا ہے اس وقت وہ دونوں بارہ نمبر کمرے میں موجود ہیں اب کیا حکم ہے۔ کیا انہیں حکم کے مطابق گولیوں سے اڑا دیا جائے"۔۔۔ گرفن نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ یہ انتھونی میوکا کو سامان سپلائی کرتا ہے کہیں ان لوگوں نے اس سے تو معلومات حاصل نہیں کیں"۔ فلورا نے تیز لہجے میں کہا۔

"اگر کی بھی ہوں تو کیا فرق پڑتا ہے مادام مرنے کے بعد وہ ان معلومات کو کیسے استعمال کر سکیں گے"۔۔۔ گرفن نے جواب دیا۔

"نہیں۔ یہ انتہائی اہم بات ہے پہلے اس بارے میں حتمی طور پر معلوم ہونا چاہئے تم ایسا کرو کہ انتھونی کو جہاں بھی وہ ہو اغوا کر کے بلیک روم میں پہنچا دو اور ان دونوں کافرستانیوں کی نگرانی کراؤ"۔

عورت نے کہا۔

"اگر انتھونی کو اغوا کرنا ہے تو پھر کیوں نہ اس کے ساتھ ساتھ ان دونوں کو بھی اغوا کر کے وہاں پہنچا دیا جائے تاکہ ساری بات آمنے سامنے ہو جائے کیونکہ انتھونی انتہائی مکار اور عیار آدمی ہے۔ وہ ہر بات سے صاف مکر جائے گا اور اس پر زیادہ تشدد اس لئے نہیں ہو سکے گا کہ اس کے تعلقات چیف بلاشر سے انتہائی گہرے ہیں"۔۔۔ گرفن نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"جو میں کہہ رہی ہوں وہ کرو تم ان باتوں کو نہیں سمجھتے یہ دونوں اب ٹریس ہو گئے ہیں تو یہ کہیں دوڑے تو نہیں جا رہے"۔ اس بار فلورا نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کے ٹھیک ہے مادام۔ جیسے آپ کا حکم"۔۔۔ دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"انتھونی جب بلیک روم میں پہنچ جائے تو مجھے اطلاع دینا اور تم خود بھی وہیں رہنا"۔۔۔ فلورا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ مار کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"بگ ہوٹل"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"فلورا بول رہی ہوں۔ مینجر رابرٹ سے بات کراؤ"۔۔۔ فلورا نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ یس مادام ۔ہولڈ آن کیجئے"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو رابرٹ بول رہا ہوں مادام ۔حکم"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ لیکن انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی ۔

"رابرٹ تمہارے ہوٹل کے کمرہ نمبر بارہ اور تیرہ چوتھی منزل میں دو کافرستانی رہائش پذیر ہیں"...... فلورا نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہوں گے مادام مجھے تو معلوم نہیں ہے اگر آپ کہیں تو میں کنفرم کر لیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں کنفرم کرو لیکن اس طرح کہ ان تک اس کنفرمیشن کی اطلاع نہ پہنچے"...... فلورا نے کہا۔

"او کے مادام ہولڈ آن کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رسیور پر خاموشی چھا گئی پھر تقریباً دس منٹ کی خاموشی کے بعد مینجر کی آواز سنائی دی ۔

"ہیلو مادام"...... مینجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس"...... فلورا نے کہا۔

"مادام یہ دونوں کمرے آج صبح بک کرائے گئے ہیں بک کرانے والے دونوں افراد کاغذات کی رو سے کافرستانی ہیں ایک کا نام شکیل ہے اور دوسرے کا نام صفدر سعید ہے کاغذات کی رو سے دونوں سیاح ہیں ۔ان کے کاغذات میں سیاحت کے عالمی ادارے کی طرف سے جاری کردہ خصوصی کارڈ بھی شامل ہیں"...... مینجر نے تفصیل بیان

کرتے ہوئے کہا۔

"سنو یہ دونوں افراد مجھے مطلوب ہیں تم ہوٹل کے سپیشل انتظامات کے تحت ان دونوں کو اس طرح بے ہوش کر کے خفیہ راستے سے نکال کر انہیں باس ہاوس پہنچا دو کہ ان کی نگرانی کرنے والوں کو اس بات کا علم نہ ہو سکے"...... فلورا نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس مادام آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی لیکن یہ نگرانی کون کر رہا ہے ان کی"...... مینجر نے کہا۔

"ٹاپ ورلڈ گروپ ۔جبکہ میں نہیں چاہتی کہ یہ دونوں ٹاپ ورلڈ گروپ کے ہاتھ لگ جائیں ۔میں ان سے اپنے طور پر پوچھ گچھ کرنا چاہتی ہوں"...... فلورا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس مادام ۔میں سمجھ گیا ۔آپ بے فکر رہیں ۔حکم کی تعمیل ہو گی"...... مینجر نے کہا اور فلورا نے کریڈل دبا کر ہاتھ اٹھایا اور ٹون آنے کے بعد اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"باس ہاوس"۔رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی ۔

"فلورا بول رہی ہوں ۔فنگر سے بات کراؤ"...... فلورا نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام ۔ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ۔فنگر بول رہا ہوں مادام"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی ۔

"فنگر۔ بگ ہوٹل کا منیجر دو کافرستانیوں کو باس ہاؤس پہنچا رہا ہے
تم انہیں ڈارک روم میں پہنچا دینا اور پھر مجھے سپیشل کاشن دے دینا۔
لیکن انہیں مسلسل بے ہوش رکھنا ہے"..... فلورا نے کہا۔
"یس مادام"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور فلورا نے رسیور رکھ
دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی
گھنٹی بج اٹھی اور فلورا نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔
"یس"..... فلورا نے تیز لہجے میں کہا۔
"گرفن بول رہا ہوں مادام۔ انتھونی بلیک روم میں پہنچ چکا
ہے"..... دوسری طرف سے گرفن کی آواز سنائی دی۔
"او کے۔ تم وہیں رکو۔ میں آ رہی ہوں۔ وہاں ہوٹل میں ان
دونوں کافرستانیوں کی نگرانی ہو رہی ہے ناں"..... فلورا نے پوچھا۔
"یس مادام"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور فلورا نے او کے کہہ
کر رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے
کی طرف بڑھ گئی۔ کمرے سے باہر نکل کر وہ ایک راہداری سے گزرتی
ہوئی ایک لفٹ میں پہنچی اور تھوڑی دیر بعد لفٹ نے اسے عمارت کے
نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں تک پہنچا دیا۔ لفٹ سے نکل کر وہ ایک
راہداری سے گزرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس راہداری میں چار
مشین گنوں سے مسلح افراد موجود تھے۔ انہوں نے باری باری فلورا کو
سلام کیا لیکن فلورا ان کی طرف دیکھے بغیر خاموشی سے آگے بڑھ گئی۔
راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جس کے باہر بھی ایک مسلح

دربان موجود تھا۔
"دروازہ کھولو"..... فلورا نے قریب پہنچ کر اس دربان سے کہا اور
دربان نے جلدی سے جیب سے ایک پتلی سی سنہرے رنگ کی پتی نکال
کر دروازے کی ایک خالی جگہ پر رکھی تو دروازہ خود بخود بغیر آواز کے
کھلتا چلا گیا اور فلورا اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک اور راہداری تھی۔ اس
کی طوالت نہ ہونے کے برابر تھی۔ اس کے اختتام پر بھی ایک دروازہ
تھا جو بند تھا۔ فلورا نے دروازے کو دبایا تو وہ کھلتا چلا گیا اور فلورا
دوسری طرف پہنچ گئی۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں ہر طرف
جدید اور قدیم ٹارچنگ کا سامان بکھرا ہوا تھا۔ ایک کرسی پر ایک ادھیڑ
عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔ وہ کرسی میں
موجود راڈز میں جکڑا ہوا تھا جبکہ اس کے سامنے ایک عام سی کرسی پر
ایک دبلا پتلا درمیانے قد کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا اور سامنے کی دیوار میں
موجود ایک دروازے کے ساتھ دیوار سے پشت لگائے ایک پہلوان نما
آدمی کھڑا تھا جو سر سے گنجا تھا۔ اس کے جسم پر سرخ رنگ کی چست
بنیان اور خاکی رنگ کی پتلون تھی۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں دونوں
اطراف سے ٹھوڑی سے نیچے تک لٹک رہی تھیں۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں
میں تیز شیطانی چمک تھی جبکہ چہرے پر سفاکی کے تاثرات نمایاں تھے۔
فلورا کے اندر داخل ہوتے ہی وہ آگے بڑھا اور اس نے بڑے مؤدبانہ
انداز میں فلورا کو سلام کیا۔ اس کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھا ہوا دبلا پتلا
آدمی بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" اسے لے آنے میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا گرفن "....... فلورا نے اس دبلے پتلے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اوہ نہیں مادام ۔ یہ اپنی رہائش گاہ پر موجود تھا ۔ اندر ایک ہی ملازم تھا ۔ اسے بے ہوش کر دیا گیا اور اسے بھی اور پھر اسے اٹھا کر یہاں لے آیا گیا "....... گرفن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اسے ہوش میں لے آؤ "....... فلورا نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور گرفن نے آگے بڑھ کر کرسی پر موجود بے ہوش آدمی کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے ۔ تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر اس نے چیخ ماری اور اس کے ساتھ ہی وہ ہوش میں آ گیا ۔ گرفن پیچھے ہٹا اور فلورا کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا ۔ وہ آدمی اب کراہتے ہوئے اور حیرت سے آنکھیں پھاڑے سامنے بیٹھے ہوئے گرفن اور فلورا اور ان کے ساتھ کھڑے ہوئے اس گنجے پہلوان کو دیکھ رہا تھا ۔ اس کے چہرے پر اب حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے ۔

" تمہارا نام انتھونی ہے اور تم فلاسنگ ہارس نامی کمپنی کے سربراہ ہو "....... فلورا نے سرد لہجے میں کہا تو انتھونی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

" اور مجوکا جزیرے پر سپلائی بھی تم کرتے ہو "....... فلورا نے کہا تو اس بار انتھونی بے اختیار چونک پڑا ۔ لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ خاموش رہا تھا البتہ اس کے ہونٹ بھنچ گئے تھے ۔

" بولو ۔ جواب دو "....... فلورا نے تیز لہجے میں کہا ۔

" تمہارا نام شاید فلورا ہے اور تم بگ ہوٹل کی مالکہ ہو ۔ لیکن میں تو تمہیں بوڈال کی انتہائی معزز اور شریف عورت سمجھتا رہا ہوں جبکہ تم اس وقت انتہائی برے روپ میں ہو اور یہ آدمی ۔ اب میں اسے بھی پہچان گیا ہوں ۔ یہ گرفن ہے اور یہ ریڈ ہاٹ بار کا مالک ہے "۔ انتھونی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے پہلے تھپڑ کھانے کی تکلیف کی وجہ سے اس کی یادداشت ماؤف ہو گئی ہو اور اب بحال ہوئی ہو ۔

" جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو "...... فلورا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا ۔
جا ۔

" مجوکا جزیرے کا تو میں نے صرف نام سنا ہوا ہے ۔ سنا ہے وہاں انتہائی زہریلے درختوں کے جنگل ہیں ۔ اس لئے اسے زہریلا جزیرہ بھی کہا جاتا ہے ۔ وہاں جب کوئی آدمی زندہ ہی نہیں رہ سکتا تو میں نے وہاں کیا سپلائی کرنا ہے اور کسے سپلائی کرنا ہے "....... انتھونی نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" ڈیگر "....... فلورا نے اچانک گردن موڑ کر ساتھ کھڑے ہوئے اس پہلوان نما گنجے سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" یس مادام "۔ پہلوان نما گنجے نے چونک کر مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

" کوڑا اٹھاؤ اور اس وقت تک انتھونی کے جسم پر برساتے رہو جب تک اس کی یادداشت مکمل طور پر بحال نہ ہو جائے "....... فلورا نے سرد لہجے میں اس پہلوان نما گنجے سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"اوہ۔اوہ۔یہ کیا کر رہی ہو۔کیا مطلب۔یہ کیا۔میں تو کاروباری آدمی ہوں"...... انتھونی نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ابھی جب تمہارے جسم پر کوڑے برسیں گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میری بات کا درست جواب کیسے دیا جاتا ہے"...... فلورا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔اس دوران ڈیگر نے دیوار سے لٹکا ہوا ایک کوڑا اتارا اور پھر اسے فضا میں مخصوص انداز میں جھٹکتا ہوا بڑے جارحانہ انداز میں انتھونی کی طرف بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ۔رک جاؤ۔مت مارو۔میں ویسے ہی دل کا مریض ہوں میں مر جاؤں گا۔میں بتا دیتا ہوں"...... یکلخت انتھونی نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں رک جاؤ ڈیگر اور اس بار جیسے ہی انتھونی سوالوں کے جواب دینے میں ٹال مٹول کرے۔تم نے کارروائی شروع کر دینی ہے"۔ فلورا نے ہاتھ اٹھا کر ڈیگر کو روکتے ہوئے کہا۔

"یس مادام"...... ڈیگر نے جواب دیا اور وہیں رک گیا۔

"بولو۔مجوکا جزیرے پر سپلائی تم کرتے ہو"...... فلورا نے کہا۔

"ہاں۔میں کرتا ہوں"...... اس بار انتھونی نے جواب دیا۔

"دو کافرستانی تمہاری رہائش گاہ پر تم سے ملے تھے۔یہ بھی بتا دوں کہ ہم نے انہیں گرفتار کر لیا ہے اور انہوں نے زبان بھی کھول دی ہے انہوں نے وہ سب کچھ بتا دیا ہے جو تم نے انہیں بتایا تھا لیکن میں تم سے اسے کنفرم کرنا چاہتی ہوں۔اس لئے شرافت سے وہ سب کچھ بتا دو

بتا دو جو تم نے انہیں بتایا ہے۔ایک لفظ بھی غلط بولا تو تمہاری ہڈیاں توڑ دی جائیں گی اور پھر تمہاری ٹوٹی پھوٹی لاش کسی غلیظ گٹر میں پڑی سڑتی رہے گی"...... فلورا کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"وہ۔وہ۔میں نے تو۔میں"...... انتھونی نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے ساتھ کھڑے ہوئے ڈیگر کا ہاتھ گھوما اور شڑاپ کی آواز کے ساتھ ہی کوڑا گھومتا ہوا انتھونی کے جسم پر پڑا اور انتھونی کے منہ سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ابھی اس کی پہلی چیخ مکمل نہ ہوئی تھی کہ دوسرا کوڑا پڑا اور اس بار انتھونی نے چیخ ضرور ماری لیکن اس کی چیخ مکمل ہونے کی بجائے ڈوبتی چلی گئی۔اس کی گردن ڈھلک گئی تھی۔وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو چکا تھا۔اس کے جسم پر جہاں جہاں کوڑے لگے تھے وہاں وہاں سے کپڑے پھٹ گئے تھے اور خون رس آیا تھا۔

"اسے پانی پلاؤ۔ورنہ یہ واقعی مر جائے گا"...... فلورا نے کہا اور ڈیگر تیزی سے ایک سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔اس نے الماری کھولی اور اس میں رکھی ہوئی پانی کی ایک بڑی بوتل اٹھائی اور واپس انتھونی کی طرف بڑھ گیا۔

"مادام۔اس ساری کارروائی کا کیا مقصد ہے"...... گرفن نے پہلی بار ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"معلومات حاصل کرنا ضروری ہیں تاکہ اوپر رپورٹ دی جا سکے"...... فلورا نے سرد لہجے میں جواب دیا تو گرفن ایک بار پھر ہونٹ

بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

" اسی لمحے اچانک انتھونی کے چیخنے کی آواز سنائی دی ۔ وہ پانی پی کر ہوش میں آگیا تھا اور اب تکلیف کی شدت سے دوبارہ بری طرح چیخنے لگ گیا تھا۔

" اس کے زخموں پر پانی ڈال دو "...... فلورا نے ڈیگر سے کہا اور ڈیگر نے آدھی سے زیادہ بھری ہوئی بوتل انتھونی کے جسم پر انڈیل دی اور انتھونی کی چیخیں کراہوں میں تبدیل ہو گئیں ۔

" اب اگر تم نے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا تو پھر ڈیگر کا ہاتھ نہیں رکے گا "...... فلورا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" تم ۔ تم انتہائی ظالم ہو ۔ مجھے مار ڈالو ۔ مجھے مار ڈالو "...... انتھونی نے چیختے ہوئے کہا۔

" او کے ۔ اگر تم ایسا چاہتے ہو تو ایسے ہی سہی "...... فلورا نے جیکٹ کی جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ انتھونی کی طرف کرتے ہوئے کہا ۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

" رک جاؤ ۔ رک جاؤ ۔ مجھے مت مارو ۔ میں بتا دیتا ہوں لیکن وہ ٹاپ ورلڈ مجھے مار ڈالے گی ۔ یہ تم نے مجھے کس عذاب میں ڈال دیا ہے "...... انتھونی نے روتے ہوئے کہا۔

" ٹاپ ورلڈ کی فکر مت کرو ۔ اسے کچھ معلوم نہ ہو گا "...... فلورا نے مسکراتے ہوئے کہا تو انتھونی نے یکلخت اس طرح بولنا شروع کر

دیا جیسے کوئی ٹیپ ریکارڈ آن ہو جاتا ہے اور گرفن یہ سب کچھ سن کر بے اختیار چونک پڑا تھا۔

" نقشہ تمہارے پاس ۔ مجوکا جزیرے میں ٹاپ ورلڈ کی لیبارٹری کا نقشہ موجود تھا "...... فلورا نے بھی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں "...... انتھونی نے جواب دیا۔

" اوہ ۔ پھر تو تم نے پوری ٹاپ ورلڈ تنظیم کا ہی خاتمہ کرا دینے کی سازش کی ہے ۔ اب تو موت تمہارا مقدر بن چکی ہے "...... فلورا نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا رخ انتھونی کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا ۔ دوسرے لمحے ریوالور کے دھماکوں کے ساتھ ہی گولیاں انتھونی کے سینے میں گھستی چلی گئیں اور وہ بیچارہ اس بار چیخ بھی نہ سکا تھا ۔ سیدھی دل میں اتر جانے والی گولیوں نے اسے فوراً ہی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور فلورا اٹھ کر کھڑی ہو گئی ۔

" یہ تو واقعی انتہائی حیرت انگیز بات ہے مادام کہ اس انتھونی کے پاس ہیڈ کوارٹر کا نقشہ موجود تھا "...... گرفن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم نے ہیڈ کوارٹر کو ان کافرستانیوں کے ملنے کی رپورٹ تو دے دی ہو گی "...... فلورا نے کہا۔

" اوہ نہیں مادام ۔ ہیڈ کوارٹر سے باس نے کہہ دیا ہے کہ تاحکم ثانی ہیڈ کوارٹر سے رابطہ نہ کیا جائے بلکہ اس دوران آپ سے رابطہ کیا

جائے اور آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ اسی لئے تو میں نے آپ کو فون کیا تھا ورنہ میں ہیڈ کوارٹر فون کر کے باس بلاشر سے احکامات لے لیتا"۔ گرفن نے جواب دیا۔

" اوہ۔ پھر تو میں نے خواہ مخواہ لمبی چوڑی کارروائی کی"...... فلورا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیسی کارروائی"...... گرفن نے چونک کر کہا۔

" ان دونوں کافرستانیوں کو ہوٹل سے اغوا کرانے کی"...... فلورا نے جواب دیا۔

" ہوٹل سے اغوا کرانے کی۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"...... گرفن نے حیران ہو کر کہا۔

" میں نے ان دونوں کو ہوٹل سے اغوا کرا کر اپنے ایک خاص اڈے پر بھجوا دیا ہے اور ان دونوں کے وہاں پہنچنے کا خصوصی کاشن بھی مجھے مل چکا ہے اور تمہارے آدمیوں کو ان کے اغوا کا علم تک نہ ہو سکا ہو گا۔ میں نے یہ سب کچھ صرف اس لئے کیا تھا کہ میرا خیال تھا کہ تم ان دونوں کافرستانیوں کے مل جانے کی خبر بلاشر کو دے چکے ہو گے۔ لیکن اب جبکہ تم نے بتایا ہے کہ تمہارا اس سے رابطہ نہیں ہے تو اب یہ ساری کارروائی بے کار ہو گئی ہے"۔ فلورا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اسی طرح کرسیوں سے اٹھ کر کھڑے باتیں کر رہے تھے۔

" لیکن کیوں۔ وجہ"...... گرفن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وجہ یہ ہے گرفن کہ میں ان دونوں کافرستانیوں سے معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ وہ ٹاپ ورلڈ کے خلاف کیوں کام کر رہے ہیں۔ ان کا مقصد کیا ہے اس لئے کہ مجھے ریڈ الرٹ کا حکم دیا گیا ہے اور یہ حکم بلیک ٹائیگر کا ہے جس کی بھی میں ایجنٹ ہوں"...... فلورا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور گرفن نے حیرت بھرے انداز میں کچھ بولنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ یکلخت ریوالور چلنے کا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی دبلا پتلا گرفن چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل فرش پر گرا۔ گولی فلورا کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور سے چلی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ گرفن نیچے گر کر اٹھتا۔ پے در پے دھماکے ہوئے اور گولیاں اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے گرفن کے دل میں اترتی چلی گئیں اور وہ کچھ لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

" ڈیگر"...... فلورا نے ریوالور واپس جیب میں ڈالتے ہوئے اس پہلوان نما گنجے سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس مادام"...... ڈیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" انتھونی اور گرفن دونوں کی لاشیں مشین میں ڈال کر ان کا قیمہ بنا دو اور یہ قیمہ کسی گٹر میں بہا دو"...... فلورا نے بڑے سرد لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس اسی دروازے کی طرف بڑھ گئی جہاں سے وہ اس کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اسی کمرے میں پہنچ گئی جہاں سے اٹھ کر وہ بلیک روم میں گئی تھی۔ اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"باس ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"فلورا بول رہی ہوں۔ فنگر سے بات کراؤ"...... فلورا نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام"...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ فنگر بول رہا ہوں مادام۔ میں نے سپیشل کاشن دے دیا تھا لیکن آپ کی طرف سے کاشن کا جواب نہ ملا تھا"...... دوسری طرف سے فنگر نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں اس وقت مصروف تھی۔ بہرحال تمہارا کاشن مجھے رسیو ہو گیا تھا۔ ان دونوں کی کیا پوزیشن ہے"...... فلورا نے کہا۔

"میں نے انہیں ڈارک روم میں کرسیوں پر راڈز میں جکڑ دیا ہے۔ انہیں ایس ایس گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ وہ ابھی تک بے ہوش ہیں"...... فنگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں آ رہی ہوں"...... فلورا نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے رابطہ ختم کیا اور پھر ہاتھ اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس کلسنز بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"فلورا بول رہی ہوں بوڈال سے۔ باس سے بات کراؤ"...... فلورا نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ہولڈ آن کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"فلورا بول رہی ہوں باس۔ بوڈال سے"...... فلورا نے کہا۔

"یس۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں پوچھا گیا۔

"جن دو کافرستانیوں کی تلاش کے بارے میں آپ نے ہدایات دی تھیں وہ یہاں بوڈال میں ٹریس ہو گئے ہیں"...... فلورا نے کہا۔

"اچھا۔ میرا بھی یہی اندازہ تھا کہ وہ بوڈال ہر صورت جائیں گے کیونکہ ان کا ٹارگٹ مجوکا جزیرہ ہے اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ مجوکا جزیرہ بوڈال سے ہی نزدیک پڑتا ہے۔ تم نے انہیں کور کیا ہے یا نہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نے انہیں اغوا کرا لیا ہے۔ وہ میرے ہی ملکیتی ہوٹل میں رہائش پذیر تھے اور باس۔ انہوں نے یہاں کے ایک آدمی انتھونی سے جو مجوکا جزیرے پر سامان سپلائی کرتا ہے۔ اس جزیرے پر ٹاپ ورلڈ کی لیبارٹری کا نقشہ بھی حاصل کر لیا ہے"...... فلورا نے کہا۔

"نقشہ۔ وہ کیسے۔ وہ کہاں سے آ گیا"...... باس نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو فلورا نے اسے ان دونوں کافرستانیوں کے ٹریس ہونے کی اطلاع ملنے سے لے کر اب تک کی ساری کارروائی کی تفصیلی رپورٹ دے دی۔

"حیرت ہے۔ ٹاپ ورلڈ کی اس قدر خفیہ لیبارٹری کا نقشہ ایک

عام آدمی کے پاس موجود تھا۔ تم ایسا کرو کہ وہ نقشہ ان سے لے کر مجھے یہاں رو گلی بھجوادو"...... باس نے کہا۔

"یس باس۔ لیکن ان دونوں کافرستانیوں سے میں نے کیا پوچھنا ہے"...... فلورا نے کہا۔

"یہی معلومات حاصل کرنی ہیں کہ یہ دونوں ٹاپ ورلڈ کے خلاف کیوں کام کر رہے ہیں کیونکہ ہمیں یہی معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں کافرستانیوں کے خوف سے فریڈ اپنا ہیڈ کوارٹر آف کر کے مجو کا جزیرے پر چلا گیا ہے اور اس کے خاص آدمی بھی یکے بعد دیگرے مارے گئے ہیں۔ پہلے کانسٹائن ہلاک ہوا۔ پھر نارجر اور آخر میں سارجنٹ۔ اس لئے لامحالہ یہ دونوں کافرستانی کسی خاص مقصد کے لئے ٹاپ ورلڈ سے ٹکرا رہے ہیں"...... باس نے جواب دیا۔

"جب تک کسی بنیادی بات کا مجھے پہلے علم نہ ہو گا میں ان کے سچ جھوٹ کو کیسے پرکھ سکتی ہوں باس"...... فلورا نے کہا۔

"بنیادی بات تو یہی ہے جو میں نے بتائی ہے۔ لیکن اتنا معلوم ہوا ہے کہ فریڈ کے کہنے پر کانسٹائن نے پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل کیا تھا ہو سکتا ہے کہ اس مشن کا تعلق کافرستان سے بھی بنتا ہو۔ اس لئے یہ کافرستانی ٹاپ ورلڈ کے خلاف کام کر رہے ہوں"...... باس نے جواب دیا۔

"لیکن آپ کو کیسے اطلاع ملی تھی باس کہ یہ دونوں مجو کا جزیرے پر جائیں گے"...... فلورا نے کہا۔

"نارجر اور سارجنٹ سے ان دونوں کافرستانیوں نے مجو کا جزیرے کے بارے میں ہی پوچھ گچھ کی تھی"...... باس نے جواب دیا۔

"لیکن باس۔ اتنا تو ہمیں معلوم ہے کہ مجو کا جزیرے پر ٹاپ ورلڈ انتہائی خفیہ اسلحہ تیار کرتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں اسی خاص اسلحے کے چکر میں ہوں"...... فلورا نے کہا۔

"نہیں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو وہ ٹاپ ورلڈ سے سودا کر لیتے۔ پھر فریڈ کو اس طرح ہیڈ کوارٹر آف کر کے اور جزیرے پر جا کر چھپنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ میرا اپنا آئیڈیا ہے کہ اس خاص اسلحے کی تیاری کے لئے ٹاپ ورلڈ نے کوئی خاص فارمولا چوری کرایا ہے کیونکہ کانسٹائن ایسے معاملات میں مہارت رکھتا تھا"...... باس نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ بالکل ہو سکتا ہے"...... فلورا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے بہرحال ان دونوں سے اصل بات اگلوانی ہے"...... باس نے کہا۔

"اس کے بعد ان دونوں کے بارے میں کیا حکم ہے"...... فلورا نے کہا۔

"دیکھو فلورا۔ اگر وہ فارمولا اہم ہے اور اسے کسی حکومت کے ہاتھ فروخت کر کے بڑی رقم ہاتھ آسکتی ہے تو پھر یہ فارمولا ہمیں حاصل کرنا چاہئے۔ ان دونوں کافرستانیوں نے ٹاپ ورلڈ کو ایک لحاظ سے بے بس کر کے رکھ دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ دونوں اس قدر

صلاحیتیں رکھتے ہیں کہ وہاں سے فارمولا حاصل کر لیں۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں پر مکمل بھروسہ ہے کہ تم ان ساری باتوں کو ذہن میں رکھ کر ان سے پوچھ گچھ بھی کرو گی اور فارمولا خود حاصل کرنے کی بھی کوئی پلاننگ کرو گی"...... باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو ان سے دوستی کرنی پڑے گی۔ ویسے باس۔ کیا ہمارے پاس کوئی ایسا آدمی ہے جو مجوکا جزیرے میں داخل ہو کر وہاں سے فارمولا حاصل کر سکے"...... فلورا نے کہا۔

"نہیں۔ ہماری تنظیم میں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے۔ وہاں اس قدر سخت انتظامات ہیں کہ خصوصی طور پر تربیت یافتہ افراد تو شاید یہ مشن مکمل کر سکیں لیکن ہمارا کوئی آدمی ایسا کرنے کا اہل نہیں ہے"...... باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی ایسا آدمی ہے جو اس بارے میں مدد کر سکے"...... فلورا نے چند لمحے سوچنے کے بعد پوچھا۔

"مدد۔ ارے ہاں۔ تم نے یاد دلایا۔ ٹاپ ورلڈ کی اس فیکٹری میں ایک آدمی کام کر چکا ہے۔ اس کا نام ریزے ہے۔ وہ وہاں کی سیکورٹی میں ملازم تھا لیکن پھر اس سے کوئی غلطی ہو گئی تو بلاشر نے اسے جزیرے سے باہر نکال دیا تھا۔ تب سے وہ ہمارے پاس کام کر رہا ہے۔ ریزے واقعی ان لوگوں کی مدد کر سکتا ہے۔ وہ وہاں کے بارے میں پورے حالات سے واقف ہے۔ لیکن تم نے کیا پلاننگ کی ہے"...... باس نے کہا۔

"میرا خیال ہے باس کہ میں اپنے آپ کو ٹاپ ورلڈ کی مخالف ظاہر کر کے ان کی مدد کرنے کی بات کروں گی البتہ ان سے سودا کر لوں گی کہ جب انہیں فارمولا مل جائے تو وہ اس کی ایک کاپی ہمیں دے دیں اس کے بدلے ہم ریزے کی خدمات ان کے حوالے کر دیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس ٹریپ میں آجائیں گے۔ جب یہ لوگ واپس آئیں گے تو ہم ان کے استقبال کے لئے پوری طرح تیار ہوں گے۔ اس کے بعد ان کا آسانی سے خاتمہ کیا جا سکتا ہے"...... فلورا نے جواب دیا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ اچھی پلاننگ ہے۔ میں ریزے کو ابھی تمہارے پاس پہنچنے کے احکامات دے دیتا ہوں۔ وہ تمہاری ماتحتی میں کام کرے گا لیکن اب یہ سارا مشن تم نے مکمل کرنا ہے۔ اگر تم نے کامیابی سے یہ مشن مکمل کر لیا تو پھر تمہیں بلیک ٹائیگرز کا نمبر ٹو باس بنا دیا جائے گا اور بلیک ٹائیگرز کی مجموعی آمدنی میں بھی تمہارا حصہ قائم ہو جائے گا"...... باس نے کہا۔

"بے حد شکریہ باس۔ میں اس مشن کی کامیابی کے لئے اپنی جان تک لڑا دوں گی"...... فلورا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ ایک گھنٹے بعد ریزے تمہارے آفس میں پہنچ جائے گا۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور فلورا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کسی خاص نتیجے تک پہنچ گئی ہے۔

کیپٹن شکیل کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک تو اس کا ذہن ماؤف سا رہا لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور جاگنے لگا۔

"یہ ہم کہاں ہیں"...... اچانک صفدر کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو ایک جھٹکے سے اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی اسے احساس ہو گیا کہ وہ ہوٹل کے کمرے کی بجائے کسی اور بڑے سے کمرے میں راڈز والی کرسیوں میں جکڑا ہوا بیٹھا ہے۔ اس نے گردن گھمائی تو ساتھ والی کرسی پر صفدر بھی اسی انداز میں جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔

"انتہائی حیرت انگیز۔ واقعی یہ ہم کہاں آ گئے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ ان کے سامنے دیوار میں موجود دروازہ کھلا اور ایک نوجوان عورت اندر داخل ہوئی۔ اس نے جیکٹ اور جینز

پہنی ہوئی تھی۔ چہرے پر دوستانہ مسکراہٹ تھی۔ اس کے پیچھے ایک مقامی نوجوان تھا جو مؤدب نظر آ رہا تھا۔ وہ عورت تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی ان کی طرف بڑھی اور پھر ان کی کرسیوں کے سامنے رکھی ہوئی عام سی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تم بھی بیٹھ جاؤ ریزے"...... اس عورت نے اپنے پیچھے آنے والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام"...... اس نوجوان نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر عورت کے پاس پڑی ہوئی کرسی اس نے تھوڑی سی پیچھے کھسکائی اور پھر اس پر بیٹھ گیا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں بغور انہیں دیکھ رہے تھے لیکن ان دونوں کی شکلیں ان کے لئے اجنبی تھیں۔

"میرا نام مادام فلورا ہے اور یہ میرا ماتحت ہے ریزے اور میرا تعلق ایک بین الاقوامی تنظیم بلیک ٹائیگرز سے ہے اور میں یہاں بوڈال میں بلیک ٹائیگرز کی چیف ہوں"...... عورت نے مسکراتے ہوئے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"پھر"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں اس حالت میں ہوش میں آنے کے بعد کیا سوچ رہے ہوں گے۔ لیکن یہ سب کچھ ایک مجبوری کی بنا پر کیا گیا ہے۔ ورنہ میں تمہاری دشمن نہیں دوست ہوں"...... فلورا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس دوستی کی مزید کوئی تفصیل آپ بتا سکتی ہیں"...... کیپٹن

شکیل نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"میں آپ کے سامنے پورے حالات رکھ دیتی ہوں۔ اس کے بعد
معاملے کا فیصلہ بھی آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جو فیصلہ بھی آپ کریں
گے مجھے منظور ہوگا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ دونوں کافرستانی ہیں۔
آپ میں سے ایک کا نام پرنس شکیل ہے اور دوسرے کا نام صفدر سعید
ہے۔ آپ دونوں ٹاپ ورلڈ کے خلاف رد گلی میں کام کرتے رہے اور
وہاں آپ کی کارروائی کی وجہ سے ٹاپ ورلڈ کے کئی اہم آدمی مارے گئے
اور ٹاپ ورلڈ کے چیف فریڈ کو اپنا ہیڈ کوارٹر کلوز کر کے مجوکا جزیرے پر
پناہ لینا پڑی۔ ہماری تنظیم بلیک ٹائیگرز اور ٹاپ ورلڈ کے درمیان
شروع سے ہی دشمنی اور مخالفت چلی آ رہی ہے۔ جب ہمیں آپ کی
کارروائی اور ٹاپ ورلڈ کی اس حالت کا علم ہوا تو ہم چونک پڑے۔
کیونکہ ٹاپ ورلڈ جیسی تنظیم صرف دو آدمیوں کے خوف سے اتنا بڑا
اقدام نہ کر سکتی تھی چنانچہ ہم نے اس معاملے میں دلچسپی لینی شروع کر
دی لیکن آپ وہاں سے چلے گئے لیکن جو کچھ معلومات ہمیں وہاں سے
حاصل ہوئی تھیں اس کے مطابق ہمیں سو فیصد یقین تھا کہ آپ
بوڈال ضرور آئیں گے کیونکہ یقیناً آپ کا مقصد مجوکا جزیرے پر جانے کا
ہوگا۔ بوڈال میں ہم نے آپ کی تلاش شروع کر دی اور جلد ہی ہمیں
اطلاع مل گئی کہ آپ نے مجوکا جزیرے پر سپلائی کرنے والے ادارے
فلائنگ ہارس کے سربراہ انتھونی سے اس کی رہائش گاہ پر ملاقات کی ہے
اس ملاقات کے بعد آپ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر واپس بگ ہوٹل پہنچ

گئے۔ یہ بگ ہوٹل میری ملکیت ہے اور وہاں ہم نے ہر کمرے میں ایسے
خصوصی انتظامات کئے ہوئے ہیں کہ ہم جب چاہیں ان کمروں میں
موجود افراد کو بے ہوش کر کے وہاں سے اس طرح نکال سکتے ہیں کہ
کسی کو اس کا علم نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ میرے حکم پر آپ کو وہاں ہوٹل
سے نکال کر یہاں لایا گیا۔ اس کے بعد ہم نے انتھونی کو اس کی رہائش
گاہ سے اغوا کیا اور اس سے ہم نے ساری معلومات حاصل کر لیں۔ ان
معلومات کے مطابق آپ دونوں نے انتھونی سے مجوکا جزیرے کا ایک
نقشہ حاصل کیا ہے اس سے ہم سمجھ گئے کہ اصل کھیل کیا کھیلا جا رہا
ہے۔ یقیناً ٹاپ ورلڈ نے آپ کے ملک سے کسی اہم ہتھیار کا فارمولا
چرایا ہوگا اور اب اس فارمولے کی واپسی کے لئے آپ جدوجہد کر رہے
ہیں اور آپ کا مشن اب اس مجوکا جزیرے پر جانے کا ہے لیکن ہمیں یہ
معلوم ہے کہ صرف نقشہ حاصل کر لینے سے آپ اس جزیرے پر صحیح
سلامت نہیں پہنچ سکتے۔ وہاں ٹاپ ورلڈ کے انتظامات اس قدر سخت
ہیں کہ آپ ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہمیں انتھونی نے بتایا ہے کہ
آپ نے نقشے پر موجود ایک خفیہ راستے میں بے حد دلچسپی لی ہے۔ ایسا
راستہ جس کا علم بقول انتھونی جزیرے کے انچارج بلاشر کو بھی نہیں
ہے لیکن ہمیں معلوم ہے کہ اس راستے کا علم بلاشر کو ہو چکا ہے اور اس
نے اسے بلاک کر رکھا ہے۔ یہ نوجوان جس کا نام ریمزے ہے۔ یہ
کافی طویل عرصہ مجوکا جزیرے کی لیبارٹری میں بطور سیکورٹی آفیسر کام
کر چکا ہے۔ اسے وہاں کے تمام حفاظتی انتظامات کا بھی علم ہے اور اسے

وہاں کے تمام راستوں کا بھی پتہ ہے اور یہ اس مشن میں آپ کا بہترین مددگار ثابت ہو سکتا ہے ہم بھی وہ فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ اس لئے تمہارے ساتھ سودا ہو سکتا ہے ۔ ریزے تمہاری مدد کرے گا اور جب تم وہ فارمولا حاصل کر لو تو اس کی ایک کاپی ہمیں دے دینا"۔ فلورا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ کام ریزے خود نہیں کر سکتا جبکہ بقول تمہارے یہ وہاں سے پوری طرح واقف ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں ۔ ٹاپ ورلڈ بے حد مضبوط اور فعال تنظیم ہے ۔ وہاں جزیرے پر انتہائی تربیت یافتہ لوگ موجود ہیں اور ریزے صرف وہاں کے حالات کے بارے میں جانتا ہے ۔ یہ تمہاری طرح کی صلاحیتوں کا مالک نہیں ہے ۔ اس لئے یہ اکیلا کچھ نہیں کر سکتا ۔ البتہ یہ تمہارا وہاں بہترین معاون ثابت ہو سکتا ہے"...... فلورا نے جواب دیا۔

"لیکن یہ سودا تم ہمارے پاس وہاں ہوٹل میں آکر نہیں کر سکتی تھی"...... کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم ٹاپ ورلڈ کے آدمیوں کی نظروں میں آ چکے تھے ۔ گرفن یہاں کا انچارج تھا ۔ اس کے آدمی تمہاری نگرانی کر رہے تھے اور گرفن اس سلسلے میں موکا جزیرے پر رابطہ کر کے تمہارے متعلق احکامات لینا چاہتا تھا لیکن ہم نے گرفن کو ہلاک کر دیا اور تمہیں وہاں سے نکال لائے"...... فلورا نے کہا۔

"پھر تم نے ہمیں اس طرح بے بس کر دیا ۔ کیا اس طرح سودا کیا

جاتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ایسا مجھے اس لئے کرنا پڑا کہ تمہارے جواب کا مجھے علم نہیں ہے ۔ اب تم جو جواب دو گے ۔ میں اس کے مطابق تمہارے ساتھ سلوک کروں گی"...... فلورا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ہم تمہارے ساتھ سودا کرنے سے انکار کر دیں تو"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تو پھر میں تم دونوں کو ہلاک کر دوں گی اور نقشہ حاصل کر لوں گی ۔ پھر اس نقشے کو ہم ٹاپ ورلڈ کے پاس فروخت کر کے اس سے بھاری رقم حاصل کر لیں گے اور کیا ہو سکتا ہے"...... فلورا نے جواب دیا۔

"اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ ریزے واقعی وہاں کے حالات جانتا ہے اور تم نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے"...... کیپٹن شکیل نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ریزے سے تم خود بات کر سکتے ہو ۔ یہ یقیناً تمہاری تسلی کرا دے گا ۔ باقی رہی یہ بات کہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ درست ہے یا نہیں ۔ تو اس کے لئے تم جس طرح تسلی کرنا چاہو ۔ میں تیار ہوں"...... فلورا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم پہلے ہمیں ان راڈز سے نجات دلاؤ اور کسی اچھے ماحول میں بیٹھ کر بات کرو ۔ پھر ہم سوچیں گے کہ تمہارے ساتھ سودا بھی ہو سکتا ہے یا نہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو فلورا مسکراتی ہوئی اٹھی اور

مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔اس کے اٹھتے ہی ریزے بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور وہ بھی مڑ کر فلورا کو دروازے کی طرف جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ فلورا نے دروازے کے پاس جا کر دیوار میں نصب ایک بڑے بورڈ پر لگے ہوئے کئی بٹنوں میں سے یکے بعد دیگرے دو بٹن دبائے تو سرر سرر کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں کے جسموں کے گرد موجود راڈز کرسیوں میں غائب ہو گئے اور وہ دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"ریزے۔انہیں لے کر سپیشل روم میں آجاؤ"...... فلورا نے مڑ کر ریزے سے کہا اور خود دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

"آیئے جناب"...... ریزے نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"کیا مادام فلورا درست کہہ رہی ہے ریزے"...... اس بار صفدر نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے ریزے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باقی باتوں کا تو مجھے علم نہیں ہے جناب۔ مجھے چیف نے فوری یہ حکم دیا تھا کہ میں فوراً خصوصی ہیلی کاپٹر سے روگلی سے بوڈال پہنچ کر مادام فلورا سے ملوں اور اب میں نے مادام فلورا کے ماتحت کام کرنا ہے چنانچہ میں فوری طور پر مادام فلورا سے ملا اور مادام نے مجھے وہ سب کچھ بتایا جو ابھی انہوں نے آپ کو بتایا ہے اور پھر وہ مجھے ساتھ لے کر یہاں آگئیں۔ بس مجھے تو اتنا ہی معلوم ہے"۔ساتھ چلتے ہوئے ریزے نے بتایا۔وہ اسی کمرے سے نکل کر راہداری میں سے گزرتے ہوئے آگے

بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

"کیا تم واقعی مجوکا میں سیکورٹی آفیسر رہ چکے ہو"...... صفدر نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں وہاں آٹھ سال تک کام کرتا رہا ہوں۔ وہاں کے انچارج بلاشر کے ساتھ میری بڑی گہری دوستی تھی کیونکہ بلاشر شطرنج کا کھلاڑی ہے اور میں بھی۔اس لئے ہمارے درمیان دوستی تھی۔ پھر ایک روز وہاں میری غلطی کی وجہ سے ایک اہم مشینری تباہ ہو گئی اور یہ وہاں انتہائی بڑا جرم تھا۔اس کی سزا موت ہو سکتی تھی لیکن بلاشر نے دوستی کی وجہ سے مجھے معاف کر دیا البتہ انہوں نے مجھے وہاں سے رخصت کر دیا اور ساتھ ہی انہوں نے چیف فریڈ کو بھی سفارش کی کہ مجھے سزا نہ دی جائے اور روگلی میں رکھ لیا جائے۔ لیکن چیف فریڈ نے مجھے تنظیم میں مزید رکھنے کی بجائے تنظیم سے خارج کر دیا۔اس کے بعد میں کافی عرصے تک روگلی کے ایک ہوٹل میں سپروائزری کرتا رہا پھر میں بلیک ٹائیگرز کے ساتھ اٹیچ ہو گیا"...... ریزے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔اس دوران وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے تھے جہاں کرسیاں اور صوفے رکھے ہوئے تھے۔

"آپ تشریف رکھیں۔مادام شاید کہیں گئی ہوں گی جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ابھی آجائیں گی"...... ریزے نے کمرے میں داخل ہو کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں صوفوں پر بیٹھ گئے۔ کیپٹن شکیل سے زیادہ صفدر اس ریزے میں دلچسپی لے رہا

تھا۔

"تم وہاں جانے کے لیئے ہماری کیا مدد کر سکتے ہو ریمزے"۔ صفدر نے کہا۔

"میں وہاں آپ کو اس طرح لے جا سکتا ہوں کہ بلاشر کو اس کا علم تک نہ ہو سکے گا"...... ریمزے نے جواب دیا۔

"وہ کس طرح۔ پوری تفصیل بتاؤ"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ تفصیل اس وقت بتاؤں گا جب مادام فلورا حکم دیں گی"...... ریمزے نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر تم یہ تو بتا سکتے ہو کہ وہاں کس قسم کے حفاظتی انتظامات موجود ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ بتا سکتا ہوں"...... ریمزے نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جزیرے سے ایک بحری میل تک چاروں طرف کی بحری سیکورٹی، فضائی سیکورٹی اور وہاں موجود درختوں میں موجود خفیہ آلات سے لے کر وہاں موجود بستی میں کیئے گئے حفاظتی انتظامات اور وہاں موجود تربیت یافتہ افراد کے بارے میں ساری تفصیلات بتا دیں۔

"کیا تم اس لیبارٹری اور فیکٹری میں بھی گئے ہو یا باہر بستی میں ہی رہے ہو"...... اس بار کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"میں دونوں جگہوں پر ڈیوٹی دیتا رہا ہوں"...... ریمزے نے جواب دیا۔

"تو پھر ان کے بارے میں بھی تفصیل بتا دو"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ریمزے نے تفصیل بتانی شروع کر دی اور کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے کیونکہ ریمزے نے جو کچھ بتایا تھا وہ اس نقشے کے عین مطابق تھا جو انتھونی سے انہیں ملا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ ریمزے جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ہے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور مادام فلورا اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے ایک اور آدمی تھا جس نے ہاتھوں پر ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس میں ہاٹ کافی کی پیالیاں موجود تھیں۔ اس نے ایک ایک پیالی سب کے سامنے رکھی اور پھر خالی ٹرے اٹھائے خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"اب تو ماحول ٹھیک ہے۔ اب آپ بتائیں کہ کیا آپ سودا کر سکتے ہیں یا نہیں"...... مادام فلورا نے پیالی سے گھونٹ لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"مادام فلورا۔ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم اس فارمولے کی صرف کاپی حاصل کرنے پر ہی اکتفا کرو گی۔ ہو سکتا ہے کہ پھر تم اصل پر ہاتھ ڈال دو اور ہمارا بھی خاتمہ کر دو۔ اس طرح ہماری ساری محنت ضائع ہو جائے گی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"آپ کا نام کیا ہے شکیل یا صفدر"...... مادام فلورا نے کہا۔

"میرا نام شکیل ہے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو مسٹر شکیل۔ اگر ہمارا ایسا ارادہ ہوتا تو پھر ہمیں کیا ضرورت تھی سودا کرنے کی۔ ہمیں معلوم تھا کہ آپ لوگ کیا کرنے جا رہے

ہیں ۔ ہم خاموش رہتے ۔ آپ کو بھی اس بات کا علم نہ ہو سکتا تھا کہ ہماری تنظیم اس میں دلچسپی لے رہی ہے جب آپ واپس آتے تو اچانک آپ پر حملہ کر کے آپ سے فارمولا حاصل کر لیا جاتا ۔ لیکن اس کی بجائے ہم نے سوچا کہ آپ سے بھرپور معاونت کی جائے تاکہ آپ بھی اپنا مشن مکمل کر سکیں اور ہمارا بھی کام ہو جائے "...... مادام فلورا نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" او کے مادام فلورا ۔ اب ہم مطمئن ہو گئے ہیں اور ہمیں یہ سودا منظور ہے ۔ ہم واپسی پر فارمولا کی کاپی آپ کو دے دیں گے " ۔ کیپٹن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا ۔ اس نے سوچا تھا کہ ریزے واقعی ان کی مدد کر سکتا ہے ۔ باقی رہی فارمولے والی بات تو چونکہ ان کا مقصد فارمولا حاصل کرنا نہ تھا ۔ اور ایم سی کے بارے میں ان لوگوں کو علم ہی نہیں ہے اس لئے وہ وہاں سے کوئی بھی فارمولا حاصل کر کے اس کی کاپی انہیں دے کر مطمئن کر سکتے تھے ۔ اس لئے اس نے حامی بھر لی تھی ۔

" ٹھیک ہے ۔ ہمیں آپ پر اعتماد ہے ۔ اب ریزے آپ کی پوری پوری مدد کرے گا ۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ آپ کی تلاش پورے بوڈال میں کی جا رہی ہے اور وہ لوگ آپ کو دیکھتے ہی گولی مار دیں گے لیکن ہم آپ کو کسی بات پر پابند نہیں کرنا چاہتے ۔ آپ جو بھی پلاننگ بنائیں ۔ ہم بہرحال آپ سے مکمل تعاون کریں گے "...... مادام فلورا نے کھلے لفظوں میں بات کرتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ ہم پلاننگ کر لیں گے لیکن اس پلاننگ میں ریزے کی معلومات خاص اہمیت رکھتی ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ معلومات آپ کی عدم موجودگی میں حاصل کی جائیں "...... کیپٹن شکیل نے کہا ۔

" مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ اب جبکہ بات طے ہو گئی ہے تو میرا کردار ختم ہو گیا ہے ۔ اب ریزے آپ کے ساتھ رہے گا اور آپ کے احکامات کی تعمیل کرے گا ۔ مجھے اب اجازت دیں "...... مادام فلورا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔

" شکریہ "...... کیپٹن شکیل نے کہا اور مادام فلورا مسکراتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی ۔

" اب تم بتاؤ ریزے کے وہاں جانے کے لئے تم نے کیا طریقہ سوچا ہے "...... کیپٹن شکیل نے ریزے سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" بہت سادہ سا طریقہ ہے جناب اور یہ آج رات ہی ممکن ہے ۔ ورنہ پھر ایک ماہ بعد ممکن ہو سکے گا "...... ریزے نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے ۔

" کون سا طریقہ "...... کیپٹن شکیل اور صفدر نے چونک کر پوچھا ۔

" اس جزیرے کے گرد جو حفاظتی انتظام ہے وہ زمین پر فکسڈ ہے اور آج رات چاند کی چودھویں ہے ۔ آج رات جزیرے کے گرد پانی کی سطح بے حد بلند ہو گی اور طوفانی بھی ۔ اس رات پانی کی سطح اس قدر بلند ہو

جاتی ہے کہ جزیرے کے ساحلی علاقے ڈوب جاتے ہیں۔ اس طرح یہ نظام صرف چند گھنٹوں کے لئے مکمل طور پر بالکل بے کار ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر ہم آج رات کسی تیز رفتار لانچ پر بیٹھ کر وہاں جائیں اور ٹھیک آدھی رات کے وقت جزیرے پر پہنچیں تو یقیناً ہم اس نظام سے بچ کر جزیرے پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس کے بعد آگے معاملہ آئے گا لیبارٹری میں داخل ہونے کا۔ وہاں تقریباً تمام درختوں پر سائنسی آلات نصب ہیں اس لئے اگر ہم جنگل سے ہو کر اس بستی تک گئے تو ہم چند قدم بھی نہ اٹھا سکیں گے اور ہر طرف سے ہونے والی فائرنگ ہمیں فوراً ہلاک کر دے گی اس لئے ہم جزیرے کی اس سمت سے جزیرے پر پہنچیں گے جو اس بستی سے بالکل قریب ہے۔ اس طرح انتہائی کم فاصلہ طے کر کے ہم اس بستی تک پہنچ سکیں گے لیکن اس کے لئے ہمیں درختوں کے اوپر والے حصوں پر سفر کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہوگا"...... ریزے نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"...... کیپٹن شکیل نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ تمام آلات ان درختوں کے تنوں میں نصب ہیں اس لئے ان کی رینج زمین سے زیادہ سے زیادہ دس فٹ کی بلندی تک ہے۔ زمین سے دس فٹ کی بلندی تک کوئی بھی حرکت کرتی ہوئی چیز ان کی رینج میں آ جائے گی۔ اس لئے اگر ہم دس فٹ سے اوپر اوپر ایک درخت سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے درخت پر پہنچتے ہوئے آگے بڑھیں تو

ہم ان آلات سے اپنے آپ کو آسانی سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ وہاں کے درخت بے حد مضبوط بھی ہیں اور لچکدار بھی اور آپس میں جڑے ہوئے بھی ہیں۔ اس لئے ہم آسانی سے شاخوں کے ذریعے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اس طرح ان کے تمام حفاظتی انتظامات دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور ہم اس بستی تک پہنچ جائیں گے"...... ریزے نے کہا۔ تو کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں کے چہروں پر اس کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔ واقعی ریزے نے انتہائی سادہ لیکن قابل عمل طریقہ بتایا تھا۔

"لیکن اس بستی میں پہنچنے کے بعد تو ظاہر ہے ہمیں سامنے آنا ہی پڑے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"بالکل آنا پڑے گا لیکن اس بستی کی ایک سائیڈ پر رہائشی مکان ہیں جہاں وہ لوگ رہتے ہیں جو لیبارٹری اور فیکٹری میں کام کرتے ہیں۔ ہم ان میں سے کسی مکان میں گھس جائیں گے۔ لیبارٹری اور فیکٹری میں دو شفٹیں کام کرتی ہیں۔ گو وہاں زیادہ تر کام آٹو میٹک مشینیں کرتی ہیں لیکن اس کے باوجود سو ڈیڑھ سو افراد کام کرتے ہیں۔ ان میں سیکورٹی کے افراد بھی ہوتے ہیں۔ یہ شفٹیں صبح اور رات کو آتی جاتی ہیں۔ ان کے لئے خصوصی لباس اور خصوصی کمپیوٹر کارڈ استعمال ہوتے ہیں۔ ہم ان افراد کو ہلاک کر کے ان کے لباس اور کارڈ لے کر لیبارٹری یا فیکٹری میں داخل ہو سکتے ہیں اس کے بعد فارمولا حاصل کرنا آپ کا کام ہے۔ واپسی بھی اسی طرح ہو سکتی ہے"...... ریزے

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہاں موجود زہر سے ہم کیسے بچیں گے۔ ہمیں اس کے لئے خصوصی گیس ماسک استعمال کرنے ہوں گے۔ وہ فوری طور پر کہاں سے ملیں گے"...... اس بار صفدر نے کہا۔

"میں وہاں آٹھ سال تک رہا ہوں جناب۔ وہاں کے سائنسدانوں نے مختلف تجربات کر کے ایسے کیپسول دریافت کئے ہیں جن کے کھانے سے چوبیس گھنٹے تک زہر کے اثرات انسانی جسم پر نہیں ہوتے یہ کیپسول میڈیکل میں استعمال ہوتے ہیں اور ڈاکٹر کے خصوصی نسخے پر کسی بھی بڑے میڈیکل سٹور سے مل سکتے ہیں۔ انہیں کھانے کے بعد وہاں موجود مخصوص زہر ہمارے جسم پر اثر انداز نہ ہو گا اور مادام فلورا اگر چاہیں تو یہ کیپسول فوری طور پر مہیا کر سکتی ہیں"...... ریزے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم کل بھی تو جا سکتے ہیں۔ جوار بھاٹا ایک ہی رات میں تو نہیں اتر جائے گا۔ کل ہمارے چند ساتھی آ رہے ہیں۔ ہم انہیں ساتھ لے لیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"پانی تو اتنا نہیں اترے گا لیکن اس کی طوفانی کیفیت ختم ہو جائے گی۔ اس طرح ہم نظروں میں آ سکتے ہیں۔ طوفان کی وجہ سے وہ لوگ مطمئن ہوں گے اس لئے چیکنگ نہ کریں گے۔ ویسے آپ کی مرضی۔ میں تو صرف مشورہ ہی دے سکتا ہوں۔ فیصلہ کرنا تو آپ کا کام ہے"...... ریزے نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا حرج ہے پرنس شکیل۔ اگر ہم آج رات ہی چلے جائیں۔ کام ہونا چاہئے"...... صفدر نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تمہاری یہی رائے ہے تو ایسے ہی سہی۔ لیکن اس کے لئے ہمیں سیاہ رنگ کے خصوصی لباس۔ وہ کیپسول۔ خصوصی ساخت کی لانچ اور ضروری اسلحہ بہت سی چیزیں چاہئیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"آپ ان کی فکر نہ کریں۔ مادام فلورا ان سب چیزوں کا آسانی سے انتظام کر سکتی ہیں"...... ریزے نے جواب دیا۔

"او کے۔ پھر ہم تیار ہیں۔ تم مادام سے کہہ کر یہ سارے انتظامات کر لو۔ ہم آج رات کو ہی روانہ ہو جائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں مادام کو فون کر دیتا ہوں"...... ریزے نے کہا اور اٹھ کر ایک طرف موجود میز پر رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھنے لگا۔

"ہمارا سامان ہوٹل میں ہے۔ اس کا کیا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں اس کے بارے میں بھی کہہ دیتا ہوں جناب۔ وہ بھی آ جائے گا"...... ریزے نے کہا۔

"تم بات کر کے مادام فلورا سے میری بھی بات کرانا"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ریزے نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسیور اٹھا کر

اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ریمزے بول رہا ہوں باس ہاؤس سے۔ مادام سے بات کراؤ"...... ریمزے نے کہا۔

"اچھا۔ جس وقت بھی وہ آئیں انہیں کہہ دیں کہ وہ یہاں باس ہاؤس میں مجھ سے بات کر لیں"...... ریمزے نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"مادام اپنے آفس میں موجود نہیں ہیں۔ جب بھی آئیں گی وہ خود ہی فون کر لیں گی"...... ریمزے نے فون پیس اٹھا کر کیپٹن شکیل اور صفدر کے سامنے رکھی ہوئی میز پر رکھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

چیف فریڈ۔ لارڈ واسکر اور بلاشر تینوں شیشے کے بنے ہوئے ایک بڑے سے کیبن میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے ان کے سامنے ایک لمبی چوڑی مشین موجود تھی جس پر بڑی سی سکرین روشن تھی لیکن یہ سکرین چار حصوں میں تقسیم تھی اور ہر حصے میں علیحدہ علیحدہ مناظر نظر آ رہا تھا۔ لیکن یہ سارے منظر طوفانی سمندر کے ہی تھے۔ پانی کی بڑی بڑی لہریں مسلسل طوفانی انداز میں اٹھ رہی تھیں۔

"آج جوار بھاٹا اپنے پورے زوروں پر ہے"۔ لارڈ واسکر نے کہا۔

"یس باس"...... فریڈ نے جواب دیا۔

"اب نجانے یہ لوگ کب یہاں آئیں۔ آئیں گے بھی سہی یا نہیں۔ اس لئے ہم کب تک ان کا انتظار کرتے رہیں گے"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد لارڈ واسکر نے کہا۔

"باس۔ میں نے اس کا انتظام کیا تھا۔ یہاں آنے کے لئے یہ لوگ

بوڈال ضرور آئیں گے کیونکہ بوڈال سے یہاں تک کا فاصلہ سب سے کم ہے۔ اس لئے میں نے بوڈال میں اپنی ایجنٹ فلورا اور گرفن کو الرٹ کر دیا تھا۔ دونوں کافرستانیوں کے حلیے اور ان کے قدوقامت کے بارے میں ساری تفصیلات انہیں بتا دی تھیں اور ساتھ ہی میں نے انہیں حکم دے دیا تھا کہ انہیں بوڈال میں مسلسل تلاش کیا جائے اور جیسے ہی یہ نظر آئیں انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے"۔ فریڈ نے کہا۔

"لیکن ابھی تک تو اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں آئی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ بوڈال نہیں آئے"...... لارڈ واسکر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اور طرف سے یہاں آئیں۔ بہرحال میں نے اپنے طور پر یہ انتظام کیا تھا ویسے باس آج کی رات تو کم از کم وہ یہاں نہیں آئیں گے اور نہ آ سکتے ہیں کیونکہ آج چاند کی چودھویں ہے اور سمندر کا پانی بے حد طوفانی ہے"...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہاں بیٹھنے کا کیا فائدہ"...... لارڈ واسکر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ اچانک مشین کے ایک کونے سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور وہ سب چونک پڑے۔

"اوہ۔ ٹرانسمیٹر کال"...... بلاشر نے تیز لہجے میں کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین کے کونے میں موجود ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ جیگر کالنگ۔ اوور"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی اور بلاشر اور فریڈ دونوں یہ آواز سنتے ہی چونک پڑے۔

"یس۔ فریڈ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... فریڈ نے بلاشر کو ہاتھ کے

اشارے سے روکتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ میں جیگر بول رہا ہوں بوڈال سے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"گرفن کہاں ہے اور مادام فلورا۔ تم نے کیوں کال کی ہے۔ اوور"...... فریڈ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"چیف۔ باس گرفن کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اسے مادام فلورا نے ہلاک کیا ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو فلورا نے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس نے کیوں ایسا کیا ہے۔ اوور"...... فریڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مادام فلورا ڈبل ایجنٹ ہے چیف۔ وہ بلیک ٹائیگرز کے لئے بھی کام کرتی ہے۔ اوور"...... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا اوور"۔ فریڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں چیف۔ باس گرفن اور میں نے ان دونوں کافرستانیوں کا سراغ لگا لیا تھا۔ وہ دونوں فلائنگ ہارس کے سربراہ انتھونی کی کوٹھی سے ٹیکسی میں بیٹھ کر بگ ہوٹل آئے تھے۔ یہاں ان کے کمرے بک تھے۔ باس گرفن نے میرے سامنے مادام فلورا کو فون کر کے صورتحال بتائی تو مادام فلورا نے گرفن کو کہا کہ ان دونوں کی صرف نگرانی کی جائے اور انتھونی کو اس کی رہائش گاہ سے اغوا کر کے بلیک روم میں پہنچا دیا جائے اور باس گرفن بھی وہاں پہنچ

جائے کیونکہ مادام فلورا کا خیال تھا کہ یہ دونوں کافرستانی انتھونی سے ملے ہیں اور یقیناً اس سے ان دونوں نے معلومات حاصل کی ہوں گی اور وہ ان دونوں کی بجائے انتھونی سے وہ سب کچھ معلوم کرنا چاہتی تھی جو اس نے ان دونوں کو بتایا ہوگا۔ چنانچہ گرفن نے میری اور میرے چند ساتھیوں کی ڈیوٹی ان دونوں کی نگرانی پر لگادی اور باقی ساتھیوں کو لے کر وہ انتھونی کی رہائش گاہ کی طرف چلے گئے۔ ہم نگرانی کرتے رہے۔ لیکن باس گرفن کی واپسی نہ ہوئی اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی اطلاع ملی تو میں نے مادام فلورا کے ہیڈ کوارٹر فون کیا۔ وہاں سے صرف اتنا بتایا گیا کہ باس گرفن یہاں سے جا چکے ہیں۔ میں بے حد پریشان ہوا۔ میں نے باس گرفن کو مخصوص فون نمبروں پر ٹریس کیا لیکن باس گرفن نہیں ملے تو میں مزید پریشان ہو گیا۔ مجھے کچھ شک پڑا تو میں نے مادام فلورا کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے ایک خاص آدمی کو کال کیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ مادام فلورا نے انتھونی اور باس گرفن دونوں کو ہلاک کرا دیا ہے اور چونکہ بگ ہوٹل مادام فلورا کی ملکیت ہے اس لئے اس کے مینجر کی مدد سے اس نے ان دونوں کافرستانیوں کو وہاں سے خفیہ طور پر اغوا کرا لیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس آدمی نے یہ اطلاع بھی دی کہ روگلی سے ایک خصوصی ہیلی کاپٹر پر بلیک ٹائیگرز کا ایک خاص آدمی ریمزے بھی بوڈال پہنچا ہے اور مادام فلورا اسے ساتھ لے کر کہیں چلی گئی ہے۔ ریمزے سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ وہ پہلے مجوکا جزیرے پر بطور سیکورٹی آفیسر کام کرتا رہا ہے اور آج کل وہ

بلیک ٹائیگرز سے اٹیچ ہے۔ چنانچہ میں نے مزید معلومات حاصل کیں تو مجھے معلوم ہو گیا کہ مادام فلورا دراصل بلیک ٹائیگرز کی ایجنٹ ہے اور اس نے بلیک ٹائیگرز کے چیف سے بھی فون پر بات کی ہے۔ اس پر میں نے ہوٹل کے وہ کمرے چیک کئے جہاں یہ دونوں کافرستانی موجود تھے لیکن واقعی یہ دونوں وہاں سے غائب تھے۔ اس طرح یہ بات کنفرم ہو گئی کہ مادام فلورا نے ٹاپ ورلڈ سے غداری کی ہے۔ میں نے مادام فلورا کی تلاش شروع کر دی تاکہ اس سے اصل حالات معلوم کر سکوں لیکن وہ کہیں بھی نہ ملی۔ اب سے ایک گھنٹہ پہلے مجھے اطلاع ملی کہ مادام فلورا ساحلی علاقے اسٹار ہاف کی طرف کار میں جاتی ہوئی دیکھی گئی ہے۔ میں وہاں پہنچا تو میں نے وہاں واقعی اسے چیک کر لیا۔ وہ واپس جا رہی تھی۔ میں نے اس کی کار اپنے ساتھیوں کی مدد سے روکی اور اسے بے ہوش کر کے گرفن کے آفس لے آیا۔ یہاں آکر جب میں نے اس پر تشدد کیا تو اس نے زبان کھول دی۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ دراصل یہاں بلیک ٹائیگرز کی ایجنٹ ہے اور بلیک ٹائیگرز کے چیف نے اسے اطلاع دی تھی کہ دو کافرستانی ٹاپ ورلڈ کے خلاف کام کر رہے ہیں انہیں چیک کیا جائے کہ وہ ٹاپ ورلڈ سے کیا چاہتے ہیں چنانچہ اس نے انتھونی سے معلومات حاصل کیں تو انتھونی نے اسے بتایا کہ اس نے مجوکا جزیرے پر واقع لیبارٹری اور فیکٹری کا اصل نقشہ ان دونوں کافرستانیوں کو فروخت کیا ہے۔ بلیک ٹائیگرز کے چیف کو جب فلورا نے رپورٹ دی تو چیف نے کہا کہ یہ دونوں لامحالہ

مجوکا جزیرے سے کوئی فارمولا واپس حاصل کرنے آئے ہوں گے اس لئے ان کی اس طرح مدد کی جائے کہ یہ فارمولا وہاں سے حاصل کر لیں تو پھر ان دونوں کا خاتمہ کر کے وہ فارمولا ان سے بلیک ٹائیگرز حاصل کر لے گا پھر اسے بھاری قیمت پر فروخت کر دیا جائے گا ۔چنانچہ ریمزے کو بلایا گیا اور ان دونوں کافرستانیوں سے سودا کر لیا گیا ۔ ریمزے اب انہیں ایک خصوصی لانچ میں لے کر مجوکا جزیرے کی طرف گیا ہے اور وہ انہیں چھوڑنے اسٹار ہاف کی طرف گئی تھی ۔ اوور "...... جیگر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" ویری بیڈ ۔ مادام فلورا کے متعلق تو میرے ذہن میں بھی تصور نہ تھا کہ یہ اس طرح غداری کرے گی ۔ بہر حال اب وہ کس حالت میں ہے ۔ اوور "...... فریڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا ۔

" اس وقت میرے سامنے بے ہوش پڑی ہوئی ہے ۔ اور شدید زخمی ہے کیونکہ اس کی زبان کھلوانے کے لئے مجھے اس پر خاصا سخت تشدد کرنا پڑا ہے ۔ اوور "...... جیگر نے کہا ۔

" اس سے تم نے یہ معلوم کیا ہے کہ ریمزے نے ان دونوں کافرستانیوں کو یہاں لے آنے کی کیا پلاننگ کی ہے ۔ اوور "...... فریڈ نے کہا ۔

" یس چیف ۔ اس نے بتایا ہے کہ ریمزے جوار بھاٹا کا فائدہ اٹھا کر ان دونوں کافرستانیوں کو جزیرے پر پہنچا دے گا اس کے آگے وہ دونوں کافرستانی خود ہی معاملات کو سنبھال لیں گے ۔ اوور "...... جیگر نے

جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" وہ کس چیز پر سوار ہو کر جزیرے پر آ رہے ہیں ۔ اوور "...... فریڈ نے پوچھا ۔

" ہائی ٹاپ لانچ پر چیف ۔ اوور "...... جیگر نے جواب دیا ۔

" او کے ۔ تم فلورا کو گولی سے اڑا دو اور اس کے ہیڈ کوارٹر پر بھی قبضہ کر لو ۔ آج سے میں تمہیں بوڈال میں ٹاپ ورلڈ کا انچارج مقرر کرتا ہوں ۔ جو لوگ بھی مادام فلورا کے ساتھی بلیک ٹائیگرز کے ہوں انہیں بھی گولیوں سے اڑا دو ۔ باقی اس ہائی ٹاپ لانچ کو ہم خود سنبھال لیں گے ۔ اوور اینڈ آل "...... فریڈ نے کہا اور اس کے اشارے پر بلاشر نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ آف کر دیا ۔

" تو یہ چکر چل گیا ہے ۔ ویسے یہ جیگر تو بہت کام کا آدمی ثابت ہوا ہے ۔ اگر یہ ساری معلومات حاصل کر کے ہمیں اطلاع نہ دیتا تو یہ لوگ اچانک یہاں پہنچ جاتے "...... لارڈ واسکر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" ایسی کوئی بات نہیں ہے باس ۔ ہم یہاں پوری طرح چوکنا تھے اور ہمارے حفاظتی انتظامات بھی آن ہیں ۔ یہ لوگ یہاں پہنچ ہی نہیں سکتے تھے "...... فریڈ نے جواب دیا ۔

" باس ۔ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ آسانی سے جزیرے پر پہنچ جائیں گے "...... اچانک بلاشر نے کہا تو فریڈ اور لارڈ واسکر دونوں بے اختیار چونک پڑے ۔

" کیا مطلب ۔ کیسے پہنچ جائیں گے "...... فریڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس ۔ جوار بھاٹا کی وجہ سے ساحلی علاقے پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں اس لئے جزیرے کے چاروں طرف فائر کرنے والے آلات آج کی رات کام نہ کر سکیں گے ۔ اس لئے یہ لوگ جزیرے تک تو پہنچ جائیں گے لیکن آگے درختوں کے ساتھ لگے ہوئے آلات موجود ہیں اس لئے وہ یہاں جیسے ہی پہنچ کر آگے بڑھیں گے فوراً ہلاک ہو جائیں گے " ۔ بلاشر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ واقعی اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا ۔ اس لئے وہ غدار ریمزے انہیں اس طوفانی رات کو لے کر آ رہا ہے "...... فریڈ نے کہا۔

" ویری بیڈ ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے سارے انتظامات دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور وہ لوگ جزیرے پر پہنچ جائیں گے "...... لارڈ واسکر نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا ۔ اس کی آنکھوں میں بھی تشویش کی پرچھائیاں ابھر آئی تھیں ۔

" باس ۔ آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں ۔ اگر بفرض محال وہ جزیرے پر پہنچ بھی جاتے ہیں تو اس سے کیا ہو گا ۔ دوسرے قدم پر موت کے گھاٹ اتر جائیں گے وہ "...... فریڈ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

" بہرحال ہمیں ہر لحاظ سے محتاط اور چوکنا رہنا چاہئے "...... لارڈ واسکر نے کہا اور فریڈ اور بلاشر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔

ابھی رات کا اندھیرا باقی تھا کہ عمران تنویر اور جولیا سمیت بوڈال کے ایئر پورٹ سے باہر آیا ۔ وہ سب کافرستانی کاغذات پر یہاں پہنچے تھے اور کافرستان سے آنے والی فلائٹ پچھلی رات کو ہی وہاں پہنچی تھی ۔ اسی لمحے ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے قریب آ گیا ۔

" آپ میں سے عمران صاحب کون ہیں "...... اس نوجوان نے عمران اور تنویر کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" عمران تو میں ہوں لیکن صاحب یہ ہیں "...... عمران نے صاحب کہہ کر تنویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو نوجوان بے اختیار مسکرا دیا ۔

" یہ آپ کے نام خط ہے پرنس شکیل صاحب کا ۔ یہ آپ لے لیجئے "...... نوجوان نے جیب سے ایک سفید رنگ کا لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"پرنس شکیل ۔ خاصی ترقی کر گیا ہے ۔ کیپٹن سے سیدھا پرنس ۔ ویری گڈ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لفافہ کھول کر اس نے اس کے اندر سے ایک کاغذ نکالا ۔ جولیا اور تنویر دونوں کے چہروں پر تجسس کے تاثرات نمایاں تھے ۔

"عمران صاحب ۔ ہمیں مشن کی تکمیل کے لئے فوری مجو کا جانا پڑا ہے ۔ آپ مادام فلورا سے مل لیں ۔ وہ آپ کو تفصیل بتا دیں گی شناخت کے لئے اپنا اور صفدر کا فلیٹ نمبر لکھ رہا ہوں" ۔ اس کے بعد شکیل کے مخصوص انداز کے دستخط تھے ۔

"کیا لکھا ہے اس نے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے خط جولیا کی طرف بڑھا دیا ۔

"مادام فلورا سے ملاقات کس اولڈ ہوم میں ہو سکتی ہے مسٹر" ۔ عمران نے لفافہ جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا ۔ وہ مسٹر کے بعد جان بوجھ کر خاموش ہو گیا تھا تا کہ نوجوان اپنا تعارف کرا دے ۔

"میرا نام جانسن ہے جناب ۔ مادام فلورا آپ سے اپنے ہیڈ کوارٹر میں ملاقات کریں گی ۔ انہوں نے مجھے یہاں اسی لئے بھیجا ہے تا کہ میں آپ کو ان کے پاس لے جاؤں"...... نوجوان نے کہا ۔

"او کے ۔ چلو ۔ اگر یہاں اولڈ ہوم کو ہیڈ کوارٹر کہا جاتا ہے تو ایسے ہی سہی"...... عمران نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا ۔

"اولڈ ہوم ۔ کیا مطلب جناب ۔ آپ بار بار یہ الفاظ کیوں استعمال

کر رہے ہیں"...... جانسن نے ایک طرف کھڑی کار کی طرف بڑھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"ظاہر ہے اس مغربی معاشرے میں جب کوئی خاتون مادام بن جاتی ہے تو پھر اسے بوڑھوں کے لئے بنائے گئے اولڈ ہوم میں ہی رہنا پڑتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو جانسن بے اختیار ہنس پڑا

"اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ اس لئے آپ بار بار اولڈ ہوم کے الفاظ ادا کر رہے ہیں ۔ ایسی کوئی بات نہیں جناب ۔ وہ نوجوان خاتون ہیں لیکن چونکہ وہ بوڈال میں اپنی تنظیم کی چیف ہیں اس لئے انہیں احتراماً مادام کہا جاتا ہے"...... جانسن نے کار کے قریب پہنچ کر دروازے کا لاک کھولتے ہوئے کہا ۔

"کس تنظیم کی چیف ہیں وہ"...... عمران نے چونک کر پوچھا ۔

"سوری ۔ ہمیں تنظیم کا نام کھلے عام لینے کی اجازت نہیں ہے" ۔ جانسن نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باری باری کار کے دروازے کھولنے شروع کر دیئے ۔

"تم آگے بیٹھو جولیا"...... عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا خاموشی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی جبکہ عمران اور تنویر عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے ۔ جانسن نے دروازے بند کئے اور پھر وہ سٹیئرنگ پر بیٹھ گیا ۔ دوسرے لمحے کار سٹارٹ ہوئی اور پھر ایک ہلکے سے جھٹکے سے آگے بڑھتی چلی گئی ۔

"تم اس طرح اطمینان سے کیوں اس کے ساتھ جا رہے ہو ۔ کہیں

یہ ہمارے لئے کوئی ٹریپ نہ ہو"...... تنویر نے پاکیشیائی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"فلیٹ نمبر درست ہیں اور دستخط بھی واقعی کیپٹن شکیل کے ہیں اور دستخط کرنے کا انداز بتا رہا ہے کہ اس نے اپنی رضا مندی اور اطمینان سے کئے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اگر کوئی ٹریپ ہے بھی سہی تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارے دونوں ساتھی اس ٹریپ میں پھنس چکے ہیں۔ اس طرح بہرحال ہم ان کے پاس تو پہنچ جائیں گے۔ ورنہ ہم کہاں انہیں تلاش کرتے پھرتے"...... عمران نے بھی پاکیشیائی زبان میں جواب دیتے ہوئے کہا اور تنویر کے ساتھ ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی جولیا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ جولیا کے ذہن میں بھی شاید یہی بات موجود تھی جس کا اظہار تنویر نے کیا تھا۔ کار مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔ جانسن نے دو بار مخصوص انداز میں ہارن دیا تو پھاٹک میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا اور جانسن کار اندر لے گیا۔ پورچ خالی پڑا ہوا تھا۔ جانسن نے کار پورچ کے اندر روکی۔

"آیئے جناب"...... جانسن نے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔ برآمدے میں دو مقامی مسلح آدمی موجود تھے۔

"مادام کہاں ہیں"...... جانسن نے آگے بڑھ کر ان مسلح آدمیوں

میں سے ایک سے پوچھا۔

"سپیشل روم میں ہیں"...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور جانسن سر ہلاتا ہوا درمیانی راہداری کی طرف بڑھ گیا عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے راہداری کی طرف بڑھ گئے۔ راہداری کے آخر میں سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔ وہ ان سیڑھیوں پر اترتے چلے گئے۔ سیڑھیوں کے اختتام پر لوہے کا ایک مضبوط دروازہ تھا۔ دروازہ بند تھا اور اس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ جانسن نے ایک سائیڈ پر دیوار میں نصب ڈور فون کا بٹن پریس کر دیا۔

"جانسن بول رہا ہوں مادام۔ مہمان آگئے ہیں"...... جانسن نے بٹن دبا کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ انہیں اندر بھجوا دو"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ تحکمانہ تھا۔ اس کے ساتھ ہی دروازے کے اوپر لگا ہوا سرخ رنگ کا بلب بجھ گیا اور دروازے کی ایک سائیڈ پر ایک چھوٹی سی کھڑکی کھل گئی۔

"تشریف لے جائیں جناب۔ مادام آپ کی منتظر ہیں"...... جانسن نے ایک سائیڈ پر ہٹتے ہوئے کہا۔

"سوری مسٹر جانسن۔ پہلے تم اندر جاؤ گے"...... عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر اس کھلی کھڑکی کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میرا بازو تو چھوڑ دیجئے"...... جانسن نے کہا اور عمران نے اس کا بازو چھوڑ دیا۔ پھر جانسن جھک کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے

پیچھے عمران اندر چلا گیا پھر اس کے عقب میں جولیا اور آخر میں تنویر اندر داخل ہو گیا ۔ یہ ایک خاصا بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں صوفے ۔ کرسیاں اور میزیں اس انداز میں رکھی ہوئی تھیں جیسے یہ میٹنگ روم ہو ۔ لیکن کمرہ خالی تھا ۔ ایک سائیڈ پر اندھے شیشے کا ایک دروازہ دیوار میں نصب نظر آ رہا تھا ۔

" ادھر آ جائیے "...... وہی نسوانی آواز شیشے کے دروازے کے پیچھے سے آتی سنائی دی ۔

" یہ گڑ بڑ ہے "...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ قدم اٹھاتے اچانک چھت سے سائیں سائیں کی تیز آوازیں سنائی دیں اور پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر کسی نے تاریک چادر ڈال دی ہو ۔ پھر جس طرح اچانک یہ تاریک چادر اس کے ذہن پر پڑی تھی اسی طرح اچانک غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا ۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک اور بڑے سے کمرے میں راڈز والی کرسی میں راڈز سے جکڑا ہوا بیٹھا تھا ۔ اس کے ایک طرف تنویر اور دوسری طرف جولیا تھی اور وہ دونوں بھی راڈز میں جکڑے ہوئے تھے ۔ کمرہ اور اس کے دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے ۔

" یہ ہم کہاں آ گئے ہیں "...... تنویر اور جولیا کی بیک وقت حیرت بھری آوازیں سنائی دیں ۔

" اب تو مجھے یقین آ گیا ہے کہ جانسن درست کہہ رہا تھا کہ مادام فلورا کسی تنظیم کی چیف ہے ۔ چیف اس طرح ہی مہمانوں کا استقبال کرنے کے عادی ہوتے ہیں "...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد اور درمیانے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا ۔ دیکھنے میں وہ عام سا جرائم پیشہ آدمی نظر آ رہا تھا ۔ اس کے جسم پر لباس بھی عام غنڈوں جیسا ہی تھا ۔ اس کے عقب میں ایک اور آدمی تھا جس کے ہاتھ میں مشین گن پکڑی ہوئی تھی ۔

" تو تم ہو ان کافرستانیوں کے ساتھی "...... آنے والے نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا ۔

" حیرت ہے یہاں مردوں کو بھی مادام کہا جاتا ہے اور نام بھی عورتوں جیسے رکھے جاتے ہیں ۔ کمال ہے ۔ پھر تو بڑا عجیب شہر ہوا یہ "...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" کیا مطلب ۔ کیا کہنا چاہ رہے ہو تم "...... اس آدمی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" ہمیں بتایا گیا تھا کہ ہم مادام فلورا کے مہمان ہیں جو کسی خفیہ تنظیم کی چیف ہے "...... عمران نے کہا تو وہ آدمی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا ۔ اس کے قہقہہ مارنے اور ہنسنے کا انداز ہی بتا رہا تھا کہ وہ زیر زمین کے نچلے طبقے کا آدمی ہے ۔

" مادام فلورا کی لاش تو کسی گٹر میں بہہ رہی ہو گی ۔ میرا نام جنگیر ہے اور میں اب یہاں بوڈال میں ٹاپ ورلڈ کا چیف ہوں "...... اس

آدمی نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ وہ بڑے فاخرانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا مادام فلورا بھی یہاں ٹاپ ورلڈ کی چیف تھی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ لیکن وہ ڈبل ایجنٹ تھی ۔ وہ ٹاپ ورلڈ کے ساتھ ساتھ بلیک ٹائیگرز کی بھی یہاں کی چیف تھی اور اس نے ٹاپ ورلڈ کی بجائے بلیک ٹائیگرز کے لئے کام کیا۔ اس لئے میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے اور اب چیف نے مجھے یہاں کا چیف مقرر کر دیا ہے"...... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم کافرستانیوں کے ساتھی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"میں تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں تاکہ تم زیادہ سوال کرنے سے بچ جاؤ۔ دو کافرستانی روڈگلی میں ٹاپ ورلڈ کے خلاف کام کر رہے تھے ۔ انہوں نے وہاں ٹاپ ورلڈ کے کافی بڑے آدمی مار ڈالے ۔ وہ مجوکا جزیرے پر جانا چاہتے تھے کیونکہ باس فریڈ روڈگلی میں ہیڈ کوارٹر بند کر کے وہاں شفٹ ہو گیا تھا۔ جب ٹاپ ورلڈ نے ان دو کافرستانیوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو وہ وہاں سے غائب ہو گئے ۔ چنانچہ سارے ساڈان کو الرٹ کر دیا گیا۔ خاص طور پر بوڈال میں مادام فلورا اور ہمارے گروپ کے چیف گرفن کو ۔ کیونکہ چیف فریڈ کو خطرہ تھا کہ یہ دونوں لامحالہ مجوکا جزیرے پر آئیں گے اور اس کے لئے وہ لازماً

بوڈال پہنچیں گے ۔ چنانچہ ہم یہاں الرٹ ہو گئے ۔ پھر گروپ چیف گرفن نے انہیں تلاش کر لیا لیکن وہ چونکہ مادام فلورا کا ماتحت تھا اس لئے اس نے اس سے ہدایات لیں ۔ یہ دونوں کافرستانی مجوکا جزیرے پر مال سپلائی کرنے والے ایک آدمی انتھونی سے ملے ۔ مادام فلورا نے ان دونوں کو فوراً گولی مارنے کی بجائے ان کی نگرانی اور انتھونی کو اغوا کرنے کا حکم دے دیا اور گروپ چیف گرفن ہمیں نگرانی پر چھوڑ کر دوسرے ساتھیوں سمیت انتھونی کو اغوا کرنے کے لئے چلا گیا ۔ پھر جب وہ واپس نہ آیا تو مجھے شک ہوا۔ میں نے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ گرفن انتھونی کو اغوا کر کے یہاں اس جگہ لے آیا تھا ۔ یہ مادام فلورا کا ہیڈ کوارٹر ہے ۔ یہاں مادام فلورا نے انتھونی سے معلومات حاصل کر کے انتھونی کے ساتھ ساتھ گرفن کو بھی ہلاک کر دیا اور اپنے آدمیوں سے دونوں کافرستانیوں کو اغوا کرا کے اپنے دوسرے کسی اڈے پر بھجوا دیا ۔ پھر معلوم ہوا کہ مجوکا جزیرے پر کام کرنے والے ایک آدمی ریزے کو اس نے بلا کر ان دونوں کو کل رات مجوکا جزیرے پر بھجوا دیا۔ مجھے اس وقت ان سب باتوں کا پتہ چلا جب وہ یہاں سے جا چکے تھے ۔ میں نے مادام فلورا کو پکڑ لیا اور پھر اس پر تشدد کر کے میں نے سب کچھ معلوم کر لیا اور اس نے بتایا تھا کہ ان دونوں کافرستانیوں نے اسے بتایا تھا کہ کل ان کے ساتھی آرہے ہیں ۔ ان میں سے ایک کا نام علی عمران ہوگا اور ایک کافرستانی نے اس کے نام رقعہ دیا تھا۔ میں نے مجوکا جزیرے پر کال کر کے باس فریڈ کو تمام تیقت

بتا دی اور چیف باس نے مجھے یہاں کا چیف بنا دیا۔ مجھے معلوم ہے کہ دونوں کافرستانی انتہائی خطرناک لوگ ہیں اور تم ان کے ساتھی ہو۔ اس لئے تم بھی ان کی طرح خطرناک ہو گے۔ اس لئے میں نے تمہارے ساتھ یہ سارا ڈرامہ کھیلا اور اب تم یہاں قید ہو"...... جیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہمارے ساتھی جو مجوکا جزیرے پر گئے تھے ان کا کیا ہوا"۔ عمران نے پوچھا۔

"اب تک ان کی لاشیں بھی آدم خور مچھلیاں کھا چکی ہوں گی۔ جزیرے پر کوئی غیر آدمی زندہ سلامت نہیں پہنچ سکتا اور چند لمحوں بعد تمہاری لاشیں بھی۔ لیکن نہیں۔ صرف تم دونوں مردوں کی لاشیں گٹر میں بہہ رہی ہوں گی اور یہ تمہاری ساتھی عورت مجھے پسند آ گئی ہے اس لئے میں ابھی اسے زندہ رکھوں گا"...... جیگر نے اپنی فطرت کے عین مطابق اوباشانہ انداز میں کہا۔

"کیا تم نے اپنے باس فریڈ کو کال کر کے ہمارے ساتھیوں کے بارے میں پوچھا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے پوچھنے کی۔ میرا کام اطلاع دینا تھا اور وہ میں نے دے دی۔ ویسے بھی پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہ لازماً مر چکے ہوں گے"...... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمارے ساتھیوں کو آخر ایسی کیا مجبوری تھی کہ وہ ہمارا انتظار کئے بغیر کل رات ہی جزیرے پر چلے گئے"۔ عمران نے کہا۔

"مادام فلورا نے بتایا تھا کہ اس کا مشورہ انہیں ریمزے نے دیا تھا وہ آدمی جو ان کے ساتھ گیا ہے۔ باقی مجھے نہیں معلوم اور اب باتیں ختم۔ اب تم دونوں چھٹی کرو"...... جیگر نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اس نے مڑ کر اپنے ساتھی کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹ لی۔

"میری بات سنو جیگر"...... اچانک جولیا نے کہا تو جیگر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان سے میری دوستی جہاز میں ہوئی تھی۔ یہ ایشیائی ہیں جبکہ میں سوئس ہوں۔ اس لئے پلیز تم مجھے مت مارو"...... جولیا نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں۔ اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہ رہا تھا۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ میں تمہیں ابھی نہیں ماروں گا۔ ابھی تم میرے پاس رہو گی"...... جیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تمہارے ساتھ رہنے کے لئے تیار ہوں۔ تم انہیں بے شک ہلاک کر دو۔ مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن میری کرسی ان کے بالکل قریب ہے اور تم نے انہیں ہلاک کرنا ہے۔ ان کا خون مجھ پر گرے گا اور میں خون سے بے حد الرجک ہوں۔ میرے جسم پر آبلے پڑ جائیں گے۔ اس لئے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مجھے یہاں سے ہٹا کر ذرا فاصلے پر پڑی کرسی پر جکڑ دو"...... جولیا نے کہا۔

"بالکل ہو سکتا ہے سویٹ ہنی ۔ بالکل ہو سکتا ہے"...... جیگر نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"ڈان"...... جیگر نے عقب میں کھڑے آدمی سے گردن موڑ کر مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس سویٹ ہنی کے راڈز ہٹادو اور پھر اسے سب سے آخری کرسی پر بٹھادو"...... جیگر نے کہا۔

"باس ۔ یہ عورت اگر ان کی ساتھی ہوئی تو پھر یہ بھی ان کی طرح خطرناک ہوگی"...... ڈان نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ۔ یہ عورت ہمارا کیا بگاڑ سکتی ہے ۔ چلو جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو"...... جیگر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا تو ڈان تیزی سے آگے بڑھا اور پھر کرسیوں کی سائیڈ سے گھوم کر ان کے عقب میں آیا۔ دوسرے لمحے کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی جولیا کے جسم کے گرد موجود راڈز ختم ہوگئے اور جولیا اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔

"ادھر سب سے آخری کرسی پر جاکر بیٹھ جاؤ"...... جیگر نے مشین گن کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا تم مجھے دوبارہ راڈز میں جکڑو گے ۔ کیا تم ایک نہتی عورت سے ڈرتے ہو"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ ورنہ ایک لمحے میں گولیوں سے اڑا دوں گا"...... جیگر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا ۔ ناراض کیوں ہوتے ہو ۔ جو تم کہو گے میں ویسے ہی کروں گی"...... جولیا نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے کرسیوں کی قطار کے آخری سرے کی طرف بڑھ گئی جبکہ ڈان کرسیوں کے عقب میں چلتا ہوا آخری کرسی کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"تم اس کے عقب میں کھڑے ہو جاؤ ڈان"...... جیگر نے ڈان سے کہا ۔ اور ایک بار پھر مشین گن کا رخ عمران اور تنویر کی طرف کر دیا۔

"ایک منٹ ۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ مادام فلورا نے تمہیں وہ سب کچھ بتا دیا ہے جو ہمارے ساتھیوں نے اسے بتایا تھا"۔ اچانک عمران نے کہا۔

"نہ بھی بتایا ہو تو کیا ہوگا"...... جیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے اسے ڈان کی چیخ سنائی دی اور وہ تیزی سے اس کی طرف مڑا اور عمران اور تنویر نے بھی ساتھ ہی گردنیں موڑیں تو انہوں نے ڈان کو چیختے ہوئے اچھل کر سائیڈ والی دیوار کی طرف بے تحاشا انداز میں دوڑ کر جاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ۔ کیا ہوا"...... جیگر نے حیران ہو کر کہا اور ساتھ ہی وہ ڈان کی طرف لاشعوری طور پر مڑا ہی تھا کہ جس طرح بادلوں میں بجلی لہراتی ہے اس طرح جولیا کا جسم فضا میں لہراتا ہوا ایک دھماکے سے جیگر سے آکر ٹکرایا اور جیگر چیختا ہوا اچھل کر پیچھے عقب میں موجود کرسی سے ٹکرایا اور پھر کرسی سمیت عقبی طرف جا گرا ۔ اس کے ہاتھ

سے مشین گن نکل کر ایک طرف جا گری تھی۔ اسی لمحے ڈان بھی دوڑتا ہوا دیوار کی طرف جا رہا تھا دیوار سے ایک دھماکے سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ جولیا نے بڑے ماہرانہ انداز میں جنگیر کو فلائنگ کک ماری تھی اور جنگیر کو گرا کر وہ قلابازی کھا کر سیدھی ہوئی اور پھر اس سے پہلے کہ ڈان اور جنگیر دونوں اٹھتے۔ جولیا مشین گن جھپٹ کر سیدھی کھڑی ہو چکی تھی۔ اس کے ساتھ ہی مشین گن کی تڑتڑاہٹ سنائی دی اور کمرہ ڈان کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ اٹھنے کی کوشش میں ہی گولیوں کا شکار ہو گیا تھا۔

"اب تم کھڑے ہو جاؤ جنگیر۔ اور اپنے ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو"...... جولیا نے مشین گن کا رخ فرش پر پڑے پلکیں جھپکاتے ہوئے جنگیر کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ [illegible] کے جسم میں اترنے والی گولیوں اور اس کی چیخوں کی آوازیں سن کر اٹھنے کی کوشش کرتے کرتے یکلخت ساکت ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات منجمد سے ہو کر رہ گئے تھے۔

"تم۔ تم۔ تم نے یہ سب کچھ کیسے کر لیا"...... جنگیر نے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خبردار۔ اگر ذرا بھی غلط حرکت کی تو"...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس نے یکلخت ایک طرف چھلانگ لگا دی اور کرسی اس کے قریب سے گزرتی ہوئی ایک طرف دھماکے سے گری۔ جنگیر نے اٹھتے ہوئے واقعی انتہائی مہارت سے اچانک کر

جولیا پر ماری تھی۔ اگر جولیا کو اچھل کر ایک طرف ہٹنے میں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو کرسی کی ضرب سے کم از کم مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل جاتی۔ دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی جنگیر کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا لیکن دوسرے لمحے وہ حیرت سے اس طرح اپنے آپ کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ مشین گن سے نکلنے والی گولیاں اس کے جسم کے دونوں اطراف سے اتنے قریب سے اسے چھوئے بغیر نکل جائیں گی۔

"اب اگر تم نے غلط حرکت کی تو گولیاں جسم کے اندر اتار دوں گی"...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مت مارو"...... جنگیر کی ساری اکڑ فوں ختم ہو گئی تھی اور اب اس کا چہرہ خوف کی شدت سے زرد پڑ گیا تھا۔ جولیا نے اس کے جسم کے دونوں اطراف سے گولیاں گزار کر اسے واقعی ذہنی اور نفسیاتی طور پر شدید خوفزدہ کر دیا تھا۔ ویسے یہ مظاہرہ جولیا کی بے پناہ مہارت کا بھی منہ بولتا ثبوت تھا کیونکہ اس انداز میں مشین گن سے گولیاں چلانا کہ حرکت کرتے ہوئے آدمی کے دونوں اطراف سے گولیاں گزر جائیں اور ایک گولی بھی اس کے جسم کو نہ چھو سکے۔ واقعی اس کی بے پناہ مہارت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

"سر پر دونوں ہاتھ رکھ کر دیوار کی طرف چلو اور پھر دیوار پر دونوں ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جاؤ"...... جولیا نے کہا اور جنگیر نے دونوں ہاتھ سر پر رکھے اور تیزی سے مڑ کر دیوار کی طرف بڑھنے لگا۔

"ادھر دروازے کی طرف چلو۔ ادھر دوسری طرف"...... جولیا نے اس کے پیچھے تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

"گولیوں سے اڑا دو اسے۔ کیوں خواہ مخواہ اسے زندہ رکھ رہی ہو"...... اچانک تنویر کی آواز سنائی دی۔

"نہیں۔ جب تک یہ غلط حرکت نہیں کرے گا زندہ رہے گا۔ ہمیں اسے گولی مار کر کیا ملے گا"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے جیگر نے دیوار کے قریب پہنچ کر دونوں ہاتھ سر سے اونچے کر کے دیوار پر رکھے اور اسی لمحے جولیا نے جو اس کے سر پر پہنچ چکی تھی۔ بڑی پھرتی سے مشین گن کو نال سے پکڑ کر جیگر کے سر پر مشین گن کے بھاری دستے کا وار کر دیا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختی ہوئی اچھل کر ایک طرف فرش پر جا گری جبکہ جیگر بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر ایک طرف گرنے والی مشین گن کی طرف بڑھا اور اس نے انتہائی حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مشین گن اٹھا لی اور تیزی سے سیدھا ہوا ہی تھا کہ ایک کرسی اڑتی ہوئی اس کی طرف آئی لیکن جیگر واقعی پھرتیلا آدمی تھا۔ وہ تیزی سے ایک طرف ہٹا اور کرسی اس کے قریب سے ہوتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی لیکن دوسرے لمحے جیگر کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ گھومتا ہوا ایک بار پھر نیچے فرش پر جا گرا۔ جولیا نے اس پر کرسی پھینکتے ہی دوسرے لمحے اس پر خود بھی چھلانگ لگا دی تھی اور جیگر جو کرسی سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے ایک طرف ہٹا تھا مار کھا گیا کیونکہ اس کا ذہن کرسی کی طرف تھا۔ اس لئے وہ جولیا کی

چھلانگ سے اپنے آپ کو نہ بچا سکا تھا۔ جولیا نے نیچے گرتے ہی الٹی قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی جبکہ جیگر باوجود پھرتیلا ہونے کے اس قدر جلدی نہ دکھا سکا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا۔ جولیا کی لات گھومی اور جیگر کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ جولیا کے جوتے کی نوک پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر پڑی تھی۔ پھر تو جیسے جولیا مشین بن گئی۔ کمرہ جیگر کی چیخوں سے گونجتا رہا اور اس نے اپنے آپ کو بچانے کی کافی کوشش کی لیکن جولیا کی بے پناہ پھرتی تیزی اور اس کی نشانے پر لگنے والی جوتیوں کی ضربوں سے اپنے آپ کو نہ بچا سکا اور چند لمحوں بعد ہی اس کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون رسنے لگا تھا۔ ایک گال جوتے کی ضرب سے پھٹ گیا تھا۔

"گڈ شو جولیا۔ تم نے واقعی اپنے آپ کو قابو میں رکھنے کا بہترین مظاہرہ کیا ہے اور ان حالات میں بھی اسے ہلاک نہیں کیا ہے"...... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا تو جولیا مسکراتی ہوئی مڑی اور اس نے مشین گن اٹھائی اور پھر دوڑتی ہوئی کرسیوں کے عقب کی طرف بڑھی۔

"خواہ مخواہ وقت ضائع کیا ہے۔ ڈان کی طرح اس کا بھی خاتمہ کر دینا تھا۔ ہم نے اس کا اچار تو نہیں ڈالنا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اسے زندہ رکھنا ضروری تھا کیونکہ اس سے ہمیں

وہ فریکونسی یا فون نمبر معلوم ہو سکتا ہے جس سے ہم اس جزیرے سے رابطہ کر کے کیپٹن شکیل اور صفدر کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں"...... جولیا نے عمران کی کرسی کے عقبی پائے پر پیر مارتے ہوئے کہا اور کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی عمران کے جسم کے گرد راڈز غائب ہو گئے اور عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دوسرے لمحے تنویر بھی راڈز سے آزاد ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"گڈ شو جولیا...... میں اس لئے خاموش رہا تھا کہ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ ان حالات میں تمہارا ذہنی رد عمل کس انداز میں سامنے آتا ہے۔ اگر تم اسے مار ڈالتی تو میں یہی سمجھتا کہ تم میں اپنے ذہن کو ہر حالت میں کنٹرول میں رکھنے کا فقدان ہے لیکن تم نے نہ صرف انتہائی اشتعال آمیز حالات میں بھی اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھا ہے بلکہ تم نے یہ بات کر کے کہ اس کے زندہ رہنے سے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ یہ ثابت کر دیا ہے کہ چیف کا انتخاب غلط نہیں ہے"...... عمران نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور جولیا کا چہرہ عمران کے منہ سے اپنی تعریف سن کر گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔ اور تنویر نے اس طرح منہ بنا لیا جیسے عمران نے بات نہ کی ہو بلکہ اس کے منہ میں کونین کی گولیوں کا پورا پیکٹ انڈیل دیا ہو۔

"تم اسے کرسی پر جکڑ دو۔ میں باہر جا کر اس کے ساتھیوں کو چیک کر آؤں"...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ یہ کام میں کروں گا۔ تم باہر جا کر پھر انہیں قید کرنے اور ان سے پوچھ گچھ کرنے کے چکر میں پڑ جاؤ گے"...... تنویر نے کہا اور اپنے سامنے فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھا کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے جیگر کو اٹھایا اور اسے کرسی پر بٹھا دیا۔ جبکہ جولیا نے کرسی کے عقب میں جا کر بٹن کو پریس کر دیا تو جیگر کا جسم راڈز میں جکڑا گیا۔ تنویر اس دوران دروازہ کھول کر باہر جا چکا تھا۔

"تنویر آ جائے تو پھر اس سے پوچھ گچھ کی جائے"۔ عمران نے کہا۔

"پوچھ گچھ کیا کرنی ہے جو کچھ اس نے بتانا تھا وہ یہ پہلے ہی بتا چکا ہے اس سے وہ فریکونسی معلوم کرو جس سے جزیرے پر کال کی جا سکتی ہے تاکہ کیپٹن شکیل اور صفدر کے بارے میں معلوم ہو سکے"...... جولیا نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ کیپٹن شکیل اور صفدر اتنے تر نوالے نہیں کہ یہ لوگ آسانی سے انہیں ہضم کر سکیں گے"...... عمران نے جولیا کے لہجے میں موجود بے چینی کو محسوس کرتے ہوئے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ آخر کیپٹن شکیل اور صفدر کو ایسی کیا مجبوری تھی کہ انہوں نے ہمارا انتظار تک نہیں کیا"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کوئی پلاننگ ایسی ہو کہ جس پر فوری عمل ہو سکتا

ہو"...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور تنویر اندر آ گیا۔

"باہر چھ آدمی موجود تھے۔ میں نے سب کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ویسے یہ کافی بڑا ہیڈ کوارٹر ہے"...... تنویر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کہیں کوئی کارڈلیس فون یا ٹرانسمیٹر بھی نظر آیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ دونوں موجود ہیں۔ کیوں"...... تنویر نے چونک کر جواب دیا۔

"وہ دونوں یہاں لے آؤ"...... عمران نے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے مڑ کر کرسی پر جکڑے ہوئے بے ہوش جیگر کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹا لئے اور پیچھے ہٹ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ جولیا نے بھی فرش پر گری ہوئی کرسی اٹھائی اور عمران کی کرسی کے ساتھ رکھ کر وہ بھی اس پر بیٹھ گئی۔ اسی لمحے جیگر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے چند لمحے تو وہ لاشعوری کے عالم میں رہا پھر اس کا شعور جاگ اٹھا اور اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

"تمہیں ہوش آ گیا ہے جیگر۔ اسے غنیمت سمجھو کہ تم زندہ رہے ہو ورنہ مس جولیا کے ہاتھوں قبر میں اتر جاتے تو پھر تمہیں ہوش قیامت

کے روز ہی آتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاش مجھے معلوم ہوتا کہ یہ عورت اس قدر خوفناک لڑاکا ہے۔ ڈان نے درست کہا تھا کہ یہ تمہاری ساتھی ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ میں اب بے بس ہو چکا ہوں۔ بولو اب کیا کہتے ہو"...... جیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"شکل اور گفتگو سے تو تم تھرڈ کلاس غنڈے لگتے ہو۔ لیکن بعض اوقات باتیں بڑی بڑی کرنے لگ جاتے ہو"...... عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا تو جیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"بڑا غنڈہ بننے کی کوشش کے چکر میں ہی تو میری یہ حالت ہوئی ہے۔ ورنہ پہلے ہی وہیں ایئرپورٹ پر ہی تم پر چاروں طرف سے فائرنگ کرا دیتا تو آج یہ نوبت نہ آتی"...... جیگر نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس دیا۔

"تم فکر نہ کرو۔ ہم تمہیں بڑا غنڈہ بننے کا پورا پورا موقع دیں گے اور ہمیں تمہارے ساتھ براہ راست کوئی دشمنی بھی نہیں ہے البتہ ہمیں اپنے دو ساتھیوں کے بارے میں فکر ہے کہ ان کا کیا ہوا۔ اگر تم مجوکا جزیرے پر کال کر کے یہ معلوم کر دو کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے تو میرا وعدہ کہ تم زندہ بھی رہو گے اور آزاد بھی کر دیئے جاؤ گے"...... عمران نے کہا۔

"پوچھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وہاں جانے والا کسی صورت زندہ بچ ہی نہیں سکتا"...... جیگر نے جواب دیا۔

"تم کبھی وہاں گئے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں ۔ میں وہاں کبھی نہیں گیا لیکن میں نے سنا ہوا ہے کہ وہاں اس قدر سخت حفاظتی انتظامات ہیں کہ وہاں باس کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا سانس بھی نہیں لے سکتا"...... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور تنویر اندر داخل ہوا تو اس نے مشین گن کاندھے سے لٹکائی ہوئی تھی ۔ اس نے ایک ہاتھ میں کارڈلیس فون اور دوسرے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر پکڑا ہوا تھا۔

"وہاں مجوکا جزیرے پر فون سے یا ٹرانسمیٹر کال کرتے ہو" ۔ عمران نے جیگر سے پوچھا۔

"فون کا لنک نہیں ہے ۔ ٹرانسمیٹر کال کی جاتی ہے"...... جیگر نے جواب دیا۔

"تو پھر فریکونسی بتاؤ ۔ میں وہ ایڈجسٹ کرتا ہوں ۔ تم اپنے باس سے بات کرو ۔ انہیں بے شک بتا دینا کہ تم نے ان دو کافرستانیوں کے ساتھیوں کو پکڑ لیا ہے ۔ لیکن ہمیں اپنے ساتھیوں کے بارے میں درست معلومات چاہئیں"...... عمران نے کہا۔

"اگر میں انکار کر دوں تو"...... جیگر نے کہا۔

"سوچ لو ۔ میں تمہیں بڑا غنڈہ بننے کا آخری موقع دینا چاہتا ہوں ۔ دوسری صورت میں تم قبر میں اتر جاؤ گے اور میں تمہاری آواز میں خود ہی بات کر لوں گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم واقعی مجھے زندہ چھوڑ دو گے"...... جیگر نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ میں نے تم سے کہا تو ہے ۔ یہاں تم چیف رہو یا تمہاری جگہ کوئی اور ۔ مجھے اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے ۔ مجھے تو صرف اپنے ساتھیوں سے دلچسپی ہے اور بس اور یہ بھی بتا دوں کہ وہ غلط ٹریک پر کام کر رہے ہیں ۔ ہم انہیں واپس لینے آئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"او کے ۔ پھر فریکونسی ایڈجسٹ کرو ۔ میں بات کرتا ہوں ۔ لیکن جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ تمہارے ساتھیوں کا اب زندہ واپس آنے کا کوئی سکوپ نہیں ہے"...... جیگر نے کہا۔

"جو ہو گا سو ہو گا ۔ کم از کم ہمیں اطلاع تو مل جائے گی"...... عمران نے کہا تو جیگر نے ایک فریکونسی بتا دی ۔ عمران نے فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن دبا کر اس نے ٹرانسمیٹر جیگر کے قریب کر دیا۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔ جیگر کالنگ فرام بوڈال ۔ اوور"...... جیگر نے کال دینا شروع کر دی ۔ عمران اس کے بولنے کے ساتھ ساتھ بٹن پریس کرتا جا رہا تھا۔

"یس ۔ فریڈ اٹنڈنگ یو ۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی ۔

"باس ۔ میں نے ان دو کافرستانیوں کے ساتھی گرفتار کر لئے ہیں ۔ ان کی تعداد تین ہے دو مرد اور ایک عورت ۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے ۔ اوور"...... جیگر نے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا کہ یہ ان کے ساتھی ہیں ۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مادام فلورا نے مجھے بتایا تھا کہ ان دونوں کافرستانیوں کو جو جزیرے پر گئے تھے دوسرے روز اپنے ساتھیوں کا انتظار تھا ۔ لیکن ریزے کی وجہ سے انہیں فوراً جزیرے کی طرف جانا پڑا اور وہ ایک رقعہ دے گئے ہیں جس کے نام رقعہ تھا اس کا نام عمران تھا ۔ چنانچہ میں نے ایئرپورٹ پر اپنے آدمی تعینات کر دیئے"...... جیگر نے پوری تفصیل سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد سے لے کر ان کی گرفتاری تک کے حالات بتا دیئے لیکن اس کے بعد کیا ہوا تھا یہ بات وہ گول کر گیا تھا۔

"انہیں گولیوں سے اڑا دو اور کیا کرنا ہے ان کا ۔ اوور"...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ۔ کیا ان کے ساتھی ختم ہو گئے یا نہیں ۔ اوور"...... جیگر نے کہا۔

"انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے ۔ ابھی ہم ان سے معلومات حاصل کر رہے ہیں ۔ لیکن ان کا خاتمہ بہرحال یقینی ہے ۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ جولیا اور تنویر دونوں کے چہروں پر یکلخت انتہائی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

"کیا ۔ کیا مطلب ۔ کیا کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں گرفتار کر لئے

گئے ہیں ۔ ویری بیڈ"...... تنویر نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ابھی وہ زندہ ہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ اب وہ بچ کر واپس نہیں آ سکتے"...... جیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"انہیں کوئی نہیں مار سکتا"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارا خیال ہے ۔ مگر اب ان کی موت اٹل ہے"...... جیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔ لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں سے کمرہ گونج اٹھا اور ان آوازوں میں جیگر کے حلق سے نکلنے والی چیخ بھی دب گئی ۔ وہ چند لمحے تڑپ کر ساکت ہو گیا ۔ فائرنگ تنویر نے کی تھی وہ شاید جیگر کی بات اور لہجے کو برداشت ہی نہ کر سکا تھا۔

"نانسنس ۔ مسلسل بکواس کئے چلا جا رہا تھا"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا ۔ عمران نے تنویر کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تھا ۔ وہ اسی طرح ہاتھ میں ٹرانسمیٹر پکڑے خاموش کھڑا ہوا تھا ۔ اس کا چہرہ پتھر کا سا ہو رہا تھا ۔ اس کے جسم نے ایک جھٹکا سا کھایا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہمیں فوری ان کے پاس پہنچنا چاہئے"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں ۔ ضروری نہیں ہے کہ وہ گرفتار ہوئے ہوں ۔ ہو سکتا ہے فریڈ نے غلط بیانی کی ہو ۔ لیکن بہرحال ہمیں ان کے پیچھے جانا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ کیپٹن شکیل اور صفدر کو ان کی مخصوص فریکونسی پر کال کیا جائے۔اس طرح صحیح صورت حال معلوم ہو جائے گی"۔جولیانے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔مس جولیا کی بات درست ہے۔اس طرح ہمیں تسلی تو ہو جائے گی"...... تنویر نے کہا۔

"ہماری کال ان دونوں کے لئے پریشانی کا باعث بھی بن سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیسے"...... جولیانے چونک کر پوچھا۔

"وہاں مجوکا جزیرے پر یقیناً سائنسی انتظامات وسیع پیمانے پر کئے گئے ہوں گے اس لئے ہماری کال لامحالہ کیچ ہو سکتی ہے اور اس کال کی وجہ سے وہ دونوں اگر ان سے چھپے ہوئے ہوں گے تو ٹریس ہو سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"پھر اب ہم نے کیا کرنا ہے۔کیا یہاں بیٹھ کر ان کی واپسی کا انتظار کرتے رہیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ہمیں فوراً وہاں پہنچنا ہے۔ہو سکتا ہے کہ کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں کو ہماری مدد کی ضرورت پڑ جائے"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن وہاں جانے سے پہلے ہمیں وہاں کے حالات کا تو علم ہونا چاہئے۔اب وہ کوئی عام جزیرہ تو نہ ہو گا"...... جولیانے کہا۔

"میں اس بارے میں معلومات حاصل کر چکا ہوں اور میرے ذہن

میں ایک پلاننگ بھی موجود ہے۔یہاں میک اپ باکس موجود ہوں گے۔میک اپ کر لیں پھر یہاں سے باہر نکل کر اس پلاننگ پر عمل شروع کرتے ہیں"...... عمران نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔البتہ ٹرانسمیٹر اس نے وہاں رکھنے کی بجائے ہاتھ میں ہی پکڑا ہوا تھا۔

طوفانی سمندر میں لہروں کے ساتھ ہی اوپر نیچے ہوتے ہوئے صفدر کیپٹن شکیل اور ریزے تینوں دور چاندنی میں نظر آنے والے چھوٹے سے جزیرے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ان تینوں نے انتہائی جدید ساخت کے غوطہ خوری کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان لباسوں کے اندر ان کے جسم کے ساتھ دو دو خاص ساخت کے تھیلے بھی بندھے ہوئے تھے جن میں اسلحے کے ساتھ ساتھ مشن کے دوران کام آنے والا خصوصی سامان موجود تھا۔ وہ تینوں ایک خصوصی ساخت کی لانچ پر سوار ہو کر مجوکا جزیرے کے قریب پہنچے تھے اور پھر پلاننگ کے تحت انہوں نے لانچ چھوڑ دی تھی اور پانی میں اتر کر جزیرے کی طرف تیرتے ہوئے بڑھنے لگے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ خالی لانچ سمندر میں لہراتی یا تو کہیں دور نکل جائے گی یا پھر لہریں اسے توڑ پھوڑ دیں گی لیکن پوزیشن ایسی تھی کہ وہ اسے چھوڑنے پر مجبور تھے۔ جزیرہ آہستہ آہستہ قریب آتا

جا رہا تھا۔ ان تینوں نے وہ کیپسول کھا لئے تھے جن کی مدد سے چوبیس گھنٹوں کے لئے زہر کا اثر ان کے جسموں پر نہ ہو سکتا تھا اور ان کیپسولوں سے بھرے ہوئے دو ڈبے ان کے سامان میں موجود تھے۔ یہ سب سامان اور لانچ انہیں مادام فلورا نے مہیا کی تھی۔

"ہوشیار رہنا ہو گا جناب۔ وہ لوگ لازماً نگرانی کر رہے ہوں گے"۔ اچانک کیپٹن شکیل کو ٹرانسمیٹر پر ریزے کی آواز سنائی دی۔

"تم ہماری فکر نہ کرو"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پرنس شکیل۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں جزیرے پر پہنچنے کے بعد درختوں پر چڑھ کر آگے بڑھنے کی بجائے کچھ اور سوچنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں درختوں کے درمیان زیادہ فاصلہ موجود ہو اور ہم وہاں بے بس ہو کر پھنس جائیں"...... صفدر کی آواز کیپٹن شکیل کے کانوں میں پڑی۔

"دوسرا کوئی طریقہ ہی نہیں ہے جناب۔ مجبوری ہے"۔ ریزے کا جواب سنائی دیا۔

"اگر ان چیکنگ مشینوں کے بارے میں کچھ معلومات مل جاتیں تو ان کا توڑ بھی سوچ لیتے۔ لیکن اب کیا ہو سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ تیرنے کے ساتھ ساتھ باتیں بھی کرتے جا رہے تھے اور غوطہ خوری کے جدید لباس میں لگے ہوئے مخصوص ساخت کے ٹرانسمیٹروں کی وجہ سے وہ بغیر کسی شور کے ایک

دوسرے کی آوازیں بھی سن رہے تھے اور ان جدید ساخت کے ٹرانسمیٹروں میں بار بار اوور بھی نہ کہنا پڑتا تھا۔

"کیپٹن شکیل۔ایک کام ہو سکتا ہے"...... اچانک صفدر کی آواز سنائی دی۔

"کیا"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"اگر ہم اس خفیہ راستے کو اپنائیں جس راستے کی نشاندہی انتھونی نے کی تھی تو اس طرح کم از کم ہم جزیرے کے وسط تک تو پہنچ سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"وہ راستہ بند ہو چکا ہے جناب۔ میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا"...... ریزے کی آواز سنائی دی۔

"تم نے یہ بھی تو بتایا تھا کہ یہ راستہ اس جگہ سے بند کیا گیا ہے جہاں سے یہ جزیرے پر نکلتا تھا"...... صفدر نے کہا۔

"جی ہاں"...... ریزے نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم وہاں تک تو آسانی سے جا سکتے ہیں۔وہاں پہنچ کر پھر دیکھیں گے کہ آگے جانے کے لئے کیا کیا جا سکتا ہے"۔صفدر نے کہا۔

"ریزے۔جہاں سے یہ راستہ بند کیا گیا ہے وہاں سے وہ لیبارٹری اور فیکٹری کتنے فاصلے پر ہے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"فیکٹری اور لیبارٹری تو وہاں سے کچھ دور ہے البتہ وہ کالونی وہاں سے بہت قریب ہے لیکن ہم اوپر کسی طرح بھی نہ جا سکیں گے"۔

ریزے نے جواب دیا۔

"کیا تم اس راستے کے دہانے کو تلاش کر سکتے ہو"...... کیپٹن شکیل نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"جی ہاں۔آسانی سے کر سکتا ہوں"...... ریزے نے جواب دیا۔

"تو ادھر چلو۔ ہم اس راستے سے آگے بڑھیں گے"...... کیپٹن شکیل نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"جیسے آپ کا حکم جناب"...... ریزے نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا رخ بدل لیا۔اس کے رخ بدلتے ہی کیپٹن شکیل اور اس کے پیچھے آنے والے صفدر کا رخ بھی خود بخود بدل گیا کیونکہ یہ تینوں ایک مخصوص رسی کی مدد سے ایک دوسرے سے بندھے ہوئے تھے اور ایسا کرنا ضروری تھا ورنہ ان طوفانی لہروں میں وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر بھٹک بھی سکتے تھے۔ مسلسل تیرتے تیرتے وہ خاصے تھک گئے تھے لیکن اس کے باوجود وہ مسلسل آگے بڑھے چلے جا رہے تھے اور پھر وہ جزیرے کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ جزیرے پر درخت ہی درخت نظر آ رہے تھے۔خاصے عجیب قسم کے درخت تھے اور چاندنی میں ایسے لگ رہے تھے جیسے درخت نیلے رنگ کے ہوں۔تھوڑی دیر بعد ریزے نے غوطہ لگایا اور پھر وہ جزیرے کے ایک کنارے پر ایک کافی بڑی سرنگ کے دہانے میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے کیپٹن شکیل اور صفدر بھی اس سرنگ میں داخل ہو گئے۔ سرنگ میں پانی بھرا ہوا تھا اور اندر گھپ اندھیرا تھا۔وہ تینوں اس

اندھیرے میں مسلسل آگے بڑھتے چلے جارہے تھے ۔ یہ سرنگ انسانی ہاتھوں کی بنائی ہوئی لگ رہی تھی ۔ کیونکہ یہ کٹی پھٹی نہ تھی بلکہ سپاٹ تھی ۔ خاصی چوڑی تھی لیکن جیسے جیسے یہ آگے بڑھ رہی تھی اس کارخ بلندی کی طرف ہوتا جارہا تھا ۔ پھر آہستہ آہستہ پانی ختم ہونے لگ گیا ۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایسی جگہ پہنچ گئے کہ اب تیرنے کی بجائے وہ چلنے لگ گئے تھے ۔ پھر پانی کی سطح مزید کم ہوتے ہوتے آخر کار پانی ختم ہو گیا ۔

" میرا خیال ہے کہ اب لباس اتار دیئے جائیں ۔ ورنہ ہم چل نہ سکیں گے "...... صفدر نے کہا ۔

" ہاں ۔ اب یہ ضروری ہے "...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ تینوں رک گئے اور انہوں نے لباس اتارنے شروع کر دیئے ۔

" یہ لباس یہیں چھوڑ دیئے جائیں ۔ اگر ہماری اس راستے سے واپسی ہوئی تو یہ ہمارے کام آئیں گے ورنہ ہم کہاں انہیں اٹھائے پھریں گے "...... کیپٹن شکیل نے کہا اور چند لمحوں بعد تینوں لباس پیک کر کے وہیں ایک طرف رکھ دیئے گئے ۔ اب وہ تینوں سیاہ رنگ کے چست لباسوں میں ملبوس تھے ۔ کیپٹن شکیل نے اپنے تھیلے میں سے ایک پنسل ٹارچ نکالی اور دوسرے لمحے سرنگ تیز روشنی سے منور ہو گئی ۔ ٹارچ سائز اور حجم میں تو بے حد چھوٹی سی تھی لیکن اس کی روشنی کسی سرچ لائٹ کی طرح تیز تھی ۔ سرنگ میں ہوا بھاری بھی تھی اور مقدار میں بھی کم تھی ۔ انہیں سانس لینے میں ہلکی سی دشواری بھی ہو

رہی تھی لیکن وہ تینوں آگے بڑھتے رہے ۔ پھر اچانک سرنگ کا دھانہ بند ہو گیا ۔ یہ ایک سرخ رنگ کی چٹان تھی ۔ جو ایک بلاک کی صورت میں تھی اور وہ تینوں رک کر غور سے اس چٹان کو دیکھنے لگے ۔

" یہ تو ریڈ بلاک سے سرنگ بند کی گئی ہے ۔ اسے تو کسی طرح بھی نہیں توڑا جا سکتا "...... کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

" وہی ترکیب ٹھیک رہے گی جناب ۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ۔ ہمیں واپس جانا ہو گا "...... ریزے نے کہا ۔

" نہیں ۔ مجھے سوچنے دو ۔ اس ریڈ بلاک کا مطلب ہے کہ یہاں سے اوپر کی سطح زیادہ دور نہیں ہے کیونکہ ریڈ بلاک زیادہ موٹائی میں نہیں بنایا جا سکتا "...... کیپٹن شکیل نے کہا ۔

" پھر بھی چار فٹ سے کم کیا ہو گا "...... صفدر نے کہا ۔

" ہمارے پاس کلسٹر بم موجود ہیں اگر ہم ریڈ بلاک سے ہٹ کر اسے استعمال کریں تو ہو سکتا ہے کہ اوپر زمین تک سوراخ بن جائے "...... کیپٹن شکیل نے کہا ۔

" لیکن بقول ریزے یہاں سے بستی نزدیک ہے ۔ کلسٹر بم کا دھماکہ تو انتہائی خوفناک ہوتا ہے ۔ یہ تو پوری بستی ہی جاگ پڑے گی "...... صفدر نے جواب دیا ۔

" ارے ۔ اوہ ۔ یہ پانی یہاں سے رس رہا ہے "...... اچانک کیپٹن شکیل نے ٹارچ کا رخ سرنگ کی ایک سائیڈ پر کرتے ہوئے کہا اور

تیزی سے اس طرف بڑھنے لگا۔وہاں واقعی پانی معمولی سا رس رہا تھا۔
"اوہ۔اوہ۔اس پانی میں بدبو ہے۔یہ گٹر کا پانی ہے۔ویری گڈ۔
اس کا مطلب ہے کہ یہاں سے بستی کا گٹر گزر رہا ہے۔اسے آسانی سے
توڑا جا سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
"اگر ایسا ہے تو پھر یقیناً یہ خوش قسمتی کی بات ہے"...... صفدر
نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اپنے تھیلے میں سے ایک چھوٹا سا برے نما
آلہ نکالا۔اس کا دستہ کافی چوڑا اور لمبا تھا۔اس دستے کے اندر کیپسول
بند تھے۔اس کا طریقہ کار یہ تھا کہ برے کی مدد سے سوراخ کیا جاتا تھا
اور پھر برے کے آگے لگے ہوئے لوہے کے حصے کو ہٹا کر اس کی نال کو
سوراخ پر رکھ کر جب دستے پر لگا ہوا بٹن دبایا جاتا تو کیپسول اس
سوراخ کے اندر جا کر پھٹ جاتا اور اس کیپسول کے پھٹنے سے کافی بڑا
حصہ کوئی آواز پیدا کئے بغیر ٹوٹ پھوٹ جاتا تھا۔کیپٹن شکیل یہ آلہ
اس لئے ساتھ لایا تھا کہ یہ آلہ پانی کے اندر بھی بخوبی کام کرتا تھا۔
کیونکہ اس مخصوص کیپسول پر پانی کا اثر نہ ہوتا تھا۔یہ آلہ نیوی میں
دشمن کی جنگی کشتیوں اور چھوٹے جہازوں کو جب وہ لنگر انداز ہوں
کمانڈو کارروائی کر کے تباہ کرنے کے بے حد کام آتا تھا۔
"کیپٹن شکیل نے برے کے آگے لگے ہوئے لوہے کے حصے کو اس
جگہ پر رکھا جہاں سے پانی رس رہا تھا اور پھر بٹن دبا دیا۔سرر کی تیز آواز
کے ساتھ ہی برا گھومتا ہوا اندر داخل ہونے لگا اور اس کے ساتھ ہی
گندے پانی کی پھوار سی باہر نکلنے لگی۔جب برے کے آگے لگا ہوا لوہے

کا حصہ دیوار کے اندر غائب ہو گیا تو کیپٹن شکیل نے اسے واپس کھینچا
اور پھر اسکے لوہے والے حصے کو ایک جھٹکے سے علیحدہ کر لیا۔اب اس
سوراخ سے پانی فوارے کی طرح باہر نکل رہا تھا اور سرنگ میں تیز بو
پھیل گئی تھی۔لیکن صفدر اور ریزے خاموش کھڑے ہوئے تھے
کیونکہ اس وقت یہ بو انہیں یقیناً ناگوار محسوس نہ ہو رہی تھی کیونکہ
اس وجہ سے ہی انہیں یہ راستہ تلاش کرنے میں مدد ملی تھی۔کیپٹن
شکیل نے لوہے کا حصہ ہٹا کر نال کو پانی میں ڈال کر اس سوراخ پر
رکھا اور پھر بٹن دبا دیا۔دوسرے لمحے ہلکا سا دھماکہ ہوا اور اس کے
ساتھ ہی ایک کافی بڑا حصہ ٹوٹ کر نیچے گر گیا اور اس بار پانی آبشار کی
طرح بہنے لگا۔کیپٹن شکیل نے نال کا رخ بدلا اور ایک بار پھر بٹن دبا
دیا۔دوسرے لمحے ایک اور دھماکہ ہوا اور ایک اور کافی بڑا حصہ ٹوٹ
پھوٹ کر نیچے آ گرا۔اب پانی کافی مقدار میں بہنے لگا تھا۔لیکن جلد ہی
پانی کے بہاؤ میں کمی آنے لگ گئی۔شاید گٹر کچھ زیادہ بڑا نہ تھا۔
"میرا خیال ہے کہ ہمیں کچھ دیر انتظار کر لینا چاہئے۔اس طرح ہم
آسانی سے اندر داخل ہو سکیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور
صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔پانی کے بہاؤ میں مسلسل کمی آتی چلی
جا رہی تھی اور جب کچھ دیر بعد پانی کا زور مکمل طور پر ختم ہو گیا تو کیپٹن
شکیل آگے بڑھا اور اس نے نیچے گرے ہوئے چٹانی حصوں پر پیر رکھا
اور اچھل کر وہ اس گٹر میں داخل ہو گیا۔اس کے پیچھے ریزے اور آخر
میں صفدر گٹر میں داخل ہوا۔گٹر واقعی زیادہ بڑا نہ تھا یہ شاید اس

کالونی کے لئے بنایا گیا تھا۔ ورنہ فیکٹری اور لیبارٹری کا گٹر اس قدر چھوٹا نہ ہو سکتا تھا۔ وہ تینوں جھکے جھکے انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ ان کا رخ سمندر کی مخالف سمت میں تھا کیونکہ ظاہر ہے ادھر ہی کالونی ہو سکتی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ گٹر کے ایک دہانے پر پہنچ گئے جس کے ساتھ ہی لوہے کی ایک سیڑھی اوپر تک جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ اوپر ڈھکن رکھا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ کیپٹن شکیل سیڑھی پر چڑھ کر اوپر پہنچا اور اس نے سیڑھی پر پیر جما کر دونوں ہاتھ لوہے کے بھاری ڈھکن کے نیچے رکھے اور ایک جھٹکے سے اسے اٹھا کر ایک طرف ہٹا دیا۔ اوپر خاموشی تھی۔ اب دہانے سے چاند کی روشنی نظر آنے لگ گئی تھی۔ کیپٹن شکیل اوپر چڑھا اور اس نے دہانے سے سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس نے جھک کر صفدر اور ریزے کو اوپر آنے کا اشارہ کیا اور سیڑھی پر چڑھتا ہوا دہانے سے باہر نکل گیا۔ اس کے پیچھے صفدر اور ریزے بھی باہر آگئے۔ یہ ایک چھوٹا سا احاطہ تھا۔ ایک سائیڈ پر برآمدہ تھا اور برآمدے میں ایک بند دروازہ نظر آ رہا تھا۔ کیپٹن شکیل نے اشارے سے ریزے کو ڈھکن واپس دہانے پر رکھنے کے لئے کہا اور خود وہ صفدر کے ساتھ تیزی سے بند دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے آہستہ سے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اندر ایک نائٹ بلب روشن تھا۔ کیپٹن شکیل نے پورا دروازہ کھولا تو سامنے ایک بیڈ پر ایک آدمی گہری نیند سویا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ صفدر اس کے پیچھے تھا۔ کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر اس آدمی کو

کاندھے سے پکڑ کر ہلایا تو اس نے کروٹ بدلنے کی کوشش کی لیکن کیپٹن شکیل نے دوسری بار اسے کاندھے سے پکڑ کر زور سے جھنجوڑا دیا تو وہ بے اختیار بڑبڑا کر اٹھا۔

"کک۔ کون"...... اس آدمی نے نیند کے خمار میں لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں پوچھا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا کیپٹن شکیل کا بازو گھوما اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اس آدمی کی کنپٹی پر پوری قوت سے پڑا اور وہ بے اختیار چیخ مار کر دوبارہ بستر پر ہی گر پڑا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔

"اسے اٹھا کر نیچے سرنگ میں لے چلتے ہیں۔ وہاں اس سے تفصیل سے پوچھ گچھ کریں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر اسے اٹھایا اور کاندھے پر لاد لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر دہانہ کھول کر سیڑھیاں اترتے ہوئے گٹر میں اور پھر گٹر سے واپس سرنگ میں پہنچ گئے۔ صفدر نے آتے ہوئے اوپر گٹر کا دہانہ بند کر دیا تھا تاکہ فوری طور پر کسی کو اس بارے میں معلوم نہ ہو سکے۔ سرنگ میں کیپٹن شکیل نے اس آدمی کو ایک خشک جگہ پر لٹایا اور پھر تھیلے میں سے نائیلون کی باریک رسی کا گچھا نکال کر اس نے اس آدمی کے ہاتھ اور پیر باندھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا جبکہ صفدر ہاتھ میں ٹارچ روشن کئے کھڑا ہوا تھا اور ریزے ویسے ہی خاموش کھڑا یہ سب کچھ ہوتے دیکھ رہا تھا۔

جب اس آدمی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو کیپٹن شکیل نے اس کے منہ اور ناک سے ہاتھ ہٹائے اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔

" ریمزے ۔ اسے اٹھا کر دیوار کے ساتھ بٹھا دو "...... کیپٹن شکیل نے ریمزے سے کہا اور ریمزے سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے ہوش میں آتے ہوئے اس آدمی کو اٹھا کر سرنگ کی دیوار کے ساتھ لگا کر بٹھا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

" کک ۔ کک ۔ کون ۔ کون "...... ہوش میں آتے ہی اس آدمی نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے اٹھ نہ سکا تو دوبارہ بیٹھ گیا۔

" تمہارا نام کیا ہے "...... کیپٹن شکیل نے سرد لہجے میں پوچھا۔

" میرا نام جیکب ہے "...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس کے لہجے میں بھی حیرت نمایاں تھی اور انداز میں بھی ۔ وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر سرنگ کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ آخر اپنے کمرے میں بستر پر لیٹے لیٹے وہ کس مقام پر پہنچ گیا ہے۔

" تم فیکٹری میں کام کرتے ہو یا لیبارٹری میں "...... کیپٹن شکیل نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

" لیکن تم کون ہو اور میں کہاں ہوں اور یہ سب کیا ہو رہا ہے "...... اس بار جیکب نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ شاید اب

ذہنی طور پر خاصا سنبھل گیا تھا اس لئے جواب دینے کی بجائے الٹا اس نے سوال کر دیا تھا۔

" صفدر اسے اٹھا کر کھڑا کر دو "...... کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" صفدر ۔ کیا مطلب ۔ یہ کیسا نام ہے ۔ کس زبان کا نام ہے ۔ اوہ اوہ ۔ کہیں تم وہ کافرستانی تو نہیں ہو "...... اچانک جیکب نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔ صفدر نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑ کر اٹھا کر کھڑا کر دیا۔

" ہاں ۔ ہم کافرستانی ہیں "...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ تم ۔ تم یہاں ۔ یہ جگہ کونسی ہے ۔ میں تو سویا ہوا تھا کالونی میں ۔ اپنے گھر میں ۔ مگر ۔ مگر "...... جیکب نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" دیکھو جیکب ۔ یہ جگہ ایسی ہے جہاں سے تمہاری چیخیں کالونی تک نہیں پہنچ سکتیں اور ہم اگر اپنی جان خطرے میں ڈال کر یہاں تک پہنچ گئے ہیں تو اب ہم صرف تمہاری حیرت اور الجھن کو دیکھ کر خاموشی سے واپس تو نہ چلے جائیں گے اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہارے مرنے کے بعد ہم کسی دوسرے آدمی کو اس کے کمرے سے اٹھا کر یہاں لے آئیں گے ۔ کوئی نہ کوئی تو زبان کھول ہی دے گا ۔ اس لئے عقلمندی یہی ہے کہ تم اپنے آپ کو خوفناک تکلیف اور موت سے بچا لو اور ہم

سے تعاون کرو"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"لک ۔ لک ۔ کیسا تعاون ۔ کیا مطلب ۔ تم تو دشمن ہو ۔ تم سے کیسے تعاون ہو سکتا ہے"...... جیکب نے کہا مگر دوسرے لمحے سرنگ اس کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کربناک چیخ سے گونج اٹھی ۔ کیپٹن شکیل نے اس کا فقرہ مکمل ہوتے ہی اس کے چہرے پر زوردار تھپڑ جڑ دیا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے جسم کو نیچے گرنے سے روک دیا تھا۔

"یہ صرف کاشن ہے اب اگر بکواس کی تو تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی ۔ بولو کیا کہتے ہو"...... کیپٹن شکیل نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ ایسا مت کرو ۔ مم ۔ میں تیار ہوں"...... جیکب نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا ۔ وہ عام سا آدمی تھا اس لئے ایک ہی تھپڑ کھا کر خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"جواب دو کہاں کام کرتے ہو ۔ لیبارٹری یا فیکٹری میں"۔ کیپٹن شکیل نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم ۔ مم ۔ تو لیبارٹری میں کام کرتا ہوں ۔ سٹور انچارج ہوں"...... جیکب نے جواب دیا۔

"سنو جیکب ۔ ایک اہم ترین پرزہ چوری ہو کر یہاں پہنچا ہے ایم سی ہم نے اسے واپس حاصل کرنا ہے ۔ بولو ۔ وہ کہاں سے مل سکے گا ۔ بولو ورنہ"۔ کیپٹن شکیل نے جیب سے خنجر نکال کر اس کی خوفناک ——

نوک اس کی دائیں آنکھ کے نچلے حصے پر رکھ کر اسے آہستہ سے دباتے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ ۔ رک جاؤ ۔ مجھے مت مارو ۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں"...... جیکب نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

"بولو ۔ جواب دو ۔ ورنہ"...... کیپٹن شکیل کے لہجے میں غراہٹ اور بڑھ گئی۔

"وہ ۔ وہ پرزہ لیبارٹری انچارج ڈاکٹر ڈکسن کی تحویل میں ہے ۔ وہ اسے اپنے دفتر میں رکھتا ہے اپنے خصوصی سیف میں"...... جیکب نے جواب دیا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"چیف باس بلاشر نے مجھے بلا کر یہ پرزہ میرے حوالے کیا تھا اور مجھے بتایا گیا تھا کہ یہ انتہائی اہم پرزہ ہے ۔ اسے پاکیشیا سے چوری کیا گیا ہے ۔ میں اسے سٹور کے انتہائی خصوصی حصے میں رکھوں اور اس حصے کی سختی سے نگرانی کروں لیکن پھر ڈاکٹر ڈکسن نے وہ پرزہ مجھ سے لے لیا اور اس نے بلاشر سے کہا کہ وہ اسے اپنی ذاتی تحویل میں رکھے گا چنانچہ بلاشر مان گیا اور چونکہ میرے سر سے ذمہ داری ختم ہو رہی تھی اس لئے میں نے کوئی احتجاج نہ کیا اور واپس چلا آیا تھا"...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب تم ذرا تفصیل سے اپنے کمرے سے لیبارٹری تک اور وہاں ڈاکٹر ڈکسن کے دفتر تک پہنچنے کا راستہ اور اس دوران ہونے والی

چیکنگ کی پوری تفصیل بتاؤ"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اگر تم وعدہ کرو کہ تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے تو میں تمہیں وہاں تک بحفاظت پہنچا سکتا ہوں۔ ورنہ تم چاہے لاکھ سر پٹکتے رہو۔ تم کسی صورت بھی لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکو گے۔ وہاں قدم قدم پر کمپیوٹر چیکنگ مشینیں نصب ہیں اور وہاں جانے والے کے جسم کے ایک ایک بال کو کمپیوٹر چیک کرتے ہیں پھر اسے کلیئر کیا جاتا ہے"...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو تم ہمیں کیسے لے جاؤ گے"...... کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سٹور میں بڑا سامان لے جانے کے لئے ایک علیحدہ راستہ بنا ہوا ہے جو کالونی سے ہی جاتا ہے۔ اس راستے سے چونکہ سامان سٹور تک جاتا ہے اس لئے ادھر چیکنگ نہیں ہے۔ میں اس راستے سے تمہیں سٹور تک پہنچا دوں گا اس طرح تم لیبارٹری کے اندر صحیح سلامت پہنچ جاؤ گے اور پھر وہاں سے تم آسانی سے ڈاکٹر ڈکسن کے دفتر تک پہنچ سکو گے"...... جیکب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اپنے کمرے سے اس راستے تک اسے کھولنے اور پھر بند کرنے تک پہنچنے کی تفصیل بتاؤ اور سنو۔ کوئی بات رہ نہ جائے ورنہ ہم تو بہرحال اس راستے سے سٹور تک پہنچ ہی جائیں گے لیکن تمہاری لاش اس راستے میں ہی پڑی رہ جائے گی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم اکیلے وہاں تک کیسے پہنچ سکتے ہو"...... جیکب نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"ہم اکیلے نہیں جائیں گے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہم اکیلے وہاں نہیں جا سکتے لیکن ہم رسک بھی نہیں لے سکتے۔ اس لئے ہمیں وہاں تک پہنچنے تک کی تمام صورت حال کا پیشگی علم ہونا ضروری ہے"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو جیکب نے انہیں تفصیل سے بتانا شروع کر دیا کہ وہ کس طرح وہاں تک پہنچیں گے۔ جو تفصیل جیکب نے بتائی تھی اس کے مطابق وہ واقعی بحفاظت اور آسانی سے وہاں تک پہنچ سکتے تھے اور اس کے لئے اب جیکب کی رہنمائی کی ضرورت بھی نہ تھی۔ اس لئے کیپٹن شکیل پیچھے ہٹا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور تیز دھار خنجر جیکب کے سینے میں دستے تک اترتا چلا گیا۔ جیکب کے حلق سے ایک کربناک تیز چیخ نکلی اور وہ بری طرح تڑپنے لگا۔ کیپٹن شکیل نے ایک جھٹکے سے خنجر باہر کھینچا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوسرا ہاتھ بھی ہٹا لیا اور جیکب جو بندھا ہوا تھا کسی شہتیر کی طرح نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ کیپٹن شکیل نے جھک کر اس کے لباس سے خنجر صاف کیا اور پھر اسے صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

"ریمزے۔ تم اس کی رسیاں کھول دو"...... کیپٹن شکیل نے ریمزے سے کہا اور ریمزے نے سر ہلاتے ہوئے جھک کر جیکب کے ہاتھوں اور پیروں سے رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔

"آؤ۔ اب ہم نے فوری طور پر اس راستے سے سٹور میں پہنچنا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ صبح ہونے سے پہلے ہی ہم اپنا مشن مکمل کر کے واپس

نکل جائیں "....... کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر اور ریمزے نے
اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر اسی راستے سے گزر
کر واپس احاطے میں پہنچ گئے۔ جہاں گٹڑ کا دہانہ تھا۔ احاطے کا کوئی
دروازہ نہ تھا البتہ برآمدے کی ایک سائیڈ پر ایک دروازہ تھا۔ جیکب
کے بیان کے مطابق اس کا یہ کمرہ کالونی کے آخری سرے پر تھا اس لئے
اس دروازے سے باہر ظاہر ہے کھلی جگہ اور جنگل ہی ہو سکتا تھا۔
جیکب نے بتایا تھا کہ کالونی اور اس کے اردگرد ایک ہزار میٹر کے
دائرہ میں حفاظتی انتظامات موجود نہ تھے تاکہ کالونی کے افراد آسانی سے
آمد و رفت جاری رکھ سکیں اور اس سٹور کا خفیہ دہانہ بھی اس جگہ سے
تقریباً پانچ سو میٹر کے فاصلے پر تھا۔ اس دہانے کو کھولنے کا طریقہ بھی
اس نے بتا دیا تھا چنانچہ کیپٹن شکیل نے دروازہ کھولا اور دوسری طرف
نکل گیا اس کے پیچھے صفدر اور پھر ریمزے بھی باہر آ گیا۔ یہ واقعی ایک
کھلی جگہ تھی اور ایک ہزار میٹر کے فاصلے تک سوائے عام سی جھاڑیوں
کے کوئی ایک درخت بھی موجود نہ تھا جبکہ اس کے بعد ہر طرف انتہائی
گھنا جنگل نظر آ رہا تھا۔ وہ تینوں آہستہ آہستہ اس طرف کو بڑھنے لگے
جدھر اس خفیہ راستے کے دہانے کی جیکب نے نشاندہی کی تھی۔ ہر
طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی البتہ دور سے سمندری لہروں کی ہلکی ہلکی
آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن وہاں نہ کوئی جانور تھا اور نہ کوئی
انسان۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں وہ خفیہ دہانہ تھا۔
کیپٹن شکیل نے جھک کر مختلف جھاڑیوں کو پلٹ کر دیکھنا شروع کر

دیا اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ ایک جھاڑی کی سائیڈ میں
گھاس کے اندر ایک لوہے کے موٹے سے راڈ کے ٹکڑے کو دریافت
کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ لوہے کے راڈ کا یہ ٹکڑا زمین میں اس طرح
گڑا ہوا تھا جیسے کسی نے اسے کھونٹے کے طور پر استعمال کرنے کے لئے
زمین میں گاڑا ہو۔ کیپٹن شکیل نے اس راڈ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ
کر ایک جھٹکے سے دائیں طرف کو کھینچا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے
ساتھ ہی زمین کا ایک کافی بڑا ٹکڑہ یکلخت اس طرح غائب ہو گیا جیسے
موجود ہی نہ ہو اور ایک بہت بڑا سرنگ نما راستہ نیچے جاتا ہوا دکھائی
دے رہا تھا۔ یہ راستہ کافی چوڑا تھا۔ وہ تینوں اس راستے میں داخل
ہو گئے۔ اندر گھپ اندھیرا تھا لیکن صفدر نے ٹارچ نہ جلائی تھی کیونکہ
ٹارچ کی تیز روشنی دہانے کے باہر جا سکتی تھی۔ لیکن ذرا سا آگے بڑھنے
کے بعد جب کیپٹن شکیل نے سرنگ کی دیوار پر نصب ایک بورڈ پر
موجود ایک ہی سرخ رنگ کے بڑے سے بٹن کو پریس کیا تو ہلکی سی
گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی دہانہ بند ہو گیا۔ اب اندر مکمل اندھیرا چھا گیا
تھا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر نے ٹارچ روشن کر دی اور پھر وہ تینوں
اطمینان سے آگے بڑھنے لگے۔ سرنگ نیچے کی طرف جا رہی تھی۔ پھر
سرنگ ختم ہو گئی۔ سرنگ کا خاتمہ ایک ٹھوس چٹان پر ہوا تھا لیکن
سائیڈ کی دیوار پر ویسا ہی ایک بورڈ اور اس پر بٹن موجود تھا جیسا انہوں
نے سرنگ کا دہانہ بند کرنے میں استعمال کیا تھا۔ کیپٹن شکیل نے وہ
بٹن پریس کیا تو سرنگ کے خاتمے پر موجود چٹان بغیر کسی آواز کے

درمیان سے پھٹی اور سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ اب دوسری طرف ایک بڑا ہال نظر آرہا تھا جس کا انداز سٹور جیسا تھا اور اس سٹور کو دیکھتے ہی کیپٹن شکیل صفدر اور ریمزے تینوں کے چہروں پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ بغیر کسی رکاوٹ کے وہ اپنی منزل تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے تھے اور ٹاپ ورلڈ کے سارے انتظامات دھرے کے دھرے رہ گئے تھے پھر تھوڑی دیر بعد وہ سٹور سے نکل کر مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے ڈاکٹر ڈکسن کے دفتر میں بھی آسانی سے پہنچ گئے۔

"یہ ادھر دیوار میں وہ خفیہ سیف ہے"...... کیپٹن شکیل نے کمرے کی ایک دیوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کیونکہ جیکب نے انہیں یہی بتایا تھا کہ جس دیوار میں کوئی الماری نہیں ہے سیف اسی دیوار میں ہی لگایا گیا ہے جبکہ باقی دیواروں میں الماریاں موجود تھیں۔ اس دیوار پر ایک بڑی سی تصویر لٹک رہی تھی اور بقول جیکب کے اس تصویر کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر دائیں طرف ہٹانے سے سیف باہر آجاتا تھا لیکن اسے کھول صرف ڈاکٹر ڈکسن ہی سکتا تھا۔ کیپٹن شکیل نے تصویر کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر دائیں طرف کیا تو واقعی ہلکی سی سرسراہٹ کے ساتھ ہی دیوار کا ایک کافی بڑا حصہ سائیڈ میں کھسک کر غائب ہو گیا اور اب وہاں ایک قد آدم سیف ٹارچ کی روشنی میں صاف نظر آرہا تھا۔ لیکن سیف کا دروازہ کسی عجیب دھات کا بنا ہوا تھا۔ ہلکی سفید رنگ کی دھات جس میں کسی قسم کا کوئی جوڑ نہ

تھا۔

"میرا خیال ہے برمے سے یہاں کام لیا جائے"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اس سے پہلے یہ چیک کرنا پڑے گا کہ اس کے ساتھ کوئی الارم وغیرہ اٹیچ نہ ہو۔ تمہارے بیگ میں ڈیٹیکٹر موجود ہے وہ نکالو"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر نے اپنی بیلٹ سے بندھے ہوئے بیگ کو کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ڈیٹیکٹر نکال کر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیا۔ کیپٹن شکیل نے اس کا بٹن دبایا اور پھر اسے آہستہ سے دروازے کے ساتھ لگا دیا لیکن دوسرے لمحے جب اس ڈیٹیکٹر پر سرخ رنگ کا چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا تو کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ کیپٹن شکیل نے جلدی سے ڈیٹیکٹر ہٹا لیا کیونکہ اس سرخ بلب کے جلنے کا مطلب تھا کہ الارم نہ صرف موجود ہے بلکہ وہ کہیں بج بھی رہا ہے۔

"جلدی کرو کیپٹن شکیل۔ اب اسے چاہے کسی بم سے اڑا دو۔ لیکن جلدی کرو"...... صفدر نے بے چین سے لہجے میں کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ اچانک چھت پر سے نیلے رنگ کی روشنی کے دھارے نکل کر ان تینوں پر پڑے اور ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں سے کسی نے یکلخت روح باہر نکال دی ہو اور وہ خالی ہوتے ہوئے ریت کے بوروں کی طرح زمین پر ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی ان کے ذہنوں پر بھی تاریکی پھیلتی چلی گئی اور اس تاریکی کے پھیلتے ہوئے

کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں کے ذہنوں میں آخری احساس یہی ابھرا کہ یہ تاریکی موت کی تاریکی ہی ثابت ہو گی اب انہیں روشنی دوبارہ کبھی نصیب نہیں ہو سکتی ۔

آپریشن روم میں فریڈ اور بلاشر دونوں بیٹھے مسلسل سکرین پر نظر آنے والی سمندری لہروں کو دیکھ رہے تھے ۔ جبکہ لارڈ واسکر آرام کرنے کے لئے اپنے کمرے میں جا چکے تھے ۔ اس وقت رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی کہ اچانک مشین میں سے تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور اس کے ساتھ ہی دو بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے ۔ وہ دونوں ان بلبوں کو جلتا بجھتا دیکھ کر اور سیٹی کی آواز سن کر بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے ۔

"یہ ۔ یہ ۔ کیا مطلب ۔ لیبارٹری آفس سے الارم "..... ان دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا اور اس کے ساتھ ہی بلاشر نے آگے بڑھ کر بجلی کی سی تیزی سے مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے جیسے جیسے وہ بٹن پریس کرتا چلا جا رہا تھا سکرین کے درمیانی حصے میں نظر آنے والے مناظر تیزی سے بدلتے جا رہے تھے ۔ چند لمحوں بعد

سکرین پر ایک خوبصورت انداز میں سجے ہوئے دفتر کا منظر ابھرا اور اس کے ساتھ ہی بلاشر نے ہاتھ کھینچ لیا لیکن اس منظر کو دیکھتے ہی ان دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھٹ کر ان کے کانوں تک پہنچ گئی تھیں وہ یوں آنکھیں پھاڑ کر اس منظر کو دیکھ رہے تھے جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا۔ دفتر کی دیوار میں ایک قد آدم سیف نظر آ رہا تھا۔ جس کے سامنے تین افراد ٹیڑھے میڑھے انداز میں ساکت پڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کا چہرہ سکرین پر نظر آ رہا تھا جبکہ باقی دو کے چہرے دوسرے رخ پر تھے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تین آدمی اس دفتر میں۔ لیبارٹری آفس میں"..... یکلخت فریڈ کی سرسراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جو چہرہ نظر آ رہا ہے۔ یہ تو کافرستانی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے سارے حفاظتی انتظامات دھرے کے دھرے رہ گئے اور یہ لوگ لیبارٹری آفس میں بھی پہنچ گئے۔ یہ کیسے ہو گیا۔ کیا یہ مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہیں"۔ بلاشر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ایم سی جسے یہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اس سیف میں موجود ہے اور ظاہر ہے ان دونوں کے ساتھ تیسرا ریزے ہے۔ لیکن ریزے کو بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ ایم سی کو کہاں رکھا گیا ہے۔ پھر ان کا براہ راست لیبارٹری اور وہاں سے سیدھے آفس اور سیف کے سامنے پہنچ جانے کا مطلب ہے کہ یہاں کا کوئی آدمی ان کے ساتھ شامل ہے"۔ فریڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بالکل باس۔ آپ کی بات درست ہے لیکن اس آدمی کو شاید اس سیف کے حفاظتی انتظامات کا علم نہ تھا اس لئے یہ آٹو میٹک سپر ریز کا شکار ہو گئے ہیں ورنہ یہ جس خفیہ طریقے سے یہاں پہنچے تھے ایم سی لے کر اسی خفیہ طریقے سے واپس چلے جاتے اور ہم یہاں بیٹھے سکرین کو ہی گھورتے رہتے"...... بلاشر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا کرو کہ ان تینوں کو فوری طور پر سپیشل روم میں پہنچا کر زنجیروں سے جکڑ دو تاکہ ان سے پوچھ گچھ کی جا سکے"...... فریڈ نے کہا۔

"باس۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ میرا خیال ہے کہ انہیں ہوش میں لائے بغیر ہی گولیوں سے اڑا دیا جائے"..... بلاشر نے کہا۔

"نہیں۔ اس غدار کا پتہ لگانا ضروری ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ ان تینوں کے خاتمے کے بعد اس غدار کی مدد سے ان کا کوئی دوسرا گروپ یہاں پہنچ جائے اور یہ تو ٹریس بھی ہو گئے ہیں وہ تو شاید ٹریس بھی نہ ہو سکیں گے"...... فریڈ نے جواب دیا اور بلاشر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور اس کے یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"بلاشر بول رہا ہوں"..... بلاشر نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ مارٹی بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"جن کافرستانیوں کے بارے میں تمہیں الرٹ کیا گیا تھا وہ اور ان

کے ساتھ آنے والا ریزے انتہائی پراسرار انداز میں لیبارٹری آفس میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں ۔ سپر ریز کی وجہ سے وہ وہاں بے ہوش پڑے ہیں ۔ انہیں وہاں سے اٹھوا کر سپیشل روم میں پہنچاؤ اور زنجیروں سے جکڑ دو"...... بلاشر نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیبارٹری کے آفس میں پہنچ چکے ہیں ۔ یہ کیسے ممکن ہے باس"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اسی بات پر تو میں اور چیف باس دونوں حیرت سے پاگل ہو رہے ہیں ۔ بہرحال وہ وہاں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں ۔ وہاں سے انہیں اٹھا کر سپیشل روم میں پہنچا دو اور پھر مجھے اطلاع دو"...... بلاشر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد انہوں نے سکرین پر دیکھا کہ آفس میں آٹھ افراد داخل ہوئے جن کے جسموں پر سرخ رنگ کی یونیفارمز تھیں ۔ انہوں نے ان تینوں کو کاندھوں پر لادا اور پھر کمرے سے باہر نکل گئے اور بلاشر نے ہاتھ بڑھا کر مشین کے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔

"لارڈ کو اطلاع دوں باس"...... بلاشر نے بٹن آف کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ یہ ضروری ہے ۔ میری بات کراؤ"...... فریڈ نے کہا تو بلاشر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بٹن دبا دیئے ۔ دوسری طرف کافی دیر تک گھنٹی بجتی رہی ۔ پھر رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی ۔

"بلاشر بول رہا ہوں جناب آپریشن روم سے ۔ باس فریڈ سے بات کریں"...... بلاشر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور فریڈ کی طرف بڑھا دیا۔

"فریڈ بول رہا ہوں لارڈ"...... فریڈ نے بھی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے فریڈ ۔ خیریت ہے"...... دوسری طرف سے لارڈ کی آواز سنائی دی ۔

"خیریت ہو گئی ہے لارڈ ۔ ورنہ خیریت واقعی نہ تھی ۔ وہ دونوں کافرستانی اس ریزے کے ساتھ لیبارٹری آفس میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے اور ہمیں اس کا علم تک نہ ہو سکا ۔ وہاں انہوں نے حیرت انگیز طور پر وہ سیف بھی دیوار سے باہر نکال لیا جس میں ایم سی موجود تھا پھر شاید انہوں نے سیف کو کھولنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے وہ سپر ریز کا شکار ہو کر بے ہوش ہو گئے اور ہمیں یہاں الارم مل گیا"...... فریڈ نے تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"یہ ۔ یہ کیسے ممکن ہے ۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ اس طرح لیبارٹری آفس میں پہنچ جائیں"...... لارڈ نے اسے لہجے میں کہا جیسے اسے فریڈ کی بات پر سرے سے یقین ہی نہ آیا ہو ۔

"اسی بات پر تو میں اور بلاشر دونوں حیرت سے پاگل ہو رہے ہیں لیکن بہرحال یہ حقیقت ہے"...... فریڈ نے جواب دیا۔

"ویری بیڈ ۔ رئیلی ویری بیڈ ۔ اس کا تو مطلب ہے کہ ہمارے تمام حفاظتی انتظامات ناقص اور بے کار ہیں ۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں

ہے".......لارڈ کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"میرا خیال ہے لارڈ کہ یہاں کا کوئی آدمی غدار ہے۔ وہ ان سے ملا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے یہ لوگ ہماری آنکھوں میں دھول جھونک کر وہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ہیں".......فریڈ نے جواب دیا۔

"فی الحال اس کے سوا اور کیا سوچا جا سکتا ہے لیکن سائنسی حفاظتی انتظامات بہرحال ہر طرف موجود ہیں۔ ان سے یہ لوگ کیسے بچ گئے".......لارڈ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے لارڈ کہ ان کے پاس کوئی ایسی جدید مشینری ہو کہ جس کی وجہ سے ہمارے سارے حفاظتی انتظامات بیکار رہے ہوں۔ بہرحال یہ خود بتائیں گے کہ یہ وہاں تک کیسے پہنچے اور کس کی مدد سے پہنچے".......فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا وہ ابھی تک زندہ ہیں۔ کیا تم نے انہیں فوری طور پر ہلاک نہیں کیا".......لارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لارڈ۔ میں نے انہیں وہاں سے اٹھوا کر سپیشل روم میں پہنچوا دیا ہے۔ میں اس غدار کا پتہ چلانا چاہتا ہوں۔ ورنہ ان آدمیوں کے بعد ان کا کوئی دوسرا گروپ بھی اس غدار کی مدد سے یہاں آ سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ جو غلطی ان سے ہوئی ہے اور جس کی وجہ سے ٹریس ہو گئے ہیں وہ غلطی دوسرا گروپ نہ کرے".......فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ واقعی اس غدار کا پتہ چلنا چاہئے لیکن یہ انتہائی تربیت یافتہ افراد ہیں۔ یہ کیسے بتائیں گے"۔ لارڈ

نے کہا۔

"میں ہر صورت میں ان کی زبان کھلواؤں گا لارڈ۔ آپ اس کی فکر مت کریں۔ انہیں ہر صورت میں اس غدار کا نام بتانا پڑے گا"۔ فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں خود بھی سپیشل روم میں آ رہا ہوں۔ میں خود بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ لوگ وہاں تک پہنچ کیسے گئے".......لارڈ نے کہا۔

"یس لارڈ۔ آ جائیں"۔ فریڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ بلاشر سپیشل روم میں چلیں۔ لارڈ وہاں براہ راست پہنچ رہے ہیں".......فریڈ نے بلاشر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ان کی سپیشل روم میں پہنچنے کی اطلاع تو آ جائے".......بلاشر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ فریڈ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور بلاشر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ بلاشر بول رہا ہوں".......بلاشر نے تیز لہجے میں کہا۔

"مارٹی بول رہا ہوں باس۔ تینوں بے ہوش افراد کو سپیشل روم میں پہنچا دیا گیا ہے اور انہیں زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے".......دوسری طرف سے سیکورٹی چیف مارٹی کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم واپس اپنی ڈیوٹی پر پہنچ جاؤ".......بلاشر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آیئے باس" بلاشر نے رسیور رکھتے ہی فریڈ سے کہا اور پھر وہ دونوں آپریشن روم سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتے آپریشن روم کے

بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے سے
کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں لارڈ واسکر پہلے سے موجود تھا۔ دیوار
کے ساتھ تین افراد بے ہوشی کے عالم میں فولادی زنجیروں سے بندھے
ہوئے موجود تھے۔ بے ہوشی کی وجہ سے ان کے جسم نیچے کی طرف
ڈھلکے ہوئے تھے۔ ان میں سے دو ایشیائی اور ایک مقامی آدمی تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اس ریزے کو ہوش میں لا کر اس سے پوچھ گچھ
کی جائے"...... فریڈ نے کہا۔

"ہاں۔ یہ کافرستانی تربیت یافتہ افراد ہیں اس لئے ان کی نسبت
اس ریزے کی زبان آسانی سے کھلوائی جا سکتی ہے"۔ لارڈ واسکر نے
بھی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ کمرے میں دو اور آدمی بھی موجود
تھے۔

"ڈارسن"...... فریڈ نے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"الماری سے اینٹی سپر ریز نکالو اور اس مقامی آدمی ریزے کو ہوش
میں لاؤ"...... فریڈ نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... ڈارسن نے جواب دیا اور ایک طرف دیوار میں
موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"راجر"...... فریڈ نے دوسرے بھاری جثے والے آدمی سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"یس باس"...... دوسرے نے بھی اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم دیوار سے ہنٹر اتارو اور ریزے کے سامنے جا کر کھڑے ہو جاؤ
جب میں حکم دوں تو تم نے ہنٹر مار مار کر اس کی کھال اتار دینی
ہے"...... فریڈ نے دوسرے کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... راجر نے جواب دیا اور وہ تیزی سے دائیں ہاتھ کی
دیوار کی طرف بڑھ گیا جس پر تشدد کے قدیم آلات اس طرح ٹنگے
ہوئے تھے جیسے ان کی نمائش کی جا رہی ہو۔ ان میں ایک چمڑے کا ہنٹر
بھی تھا۔ راجر نے وہ ہنٹر اتارا اور اسے ہوا میں چٹخاتا ہوا ریزے کی
طرف بڑھ گیا جبکہ فریڈ۔ بلاشر اور لارڈ کے ساتھ کچھ فاصلے پر رکھی ہوئی
کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ ڈارسن نے الماری سے ایک پیکٹ میں سے ایک
انجکشن نکالا جس کی سوئی پر باقاعدہ کیپ چڑھی ہوئی تھی اور پھر اس نے
زنجیروں سے بندھے ہوئے بے ہوش ریزے کے بازو میں باقاعدہ
انجکشن لگا دیا اور پھر پیچھے ہٹ آیا جبکہ راجر ہاتھ میں ہنٹر تھامے وہیں کھڑا
تھا۔ البتہ اس کا رخ ان کرسیوں کی طرف تھا جس پر فریڈ۔ بلاشر اور
لارڈ واسکر بیٹھے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد ریزے کے جسم میں حرکت
کے تاثرات پیدا ہونے لگ گئے اور وہ سب چوکنا ہو کر اشتیاق بھری
نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ریزے نے کراہتے ہوئے
آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ۔ میں کہاں ہوں۔ اوہ۔ اوہ"...... ریزے نے ہوش میں
آتے ہی لاشعوری سے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا لٹکا ہوا

جسم سیدھا ہو گیا۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

"مجھے پہچانتے ہو ناں ریزے۔ میں بلاشر ہوں۔ میں نے تو تمہیں دوستی کے ناطے معاف کر دیا تھا لیکن تم نے میری دوستی کا ناجائز فائدہ اٹھایا اور ہمارے دشمنوں کو اپنے ساتھ یہاں لے آئے ہو"...... بلاشر نے تیز اور کرخت لہجے میں کہا۔

"دشمن کو۔ کون دشمن۔ کس کی بات کر رہے ہو۔ میرا کسی سے کیا تعلق"...... ریزے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اب ذہنی طور پر خاصا سنبھلا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"یہ دونوں کافرستانی ہمارے دشمن ہیں۔ تم انہیں خفیہ طور پر یہاں ساتھ لے آئے ہو"...... بلاشر نے کہا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں انہیں ساتھ نہیں لے آیا بلکہ یہ مجھے ساتھ لے آئے ہیں"...... ریزے نے جواب دیا۔

"سنو ریزے۔ تمہاری جان اب بھی بچ سکتی ہے اگر تم مجھے بتا دو کہ تم لوگ تمام سائنسی حفاظتی انتظامات کے باوجود لیبارٹری تک کیسے پہنچ گئے تھے اور یہاں کے کس آدمی نے تمہاری مدد کی تھی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ نہ صرف تمہاری جان بخش دی جائے گی بلکہ تمہیں بھاری انعام بھی دیا جائے گا"...... فریڈ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا تم حلف لے کر وعدہ کرتے ہو"...... ریزے نے چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت ایک چمک سی ابھر آئی تھی۔

"ہاں۔ میں حلفاً وعدہ کرتا ہوں"...... فریڈ نے جواب دیا۔

"اس جزیرے کا ایک نہیں بلکہ تین آدمی ان دونوں کافرستانیوں سے ملے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک لیبارٹری کا۔ ایک فیکٹری کا اور ایک باہر تمہارے ہیڈ کوارٹر کا آدمی ہے۔ اس لیبارٹری والے کو تو میں جانتا ہوں۔ وہ لیبارٹری کا سٹور انچارج جیکب تھا جسے انہوں نے ہلاک کر دیا ہے۔ باقی دو کو میں صرف شکل سے پہچانتا ہوں"۔ ریزے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سٹور انچارج جیکب"...... فریڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور بلاشر اور لارڈ ڈاسکر بھی یہ بات سن کر چونک پڑے تھے۔

"جی ہاں۔ اسے میں جانتا ہوں"...... ریزے نے جواب دیا۔

"تم کہہ رہے ہو کہ انہوں نے اسے ہلاک کر دیا ہے۔ کس طرح۔ پوری تفصیل بتاؤ"...... فریڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جیکب نے انہیں ایک خفیہ راستے سے اندر آنے کے لئے کہا تھا۔ یہ سرنگ کالونی کے قریب آکر بند ہو جاتی ہے۔ جیکب کا کمرہ کالونی کے آخر میں تھا۔ کالونی کا گٹر اس سرنگ کے سائیڈ سے گزر رہا ہے۔ جیکب نے وہ گٹر توڑ دیا۔ اس طرح راستہ بن گیا تھا۔ جیکب اس گٹر کے راستے نیچے سرنگ میں پہلے پہنچ گیا تھا۔ جب ہم اس سرنگ میں پہنچے تو جیکب وہاں موجود تھا۔ انہوں نے اس کا شکریہ ادا کیا لیکن اس کے ساتھ ہی راز چھپانے کے لئے انہوں نے جیکب کو ہلاک کر دیا اور اس کی لاش وہیں سرنگ میں ہی پھینک دی اور پھر ہم اس گٹر کے راستے اوپر کالونی میں جیکب کے کمرے میں پہنچ گئے۔ وہاں تھوڑی دیر بعد دو

اور آدمی آگئے۔ ان سے یہ دونوں باتیں کرتے رہے۔ مجھے صرف یہی بتایا گیا کہ ان میں سے ایک ہیڈ کوارٹر میں کام کرتا ہے اور ایک فیکٹری میں۔ اس کے بعد وہ دونوں ہمیں لے کر کالونی سے نکلے اور ایک خاص جگہ پر ان میں سے ایک نے زمین پر کوئی حرکت کی تو وہاں سرنگ کا ایک دہانہ نمودار ہو گیا۔ ہم تینوں اندر داخل ہو گئے اور وہ دونوں واپس چلے گئے۔ اس سرنگ کو انہوں نے اندر سے بند کر دیا اور پھر ہم ایک کمرے میں پہنچ گئے جہاں انہوں نے دیوار پر لگی ہوئی ایک تصویر کو ہٹایا تو ایک قد آدم سیف دیوار میں نمودار ہو گیا۔ یہ سیف کو کھولنا چاہتے تھے کہ اچانک چھت پر سے نیلے رنگ کی روشنی کے دھارے ہم پر پڑے اور ہم بے ہوش ہو گئے۔ اب مجھے ہوش آیا ہے تو ہم یہاں موجود ہیں"۔۔۔۔۔۔ ریزے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں کے حلیے کیا تھے"۔۔۔۔۔۔ فریڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو ریزے نے حلیے بتا دیئے۔

"ان دونوں کی چیکنگ ضروری ہے فریڈ۔ یہ غدار ہیں"۔۔۔۔۔۔ لارڈ واسکر نے کہا۔

"لارڈ۔ پہلے اس ریزے کی بات کی تو تصدیق ہو جائے۔ ہو سکتا ہے یہ سرے سے ہی غلط بیانی کر رہا ہو"۔۔۔۔۔۔ فریڈ نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ضروری ہے۔ فوراً معلوم کراؤ"۔۔۔۔۔۔ لارڈ نے کہا تو فریڈ نے بلاشر کو اشارہ کیا اور بلاشر اٹھ کر اس کمرے سے باہر چلا گیا۔

"یہ دو افراد کون ہو سکتے ہیں فریڈ۔ کیا تم اندازہ کر سکتے ہو"۔ لارڈ

نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

"**اب کیا** کہا جا سکتا ہے لارڈ۔ جو حلیے اس ریزے نے بتائے ہیں۔ **یہ تو عام** سے حلیے ہیں"۔۔۔۔۔۔ فریڈ نے جواب دیا۔

"میں انہیں سامنے آنے پر آسانی سے پہچان سکتا ہوں۔ اگر تمہارے پاس یہاں کام کرنے والے افراد کے فوٹو ہوں تو مجھے دکھاؤ"۔۔۔۔۔۔ بندھے ہوئے ریزے نے کہا۔

"فوٹو تو موجود نہیں ہیں۔ ہمیں اس کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ یہاں کام کرنے والے سب افراد کو ریزے کے سامنے لایا جائے"۔۔۔۔۔۔ فریڈ نے کہا۔

"یہ تو خاصا مشکل کام ہو گا۔ لیکن بہرحال ان غداروں کی شناخت انتہائی ضروری ہے"۔۔۔۔۔۔ لارڈ نے جواب دیا اور پھر کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور بلاشر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک آدمی تھا جس نے کاندھے پر ایک بے حس و حرکت آدمی کو اٹھا رکھا تھا۔ فریڈ اور لارڈ دونوں انہیں دیکھ کر چونک پڑے۔

"ریزے نے درست بتایا تھا باس۔ جینب کی لاش اس سرنگ میں پڑی ملی ہے۔ گڑ بھی ٹوٹا ہوا ملا ہے"۔۔۔۔۔۔ بلاشر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور اس کے پیچھے آنے والے نے جس نے آدمی کو اٹھایا ہوا تھا۔ لارڈ اور فریڈ کے سامنے فرش پر لٹا دیا۔

"اس کو گولی نہیں ماری گئی۔ خنجر سے مارا گیا ہے"۔۔۔۔۔۔ فریڈ نے غور سے لاش کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ۔ اچانک اس پر خنجر کا وار کیا گیا تھا تاکہ یہ کوئی مزاحمت نہ کر سکے اور فائر کی آواز بھی نہ سنائی دے" ۔۔۔۔ ریزے نے جواب دیا ۔

"اس کا مطلب ہے کہ ریزے جو کچھ کہہ رہا ہے وہ سچ ہے" ۔ لارڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

"میرا خیال ہے کہ ان دونوں کو ہوش میں لایا جائے اور پھر ان سے پوچھ گچھ کی جائے ۔ یہ یقیناً ان دونوں کو جانتے ہوں گے" ۔ اس بار بلاشر نے کہا ۔

"کیا ضرورت ہے انہیں ہوش میں لانے کی ۔ انہیں کیوں نہ گولیوں سے اڑا دیا جائے ۔ اس کے بعد یہاں کام کرنے والے تمام افراد کو ریزے کے سامنے لایا جائے ۔ اس طرح دونوں غدار سامنے آ جائیں گے" ۔۔۔۔ فریڈ نے کہا ۔

"نہیں ۔ جب تک یہ دونوں غدار سامنے نہ آ جائیں انہیں زندہ رہنا چاہئے ۔ یہ بندھے ہوئے ہیں اور یہاں ہمارے آدمی بھی موجود ہیں ۔ اس لئے یہ ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں ۔ تم ریزے کو کھول کر یہاں سے لے جاؤ اور صبح ہوتے ہی یہاں رہنے والے ہر آدمی کو ایک ہال میں طلب کر لو ۔ میں بھی وہاں موجود رہوں گا تاکہ میں بھی دیکھ سکوں کہ غدار کون ہیں" ۔۔۔۔ لارڈ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا ۔

"باس ۔ یہ انتہائی لمبا کام ہوگا ۔ یہاں کام کرنے والے افراد خاصی تعداد میں ہیں اور ایک ہال میں بیک وقت سارے اکٹھے نہیں آ سکتے ۔ اس لئے ہمیں گروپوں کی صورت میں انہیں وہاں بلانا ہوگا ۔ اس طرح

سارا دن لگ سکتا ہے اور لیبارٹری اور فیکٹری میں کام بھی بند رہے گا ۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ان دونوں کو ہوش میں لے آیا جائے اور ان سے پوچھ گچھ کر لی جائے ہو سکتا ہے کہ یہ ان کی نشاندہی کر دیں ۔ اس طرح ہم اس لمبے کام سے بچ جائیں گے" ۔۔۔۔ بلاشر نے کہا ۔

"بلاشر ٹھیک کہتا ہے ۔ انہیں ہوش میں لے آؤ" ۔۔۔۔ لارڈ نے کہا ۔

"ڈارسن ۔ ان دونوں کو بھی ہوش میں لے آؤ" ۔۔۔۔ فریڈ نے ڈارسن سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"یس باس" ۔۔۔۔ ڈارسن نے جواب دیا اور تیزی سے اس الماری کی طرف بڑھ گیا جس سے پہلے اس نے انجکشن نکالا تھا ۔

"باس ۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہم حفاظتی انتظامات وقتی طور پر آف کر کے سب لوگوں کو جنگل کے درمیان بڑے میدان میں اکٹھا کر لیں ۔ اس طرح کام جلدی ہو جائے گا ۔ اب یہ دونوں بہرحال پکڑے ہی گئے ہیں ۔ اب فوری طور پر تو ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے" ۔ فریڈ نے کہا ۔

"ہاں ۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے ۔ ٹھیک ہے یہ فیصلہ بعد میں کریں گے" ۔ لارڈ نے کہا اور فریڈ سر ہلا کر خاموش ہو گیا ۔ تھوڑی دیر بعد ڈارسن نے ان دونوں کافرستانیوں کو بھی انجکشن لگا دیئے اور اب وہ سب ان کافرستانیوں کے ہوش میں آنے منتظر تھے ۔ تھوڑی دیر بعد ان دونوں کے بے حس و حرکت جسموں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے اور پھر ایک منٹ کے وقفے سے وہ دونوں ہوش میں

آ گئے۔ ان دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات تھے۔ وہ آنکھیں
کھول کر حیرت بھرے انداز میں ہال اور وہاں موجود افراد کو دیکھ رہے
تھے
"تم دونوں کا منصوبہ ناکام ہو گیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم دونوں
انتہائی پراسرار طور پر سیف تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن اس
کے باوجود تم ناکام رہے ہو"...... فریڈ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔
"پہلے تم اپنا تعارف تو کراؤ تاکہ ہمیں معلوم تو ہو کہ ہم سے کون
مخاطب ہے"...... ان میں سے ایک نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔
"خاصے دلیر لوگ ہیں۔ ان حالات میں بھی ان کے لہجے میں اس
قدر گہرا اطمینان ہے"...... کرسی پر بیٹھے ہوئے لارڈ نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔
"یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں لارڈ۔ ان لوگوں کو تربیت ہی ایسی دی
جاتی ہے کہ یہ ہر قسم کے حالات میں اپنے آپ کو پرسکون رکھتے
ہیں"...... فریڈ نے لارڈ کو جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تعریف کا بے حد شکریہ۔ لیکن ہم تربیت یافتہ نہیں ہیں۔ اگر
تربیت یافتہ ہوتے تو اس طرح یہاں بندھے ہوئے نہ کھڑے ہوئے۔
البتہ ہم لوگ چونکہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر یہاں آئے ہیں اس لئے
اب زیادہ سے زیادہ تم ہمیں جان سے مار دو گے اور یہ بات ہمارے
ذہنوں میں چونکہ پہلے سے موجود ہے اس لئے ہمارے لئے اس سے کوئی
فرق نہیں پڑتا کہ ہم زندہ رہتے ہیں یا نہیں"...... اس آدمی نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔
"تمہارا اور تمہارے ساتھی کا کیا نام ہے"...... اس بار لارڈ نے
براہ راست ان سے سوال کرتے ہوئے کہا۔
"میرا نام پرنس شکیل ہے اور میرے ساتھی کا نام صفدر سعید ہے۔
اب تم لوگ بھی اپنا تعارف کرادو"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
"میرا نام لارڈ واسکر ہے اور میں ٹاپ ورلڈ کا سربراہ ہوں۔ یہ ٹاپ
ورلڈ کا چیف فریڈ ہے اور یہ بلاشر ہے۔ اس جزیرے کا انچارج"۔ لارڈ
نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔
"تم کن لوگوں کی مدد سے لیبارٹری تک پہنچ گئے تھے اور تمہیں
کس نے بتایا تھا کہ اس سیف میں وہ پرزہ موجود ہے جو تم حاصل کرنا
چاہتے ہو"...... فریڈ نے کہا۔
"جس کے ذریعے ہم پہنچے تھے وہ تمہارے سامنے زمین پر پڑا ہوا
ہے"...... کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"نہیں پرنس۔ یہ ان دو آدمیوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جو
تمہیں اس سرنگ تک لے گئے تھے"...... اچانک ریزے نے کہا اور
کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں چونک کر ریزے کو دیکھنے لگے۔
"تو تم نے سب کچھ بتا دیا ہے انہیں"...... اس بار صفدر نے
غراتے ہوئے کہا۔
"ظاہر ہے مجھے اپنی جان عزیز ہے۔ لیکن میں ان دونوں آدمیوں کو

نہیں پہچانتا۔ اس لئے مجبوراً انہیں تمہیں ہوش میں لانا پڑا ہے"۔ ریزے نے جواب دیا۔

"ہم بھی نہیں جانتے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم ان دونوں کے حلیے بتا دو"۔ فریڈ نے کہا۔

"حلیے تو میں بتا چکا ہوں جناب۔ انہوں نے بھی تو وہی حلیے بتانے ہیں۔ چلو میں پھر دوہرا دیتا ہوں"...... ریزے نے جلدی جلدی کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے حلیے بتانا شروع کر دیئے۔

"تم غداری کر رہے ہو ریزے اور ہم زندہ رہے تو تمہاری سزا موت ہوگی"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم زندہ رہو گے تو اسے سزا دو گے۔ کیوں لارڈ۔ جب یہ لوگ کچھ نہیں بتا رہے تو پھر انہیں زندہ رکھنے کا کیا فائدہ"...... فریڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا تو خیال ہے فریڈ کہ یہ سب کچھ باقاعدہ ایک پلاننگ کے تحت ہو رہا ہے۔ یہ آدمی ریزے بے حد عقلمند ہے۔ اس نے خود ہی ان دونوں کے سامنے حلیے دوہرا دیئے ہیں تاکہ یہ دوسرے حلیے نہ بتا سکیں"...... لارڈ نے کہا۔

"اوہ ہاں باس۔ واقعی آپ نے درست سوچا ہے۔ مجھے تو اس کا خیال تک نہ آیا تھا۔ یہ تو واقعی ہمیں چکر دینے کی کوشش کر رہے ہیں یہ سب آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ میرا تو خیال ہے کہ ان دونوں کے ساتھ ساتھ اس ریزے کو بھی ہلاک کر دیا جائے"...... فریڈ نے تیز

لہجے میں کہا۔

"کاش لارڈ صاحب یہاں اکیلے ہوتے تو حالات کچھ اور ہوتے"۔ اچانک صفدر نے کہا

"کیا مطلب کیا کہنا چاہتے ہو"...... لارڈ نے چونک کر پوچھا۔

"یہ ویسے ہی بکواس کر رہا ہے باس۔ ان کا یہ خاص طریقہ ہے کہ الٹی سیدھی باتیں کر کے ایک دوسرے کے دلوں میں کوئی نہ کوئی شک پیدا کر کے فائدہ اٹھا سکیں"...... فریڈ نے کہا۔

"تم خاموش رہو فریڈ۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نے خواہ مخواہ ایسی باتیں شروع کر دی ہیں"...... لارڈ نے غصیلے لہجے میں کہا تو فریڈ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو"...... لارڈ نے اس بار کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سب کے سامنے کچھ کہنا بے کار ہے لارڈ۔ تم نے خود فریڈ کا رویہ دیکھ لیا ہے۔ اس کے باوجود اگر اصل بات تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہی تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ویسے اگر تم واقعی کچھ جاننا چاہتے ہو تو پھر ان سب کو باہر بھجوا دو"...... کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی خطرناک لوگ ہو۔ تم اب مجھے اپنے ہی ساتھیوں سے لڑانا چاہتے ہو۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ میں فریڈ اور بلاشر کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ لوگ کسی صورت بھی تنظیم کے خلاف کوئی اقدام نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں تمہاری بات مسترد کرتا ہوں۔ تم بس ان

غداروں کے بارے میں ہمیں بتاؤ۔ ورنہ یاد رکھو۔ تمہاری کھالیں اتار دی جائیں گی"...... یکلخت لارڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے اس فقرے کے ساتھ ہی فریڈ اور بلاشر دونوں کے چہرے چمک اٹھے۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تمہارا بھی یہی خیال ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ویسے حقیقت یہ ہے کہ ہم ان دونوں کو ذاتی طور پر نہیں جانتے ان کی خدمات ہمیں مادام فلورا نے مہیا کی تھیں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"باس۔ ابھی یہ سب کچھ بتا دیں گے۔ ابھی ان کی روحیں بھی سب کچھ بتا دیں گی"...... فریڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم ہمیں فوری طور پر مارنا چاہتے ہو۔ ٹھیک ہے مار ڈالو۔ ہم کیا کر سکتے ہیں"...... اس بار صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو لارڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ابھی انہیں زندہ رہنا ہے۔ تم ایسا کرو کہ بے شک کل سارا دن کیوں نہ گزر جائے تم ریمزے کو ساتھ لو اور ان دونوں غداروں کی شناخت کراؤ۔ اگر اس نے دونوں کی شناخت کر دی تو ٹھیک ہے ورنہ ان تینوں کو میں باؤلے کتوں کے سامنے ڈلوا دوں گا"...... لارڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی فریڈ اور بلاشر بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"یس لارڈ۔ آپ نے درست فیصلہ کیا ہے"...... فریڈ نے کہا۔

"ابھی رات ہے۔ ان تینوں کو یہیں بندھا رہنے دو اور صبح ہوتے

ہی پورے جزیرے پر ایسے انتظامات کرو کہ سب لوگ اس ہال میں آئیں اور جب یہ سارے انتظامات ہو جائیں تو پھر ریمزے کو یہاں سے لے جایا جائے۔ لیکن جب تک یہ سارے انتظامات نہ ہوں تب تک یہاں ان کی پوری حفاظت کی جائے"...... لارڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ڈارسن اور راجر۔ تم دونوں سپیشل روم سے باہر پہرہ دو گے اندر نہیں"...... فریڈ نے کہا تو لارڈ بے اختیار مڑ گیا۔

"کیوں۔ یہ بات تم نے کیوں کی ہے"...... لارڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس لئے لارڈ کہ یہ لوگ حد درجہ خطرناک ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ڈارسن اور راجر کے ساتھ کوئی چکر چلا دیں اور رہا ہو جائیں۔ جب یہ لوگ اندر موجود نہ ہوں گے تو پھر ان کے ساتھ کوئی چکر چلا ہی نہ سکیں گے"...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن باہر انہیں پوری طرح ہوشیار رہنا چاہئے"۔ لارڈ نے کہا اور فریڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب اس کمرے سے باہر آ گئے۔ ڈارسن اور راجر دروازے کے باہر کھڑے ہو گئے جبکہ لارڈ واسکر، فریڈ اور بلاشر تیزی سے آگے بڑھ گئے۔

"گڈ ریزے ۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو"...... کمرہ خالی ہوتے ہی صفدر نے ریزے سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمیں کسی ایسی زبان میں بات کرنی چاہیے جو ان کے لئے اجنبی ہو ۔ ایسا نہ ہو کہ یہاں ایسے آلات ہوں کہ وہ ہماری آوازیں کیچ کر رہے ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مجھے کارمن زبان آتی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ یہاں کوئی بھی کارمن زبان نہیں سمجھ سکتا اگر آپ کو کارمن زبان آتی ہو تو پھر اس زبان میں بات ہو سکتی ہے"...... ریزے نے کہا۔

"ہاں ۔ ہمیں بھی آتی ہے"...... صفدر نے اس بار کارمن زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ مجھے پہلے ہوش میں لے آئے تھے ۔ تمہیں انہوں نے بے ہوش ہی رکھا تھا پھر ان کی باتوں سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ تمہیں

بے ہوشی کے عالم میں ہی مار دینا چاہتے ہیں اور مجھے یہ اس لئے ہوش میں لے آئے تھے کہ ان کا خیال تھا کہ یہاں کے کچھ لوگ ہمارے ساتھ مل چکے ہیں اس لئے ہم یہاں تک بغیر کسی رکاوٹ کے پہنچ گئے ہیں ۔ ان کی یہ بات محسوس کرتے ہی میں نے فوری طور پر ایک پلاننگ کر لی چنانچہ میں نے انہیں یقین دلایا کہ اگر وہ مجھے زندہ رکھنے کا وعدہ کریں تو میں سب کچھ بتا دوں گا ۔ انہوں نے وعدہ کر لیا تو میں نے جان بوجھ کر تین افراد بتا دیئے اور یہ بھی بتا دیا کہ ایک کو تم لوگوں نے مار ڈالا ہے اور اس کی لاش سرنگ میں پڑی ہے اور گنڈ بھی اس نے توڑا تھا باقی دو کے میں نے عام سے حلیے بتا دیئے تاکہ یہ الجھے رہیں پھر میری پلاننگ کے عین مطابق یہ الجھ گئے اور انہیں مجبوراً تمہیں ہوش میں لانا پڑا اور اب ہمیں کل تک مہلت مل گئی ہے سارے لوگوں کی شناخت پریڈ میں بہرحال وقت لگے گا اس دوران ہم کوئی ترکیب اپنی رہائی کی سوچ سکتے ہیں"...... ریزے نے کہا۔

"تم نے جیسے ہی حلیے دوہرائے تھے ہم تمہاری پلاننگ سمجھ گئے تھے ویسے اگر تم یہ پلاننگ نہ بناتے تو لازماً یہ ہمیں بے ہوشی کے عالم میں ہی مار ڈالتے اس لئے تمہارا شکریہ کہ تم نے واقعی اپنی ذہانت سے فوری طور پر ہماری زندگیاں بچالی ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ریزے نے واقعی انتہائی ذہانت سے انہیں جال میں جکڑ لیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"بعد کے حالات تو تم نے سنبھالے ہیں ۔ خاص طور پر تمہاری

باتوں نے اس لارڈ کے ذہن میں شک کا بیج بو دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ بیج بہر حال اپنا کام ضرور دکھائے گا"۔۔۔۔۔ ریزے نے کہا۔

"ہمیں فوری طور پر یہاں سے ہماری حاصل کرنی ہے ورنہ ان لوگوں کا کچھ پتہ نہیں کہ کب یہ کوئی فیصلہ کر لیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں نے تو بڑا غور کیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ہماری رہائی بے حد مشکل ہے یہ زنجیریں نہ ٹوٹ سکتی ہیں اور نہ کھل سکتی ہیں"۔ ریزے نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"سب کچھ ہو سکتا ہے انسان کو ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ ہمارے دونوں پیر بندھے ہوئے ہیں اور دونوں ہاتھ بھی سر سے اوپر کر کے زنجیروں میں بندھے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم آزاد ہو سکتے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"وہ کس طرح"۔۔۔۔۔ ریزے نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھ گیا ہوں صفدر۔ تم کیا کرنا چاہتے ہو"۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ہاتھوں کی مدد سے اپنے جسم کو اوپر اٹھانا چاہتے ہو پیروں میں بندھی ہوئی زنجیریں ڈھیلی ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ تمہارے ہاتھ ان کنڈوں تک پہنچ جائیں گے جس سے یہ زنجیریں بندھی ہوئی ہیں"۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ زنجیریں اتنی بھی ڈھیلی نہیں ہیں بہر حال ہو سکتا ہے کہ

اپنے ہاتھوں کو ان کنڈوں سے نکال لیں جن سے یہ زنجیریں بندھی ہوئی ہیں بشرطیکہ ہاتھ باہر آ سکیں تو"۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ویری گڈ"۔۔۔۔۔ ریزے نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں کنڈے تنگ ہیں اس لئے ہاتھ باہر نہیں آ سکیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور ڈارسن اندر داخل ہوا اور وہ تینوں چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"سنو۔ اگر تم میرا ایک کام کر دو تو میں تمہیں موت کے منہ سے بچا سکتا ہوں"۔۔۔۔۔ ڈارسن نے ان کے قریب آکر سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"کیسا کام"۔۔۔۔۔ اس بار کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

"تم جب کل غداروں کی شناخت کرو تو تم میرے ایک دشمن کو بھی شناخت کر دینا میں تمہیں اس کا نام اور حلیہ بتا دیتا ہوں"۔ ڈارسن نے کہا۔

"اگر ہم تمہاری بات مان لیں اور تمہارے دشمن کو شناخت کرا دیں تو تم ہمیں کس طرح موت کے منہ سے بچاؤ گے"۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ اس طرح کہ میں باس فریڈ کی منت کر لوں گا۔ وہ میری بات نہیں ٹالتا"۔۔۔۔۔ ڈارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا شاید دماغ خراب ہو گیا ہے۔ وہ تمہاری بات کیوں مانے گا"...... اس بار ریزے نے کہا۔

"وہ میری بات ضرور مانے گا تم میری بات پر یقین کرو"۔ ڈارسن نے کہا۔

"سنو۔ اگر تم ہماری مدد کرنا چاہتے ہو تو ہمیں یہاں سے رہا کروا کر فریڈ تک پہنچا دو پھر بات ہو گی"...... صفدر نے کہا۔

"یہ تو ممکن ہی نہیں ہے ٹھیک ہے میں اپنی آفر واپس لیتا ہوں"۔ ڈارسن نے منہ بناتے ہوئے کہا اور واپس مڑنے لگا۔

"اب یہ بھی سن لو کہ اب تمہاری شناخت ہو گی"...... یکلخت کیپٹن شکیل نے کہا تو ڈارسن بے اختیار اچھل کر مڑا۔

"کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میری شناخت کیا مطلب"۔ ڈارسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہمارا کیا جاتا ہے۔ ہم کہہ دیں گے کہ ڈارسن نے ہماری مدد کی ہے پھر تمہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے گا ہم نے تو بہر حال مرنا ہی ہے تم کیوں زندہ رہ جاؤ"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"فریڈ مجھے اچھی طرح جانتا ہے کہ میں ایسا نہیں کر سکتا اس لئے تم جو چاہے کہتے رہو"...... ڈارسن نے کہا اور واپس مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ایک منٹ۔ میری بات سنو"...... اچانک صفدر نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا بات ہے"...... ڈارسن نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"تمہاری ڈیوٹی کمرے سے باہر لگائی گئی ہے کمرے کے اندر کیا ہوتا ہے اس سے تمہیں کوئی مطلب نہیں ہے اور اس سلسلے میں تم سے کون پوچھ سکتا ہے۔ تم ایک کام کر سکتے ہو کہ ہمیں آزاد کر دو اور پھر خود باہر چلے جاؤ اگر ہم اس کمرے سے باہر آنے کی کوشش کریں تو بے شک ہمیں ہلاک کر دینا ہمارا وعدہ کہ ہم تمہارے دشمن کی شناخت کر دیں گے"...... صفدر نے اسے پیشکش کرتے ہوئے کہا۔

"اب میں اتنا بھی احمق نہیں ہوں جتنا تم نے سمجھ لیا ہے میں نے جیسے ہی تمہیں کھولا تم نے سب سے پہلے مجھے ہی مار ڈالنا ہے سوری میں یہ رسک نہیں لے سکتا"...... ڈارسن نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر واپس مڑنے لگا۔

"چلو ایسا کرو کہ ہمارے پیر آزاد کر دو اس طرح کم از کم ہم اپنے جسموں کو حرکت تو دے سکیں گے۔ ہمارے ہاتھ تو بندھے رہیں گے اس لئے ہم تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن کیوں۔ میں ایسا کیوں کروں جب تم میری بات ہی نہیں مانتے"...... ڈارسن نے ایک بار پھر مڑتے ہوئے کہا۔

"ہم تمہاری بات مان جاتے ہیں تم ہماری بات مان جاؤ"۔ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے تمہارے پیر آزاد کرنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ اس طرح تم آزاد تو نہ ہو سکو گے لیکن کیا تم واقعی میرے

دشمن کو شناخت کرو گے"...... ڈارسن نے واپس ان کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہمارا کیا جاتا ہے کہہ دیں گے"۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر پہلے سن لو میرے دشمن کا نام انتھونی ہے وہ لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر ڈکسن کا پرسنل سیکرٹری ہے"...... ڈارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کا حلیہ بتانا شروع کر دیا

"ٹھیک ہے۔ہم کہہ دیں گے اب تم ہمارے پیر آزاد کر دو"۔ صفدر نے کہا تو ڈارسن آگے بڑھا اور اس نے صفدر کے پیروں کے کنڈے کھولنے شروع کر دیئے دونوں پیر کھول کر وہ تیزی سے پیچھے ہٹنے ہی لگا تھا کہ صفدر کے دونوں پیر بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور اس کے پیر اٹھ کر پیچھے ہٹتے ہوئے ڈارسن کی گردن میں قینچی کی طرح پڑے اور اسی لمحے ڈارسن کے حلق سے چیخ نکلی اور اس کا جسم گھومتا ہوا فرش پر گرا صفدر نے ایک بار پھر پیروں کو حرکت دی اور ڈارسن کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی اور اس کا جسم ایک بار پھر گھوم گیا اس نے دونوں ہاتھوں سے صفدر کی ٹانگیں پکڑ کر انہیں اپنی گردن سے ہٹانا چاہا لیکن صفدر مسلسل اپنے پیروں کو مخصوص انداز میں حرکت دے رہا تھا اور پھر تیسری بار ڈارسن کا جسم جب گھوم کر نیچے گرا تو اس کے دونوں ہاتھ بے حس ہو کر نیچے گرے اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم بھی بے حس و حرکت ہو گیا۔وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔صفدر

نے اس کی گردن سے پیر ہٹائے اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم اوپر کو اٹھا تو اس کے ساتھ ہی اس کے بازوؤں کے گرد موجود زنجیریں ڈھیلی پڑ گئیں اور صفدر نے اچھل کر ایک ہاتھ سے زنجیر کے اوپر والے حصے کو پکڑ لیا اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر جھٹکے سے اپنے جسم کو اوپر اٹھایا اور زنجیر مزید ڈھیلی ہوئی تو اس بار صفدر نے دیوار کے ساتھ نصب کنڈے کے قریب سے زنجیر کو پکڑ لیا۔اب اس کا جسم فضا میں لٹکا ہوا نظر آ رہا تھا۔اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی انگلیاں کڑے پر پھیرنا شروع کر دیں۔دوسرے لمحے ہلکی سی کٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس کی کلائی کے گرد موجود کنڈا کھل گیا جبکہ زنجیر اور دیوار میں نصب کنڈا ویسے ہی موجود رہا تھا۔

"یہ کیا سسٹم ہے کہ بٹن دیوار والے کنڈے کا دباؤ تو کھلتا کلائی والا کنڈا ہے"...... صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل اور ریزے جو اسے دیکھ رہے تھے دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے ہاتھ چھوڑ دیا تو اس کا جسم اب دوسرے ہاتھ کے سہارے زنجیر کے ساتھ لٹک گیا۔صفدر نے تیزی سے اپنے جسم کو اوپر اٹھایا اور خالی ہاتھ سے اس نے دوسرے ہاتھ سے بندھی ہوئی زنجیر کو پکڑ لیا۔ایک بار پھر اس نے جسم کو اوپر اٹھایا اور اس بار اس کا ہاتھ دوسرے ہاتھ سے بندھی ہوئی زنجیر کے اوپر والے کنڈے تک پہنچ گیا اور اس کی انگلیوں نے ایک بار پھر حرکت کرنا شروع کر دیا۔چند لمحوں بعد کٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے دوسرے ہاتھ کی کلائی بھی زنجیر سے آزاد ہو

گئی اور دوسرے لمحے صفدر نے نیچے چھلانگ لگا دی اور اب وہ مکمل طور پر آزاد ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے اچانک دروازہ کھولا اور اس کے ساتھ ہی باہر موجود بھاری جثے والا راجر چیختا ہوا اچھل کر ایک دھماکے سے اندر آگرا صفدر نے اسے اچانک گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اندر اچھال دیا تھا۔ راجر شاید دروازہ کھلنے پر یہ سمجھ کر مطمئن کھڑا تھا کہ ڈارسن باہر آ رہا ہے اس لئے وہ کوئی جدوجہد بھی نہ کر سکا تھا۔ راجر نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن صفدر اس کے اٹھنے سے پہلے ہی اس کے سر پر پہنچ گیا اور دوسرے لمحے اس کی لات حرکت میں آئی اور راجر کی کنپٹی پر اس کی بوٹ کی بھرپور ضرب پڑی۔ راجر کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی اور اس کا اٹھتا ہوا جسم دھڑام سے نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ کنپٹی پر پڑنے والی ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی تھی اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ صفدر تیزی سے واپس مڑا اور اس نے دروازہ بند کر کے اسے اندر سے لاک کر دیا۔ پھر وہ کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دونوں پیر اٹھا کر اپنے ہاتھ اونچے کئے اور ایک ایک کر کے کیپٹن شکیل کے دونوں ہاتھ آزاد کر دیئے۔ پھر وہ ریزے کی طرف بڑھ گیا جبکہ کیپٹن شکیل نے جھک کر اپنے پیروں میں موجود کنڈے کھولنے شروع کر دیئے۔ ریزے کے ہاتھ کھول کر صفدر واپس مڑا۔

"اب کیا پروگرام ہے کیپٹن شکیل۔ دوبارہ لیبارٹری آفس میں جایا جائے"...... صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔ اب ضروری ہے کہ ہم پہلے فریڈ۔ لارڈ اور بلاشر کا خاتمہ کر دیں ورنہ ہم ایک بار پھر اسی طرح پکڑے جا سکتے ہیں۔ جس طرح پہلے پکڑے گئے تھے اور اس بار یہ لوگ ہمیں ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہ چھوڑیں گے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو ان دونوں کو زنجیروں سے جکڑ دیں تاکہ ان سے ان تینوں کے دفاتر کا راستہ آسانی سے پوچھا جا سکے"...... صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے ریزے اپنے پیر زنجیروں سے آزاد کرا کر ان کے قریب آ کھڑا ہوا۔

"ان سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے راستہ معلوم ہے"۔ ریزے نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

"اوہ۔ یہ تو اور بھی اچھا ہے۔ لیکن کیا یہ تینوں ایک ہی جگہ مل جائیں گے یا ان کے دفاتر علیحدہ علیحدہ ہیں"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"دفاتر کا تو مجھے علم نہیں ہے۔ میں تو اس مین کنٹرول روم کی بات کر رہا تھا جسے یہ لوگ آپریشن روم کہتے ہیں۔ وہاں تمام مشینری کا کنٹرول ہے۔ جب میں یہاں رہتا تھا تو بلاشر سے ملنے وہاں جاتا رہتا تھا"...... ریزے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو اور بھی اچھا ہے۔ اگر ہم اس کنٹرول روم کو تباہ کر دیں تو پھر تو یہ سارا جزیرہ اوپن ہو جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح سب لوگ ہمارے پیچھے لگ جائیں گے اور

یہاں انتہائی تربیت یافتہ افراد بھی موجود ہیں۔ ہمیں سب سے پہلے اس لارڈ۔ فریڈ اور بلاشر کو قابو میں کرنا ہوگا۔ یا کم از کم ایک کو تو ہر صورت میں قابو میں رکھنا ہوگا۔ اگر لارڈ ہاتھ آ جائے تو زیادہ بہتر ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"پھر تو ان دونوں سے ہی پوچھنا پڑے گا"...... صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ان سے پوچھ گچھ میں وقت ضائع کرنے کی بجائے ہمیں کنٹرول روم میں جانا چاہئے۔ ان میں سے ایک نہ ایک تو لامحالہ وہاں موجود ہوگا۔ اسے قابو میں کرنے کے بعد دوسروں کو پکڑنے میں آسانی رہے گی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تمہاری تجویز درست ہے۔ آؤ"...... صفدر نے کہا۔

"ہمیں اسلحے کی ضرورت پڑے گی۔ پہلے ان کی تلاشی لے لیں۔ یقیناً ان کے پاس اسلحہ ہوگا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں نے چیک کر لیا ہے۔ ان کے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کب چیک کیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

"جب میں ڈارسن کو پیروں کی مدد سے گھما رہا تھا تو اگر اس کے پاس اسلحہ ہوتا تو یقیناً اس کے زمین سے ٹکرانے کی آواز سنائی دیتی۔ اسی طرح جب میں نے راجر کو گردن سے پکڑ کر اندر اچھالا تو اس کے پاس بھی اگر اسلحہ ہوتا تو یقیناً اس کی بھی زمین سے ٹکرانے کی آواز سنائی دیتی"...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

"گڈ۔ اسے کہتے ہیں ذہانت"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر اس کی بات اور انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ سپیشل روم ہے۔ یہاں سے کنٹرول روم تک راستے میں اسلحہ کا سٹور بھی موجود ہے اگر راستے میں کوئی محافظ نہ ہوا تو ہم آسانی سے اس سٹور تک پہنچ جائیں گے"...... ریزے نے کہا۔

"تو پھر آؤ چلیں۔ یہاں کھڑے رہنے سے تو صرف وقت ہی ضائع ہوگا"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ان دونوں کا کیا کرنا ہے"...... صفدر نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ڈارسن اور راجر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کرنا کیا ہے۔ گردنیں توڑ دو"...... کیپٹن شکیل نے مڑے بغیر کہا اور پھر وہ ریزے کو ساتھ لے کر دروازہ کھول کر کمرے سے باہر آ گیا یہ ایک تنگ سی راہداری تھی۔ جو آخر میں جا کر گھوم گئی تھی جبکہ صفدر کمرے میں ہی رہ گیا تھا۔

"یہ راہداری آگے کہاں جاتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"یہ گھوم کر ایک اور راہداری سے جا ملتی ہے۔ وہاں محافظ ہوتے ہیں اور پھر وہاں سے سیڑھیاں اوپر کنٹرول روم میں چلی جاتی ہیں"۔ ریزے نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو ہمیں بے حد محتاط رہنا ہوگا۔ یہ محافظ تو مسلح ہوں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ اسی لمحے صفدر بھی دروازہ کھول کر باہر آگیا۔

"دونوں کو ختم کر دیا ہے"...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ریزے بتا رہا ہے کہ یہ راہداری آگے جا کر گھوم کر ایک اور راہداری سے جا ملتی ہے۔ وہاں مسلح محافظ موجود ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمیں پوری طرح محتاط رہنا ہوگا"...... کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اندازاً کتنے محافظ ہوتے ہیں وہاں"...... صفدر نے ریزے سے پوچھا۔

"جب میں یہاں آتا تھا اس وقت تو چار ہوا کرتے تھے۔ اب کا علم نہیں ہے"...... ریزے نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ تینوں محتاط انداز میں دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے جس جگہ راہداری گھوم رہی تھی وہاں پہنچ کر وہ رک گئے۔

"آپ دونوں یہیں رکیں۔ میں آگے جا کر معلوم کرتا ہوں"۔ صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ گھوم کر دوسری طرف چلا گیا لیکن پھر جلد ہی وہ واپس آ گیا۔

"چار ہی محافظ ہیں لیکن وہ چاروں کمرے میں بیٹھے شراب پینے میں مصروف ہیں"...... صفدر نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے اور ہماری تعداد بھی کم ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ آؤ"...... صفدر نے کہا اور ایک بار پھر آگے بڑھ گیا۔ کیپٹن شکیل اور ریزے اس کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ آگے راہداری میں ایک دروازہ تھا جس سے روشنی باہر آ رہی تھی۔ صفدر اس دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

"ہم نے اسلحہ قابو کرنا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھے۔ دوسرے لمحے صفدر اور کیپٹن شکیل بیک وقت اچھل کر کمرے میں داخل ہو گئے۔

"تم۔ تم"...... کرسیوں پر بیٹھے ہوئے چاروں محافظ یکلخت اچھل کر کھڑے ہوئے ہی تھے کہ صفدر اور کیپٹن شکیل نے ان پر چھلانگیں لگا دیں لیکن ظاہر ہے وہ دو کو ہی چھاپ سکتے تھے۔ باقی دونوں نے بجلی کی سی تیزی سے کاندھوں سے لٹکی ہوئی مشین گنیں اتارنے کی کوشش کی ہی تھی کہ ریزے ان دونوں پر چھلانگ لگا دی اور پھر وہ ان دونوں سے بیک وقت ٹکرایا اور انہیں نیچے گرانے کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی نیچے جا گرا۔ لیکن اسی لمحے کمرہ ریٹ ریٹ کی مخصوص آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں ہی اپنے حریفوں کو نیچے پٹخنے کے بعد ان کی مشین گنیں حاصل کر لینے میں کامیاب ہو گئے تھے اور مشین گنیں ہاتھ میں آتے ہی دونوں نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر فائر کھول دیا تھا چنانچہ پلک جھپکنے میں نہ صرف ان کے دونوں حریف بلکہ وہ دونوں محافظ بھی جنہیں ریزے نے بروقت چھلانگ لگا کر نیچے گرایا تھا۔ فائرنگ کی زد میں آکر ہلاک ہو

گئے۔

"گڈ شو ریزے۔ تم اگر فوری طور پر حملہ نہ کرتے تو پھر اس وقت ہماری لاشیں یہاں پڑی ہوتیں"...... صفدر نے مڑ کر ریزے سے کہا جو اب اٹھ کر کھڑا ہو رہا تھا اور اس نے مسرت بھرے انداز میں اس طرح سر ہلایا جیسے صفدر کی اس تعریف کا شکریہ ادا کر رہا ہو۔

"آؤ۔ اب کنٹرول روم چلیں۔ اب ہمارے پاس اسلحہ بھی موجود ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ تینوں اس کمرے سے باہر نکل کر تیزی سے آگے جا کر اوپر جاتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ لیکن ابھی وہ سیڑھیوں کے قریب پہنچے ہی تھے کہ یکلخت سرر سرر کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ایک ٹھوس دیوار سیڑھیوں کے سامنے سے نکل کر تیزی سے اوپر چھت کے ساتھ جا کر مل گئی۔ وہ تینوں تیزی سے پلٹے ہی تھے کہ ان کے عقب میں بھی ویسی ہی ایک دیوار زمین سے نکل کر چھت سے جا ملی اور اب وہ اس راہداری میں جیسے قید ہو کر رہ گئے۔

"دیواروں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اوپر سے فائرنگ ہونے والی ہے"...... کیپٹن شکیل نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ میں چھلانگ لگا دی۔ اس کے ساتھ ہی صفدر نے بھی دوسری طرف چھلانگ لگائی لیکن ریزے چونکہ ان دونوں کی طرح تربیت یافتہ نہ تھا کہ لاشعوری طور پر حرکت میں آ جاتا اس لئے وہ چھلانگ لگانے کی بجائے اس طرح کیپٹن شکیل کی طرف دیکھنے لگا جیسے اس کے

حکم کی وجہ تسمیہ معلوم کرنا چاہتا ہو اور دوسرے لمحے چھت سے واقعی خوفناک اور تیز فائرنگ شروع ہو گئی۔ راہداری کے جتنے حصے میں وہ موجود تھے اتنے ہی حصے کی چھت میں سے تقریباً آٹھ مشین گنوں کی نالیں گولیوں کی بارش برسانے میں مصروف تھیں۔ ریزے کی چیخ سنائی دی اور وہ نیچے گر کر چند لمحے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کے جسم میں بلا مبالغہ ان گنت گولیاں گھس گئی تھیں اور مسلسل گھستی چلی جا رہی تھیں۔ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں دیوار سے چمٹے ہوئے بمشکل اپنے آپ کو اس خوفناک فائرنگ سے بچائے ہوئے تھے۔ گولیاں ان کے جسموں کے قریب سے گزر کر فرش سے ٹکرا رہی تھیں۔ یہ تو غنیمت تھا کہ چھت سے فائرنگ کرنے والی مشین گنیں ریوالونگ نہ تھیں ورنہ تو ان کا بچ جانا ناممکن ہو جاتا۔ چند لمحوں تک زور شور سے اور مسلسل فائرنگ ہونے کے بعد یکلخت فائرنگ رک گئی اور پھر کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی مشین گنوں کی نالیں چھت میں غائب ہو گئیں۔

"صفدر۔ ہمیں اپنے آپ کو اس طرح شو کرنا ہے جیسے ہم بھی ریزے کی طرح ہٹ ہو چکے ہیں۔ ورنہ یہ لوگ بلاکنگ نہ کھولیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ابھی وہیں اسی حالت میں کھڑے رہنا۔ یہ لوگ چند لمحوں بعد اچانک دوبارہ فائر کھولیں گے"...... صفدر نے چیخ کر جواب میں کہا اور ابھی اس کا فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ ایک بار پھر چھت سے پہلے کی طرح

تیز فائرنگ شروع ہو گئی اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ایک بار پھر بال بال بچ گئے۔ اگر وہ ذرا بھی حرکت کرتے تو یقیناً وہ دوبارہ ہونے والی فائرنگ میں مارے جاتے۔ لیکن صفدر کی بروقت سوچ کی وجہ سے وہ بچ گئے تھے۔ چند لمحوں بعد فائرنگ ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے اپنے جسموں کو زمین پر ڈال کر اس طرح اپنے آپ کو ایڈجسٹ کر لیا جیسے وہ بھی فائرنگ کی زد میں آکر ختم ہو چکے ہوں۔ لیکن ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں بدستور دبی ہوئی تھیں۔ ان دونوں کا رخ سیڑھیوں کی طرف ہی تھا۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ جو بھی آئے گا وہ انہی سیڑھیوں کی طرف سے ہی آئے گا۔ چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی پھر یکلخت ایک بار پھر سرر سرر کی آوازیں سنائی دیں اور راہداری کے دونوں اطراف میں موجود دیواریں چھت سے واپس زمین میں اتر کر غائب ہو گئیں۔

"اٹھو صفدر۔ ہمیں خود آگے بڑھ کر انہیں چھاپ لینا چاہئے۔ نجانے ان کی تعداد کتنی ہو"...... کیپٹن شکیل نے اچانک کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیزی سے راہداری کے کنارے پر دوڑتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ چونکہ پوری راہداری میں گولیاں اور ان کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے اس لئے اسے راہداری کے کنارے کنارے بھاگنا پڑ رہا تھا ورنہ وہ ایک قدم بھی نہ اٹھا سکتا تھا اور ان گولیوں پر سے پھسل کر گر جاتا۔ دوسری طرف سے صفدر نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر وہ دونوں بیک وقت دو دو سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے

اوپر چڑھ گئے۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک بڑا سا دروازہ تھا۔ یہ دروازہ لوہے کا تھا اور بند تھا۔ وہ دونوں جیسے ہی دروازے کے قریب پہنچے۔ اچانک انہیں دروازہ کھلتا ہوا محسوس ہوا تو وہ دونوں دروازے کی دونوں سائیڈوں پر دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے اور چند لمحوں بعد دروازہ کھولا اور چار مسلح آدمی تیزی سے دروازے سے نکل کر سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے راہداری کی طرف جانے لگے۔ وہ اس قدر تیزی سے نکلے تھے کہ انہوں نے سائیڈوں پر موجود صفدر اور کیپٹن شکیل کو دیکھا تک نہ تھا۔

"ارے یہ تو ایک لاش ہے۔ باقی دو کہاں گئے"...... اچانک ایک آدمی نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ چاروں آخری سیڑھی پر پہنچ چکے تھے۔

"باقی دو یہاں ہیں"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا اور وہ چاروں بجلی کی سی تیزی سے مڑے ہی تھے کہ کیپٹن شکیل نے ان پر فائر کھول دیا اور وہ چاروں چیختے ہوئے اچھل کر پشت کے بل نیچے راہداری میں گرے اور پھر نیچے پڑی ہوئی گولیوں کی وجہ سے وہ فوری طور پر اٹھ نہ سکے اور فائرنگ کے دوسرے راؤنڈ نے ان کے جسموں کو بالکل اس طرح چھلنی کر دیا جس طرح ریزے کا جسم گولیوں سے چھلنی ہوا پڑا تھا ان چاروں کے ساکت ہوتے ہی صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں مڑے اور کھلے دروازے سے دوسری طرف موجود راہداری میں دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ راہداری آگے جا کر مڑی اور اس کے ساتھ ہی ایک بڑا سا دروازہ نظر آنے لگا۔ جس میں روشنی بھی نظر آ رہی تھی اور

اس کے ساتھ ہی مشینیں چلنے کی ہلکی ہلکی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اس دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ پھر کیپٹن شکیل نے سر آگے بڑھا کر اندر جھانکا۔ یہ ایک کافی بڑا ہال کمرہ تھا۔ جس میں مختلف قسم کی مشینیں نصب تھیں۔ ہر مشین کے سامنے ایک یا دو آدمی موجود تھے جبکہ ایک سائیڈ پر شیشے کا بنا ہوا کیبن تھا جس میں شاید کنٹرولنگ مشینری تھی۔ اس کمرے میں دو افراد بیٹھے ہوئے نظر آرہے تھے اور ان دونوں کی حالانکہ دروازے کی طرف پشت تھی لیکن انہیں دیکھتے ہی صفدر اور کیپٹن شکیل پہچان گئے کہ یہ دونوں فریڈ اور بلاشر تھے۔

"ہم نے ان دونوں کو زندہ پکڑنا ہے صفدر۔ تاکہ اس جزیرے سے باہر نکل سکیں اور ایم سی بھی حاصل کر سکیں"..... کیپٹن شکیل نے صفدر سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اندر تو کافی افراد موجود ہیں جب تک ان کا خاتمہ ہو گا یہ دونوں ہوشیار ہو جائیں گے"..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کاش۔ اس وقت ہمارے پاس بے ہوش کر دینے والے کیپسول ہوتے تو معاملہ آسانی سے ایڈجسٹ ہو جاتا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہم فائرنگ کرتے ہوئے اندر داخل ہوتے ہیں۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"..... صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار بھی نہ تھا اور پھر وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھے اور اچھل کر دروازے میں داخل ہوئے اور اس کے

ساتھ ہی پورا ہال مشین گنوں کی ریٹ ریٹ۔ انسانی چیخوں اور مشینوں کے پھٹنے کے دھماکوں سے گونج اٹھا۔ وہ دونوں انتہائی ماہرانہ انداز میں فائرنگ کرتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے اس شیشے کے کیبن تک پہنچ گئے۔ ان دونوں نے فائرنگ اس تیزی اور مہارت سے کی تھی کہ ہال میں موجود ایک شخص بھی نہ سنبھل سکا تھا۔

"خبردار اگر کسی نے حرکت کی تو"..... صفدر نے اچھل کر کیبن میں داخل ہوتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اسے یکلخت ایک سائیڈ پر غوطہ لگانا پڑا۔ کیونکہ بلاشر نے انتہائی پھرتی سے اس پر ریوالور سے فائر کھول دیا تھا اور اگر صفدر کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو ریزے کی طرح صفدر بھی ہٹ ہو چکا ہوتا۔ اچانک غوطہ لگانے کی وجہ سے وہ بال بال بچ گیا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریوالور کا رخ موڑتا۔ دروازے سے کیپٹن شکیل نے ان پر مشین گن کا فائر کھول دیا اور دوسرے لمحے فریڈ اور بلاشر دونوں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور پھر چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ صفدر ان کے نیچے گرتے ہی ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا صفدر۔ ورنہ تم ہٹ ہو جاتے"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں کیپٹن شکیل۔ تم نے ان پر فائر کھول کر دراصل میری زندگی بچائی ہے"..... صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس شیشے کے کیبن سے باہر آ گیا۔

"ہال کمرے میں ہر طرف لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور کئی مشینیں مکمل طور پر اور کئی جزوی طور پر تباہ ہو چکی تھیں۔

"اب ہمیں اس لارڈ کے بارے میں معلوم کرنا پڑے گا۔ اب اسے پکڑنے کے بعد ہی مسئلہ حل ہوگا"...... صفدر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس طرف کوئی چھپا ہوا ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا ایک بڑی سی مشین کی طرف بڑھ گیا۔

"خبردار۔ ہاتھ اٹھا کر باہر آجاؤ۔ ورنہ میں مشین پر فائر کھول دوں گا اور اس کے ساتھ ہی تمہارے پرخچے بھی اڑ جائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے مشین کے سامنے پہنچ کر چیختے ہوئے کہا تو دوسرے لمحے مشین کی اوٹ سے ایک دبلا پتلا آدمی سر پر دونوں ہاتھ رکھے باہر آگیا۔ اس کا چہرہ خوف کی شدت سے سکڑ سا گیا تھا۔ آنکھوں سے شدید ترین خوف کے تاثرات نمایاں تھے اور اس کا جسم واضح طور پر کانپ رہا تھا۔ اس کے جسم پر سفید رنگ کا کوٹ تھا۔

"مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو"...... اس آدمی نے باہر نکلتے ہی خوف کی شدت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... کیپٹن شکیل نے اس سے پوچھا۔

"میرا نام لانسر ہے۔ میں یہاں ٹیکنیشن ہوں۔ یہ لوگ مجھے زبردستی اغوا کر کے یہاں لے آئے ہیں اور میں یہاں قید ہوں اور مجھے واپس نہیں جانے دیتے تھے"۔ اس آدمی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا یہاں موجود سب لوگ اسی طرح زبردستی اغوا کئے گئے ہیں"...... صفدر نے پوچھا۔

"نہیں، سارے نہیں۔ صرف چند لوگ زبردستی اغوا کر کے لائے گئے ہیں۔ جن میں سے ایک میں بھی ہوں کیونکہ ٹی ایکس مشین کو صرف میں ہی آپریٹ کر سکتا ہوں اور کوئی آدمی نہیں کر سکتا"۔ لانسر نے جواب دیا۔

"ٹی ایکس مشین۔ وہ کون سی مشین ہے"...... کیپٹن شکیل نے اور صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ حفاظتی کنٹرولنگ کمپیوٹر مشین ہے۔ پورے جزیرے پر جو حفاظتی انتظامات ہیں وہ اسی مشین سے کنٹرول کئے جاتے ہیں۔ پہلے میں اسے ٹی ایکس سے کنٹرول کرتا تھا لیکن اب انہوں نے ماسٹر کمپیوٹر منگوا کر اسے آٹومیٹک کر دیا ہے۔ اس طرح میں فارغ ہو گیا اور انہوں نے مجھے واپس بھیجنے کی بجائے یہاں آپریشن روم میں لگا دیا"...... لانسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے وہ مشین اور ماسٹر کمپیوٹر"۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"یہاں علیحدہ کمرے میں ہے۔ مجھے مت مارو۔ میں تمہارے ساتھ مکمل تعاون کروں گا"۔ لانسر نے اسی طرح خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"اگر تم نے کوئی شرارت نہ کی اور ہمارے ساتھ مکمل تعاون کیا تو نہ صرف تمہاری جان بچ جائے گی بلکہ یہ بھی وعدہ رہا کہ ہم تمہیں اپنے ساتھ بوڈال بھی لے جائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں مکمل تعاون کروں گا"۔۔۔۔۔۔ لانسر نے کہا۔

"لارڈ واسکر کہاں ہوگا"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"لارڈ واسکر اپنے خاص کمرے میں ہوگا۔ اس نے اپنے لئے ایک انتہائی محفوظ کمرہ بنایا ہوا ہے"۔۔۔۔۔۔ لانسر نے جواب دیا۔

"کیا اس کے کمرے کے گرد بھی سائنسی حفاظتی آلات نصب ہیں"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ وہاں تو خاص طور پر آلات نصب ہیں"۔۔۔۔۔۔ لانسر نے جواب دیا۔

"کیا ان آلات کا کنٹرول بھی ماسٹر کمپیوٹر کے ذریعے کیا جاتا ہے"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ہاں۔ پہلے ٹی ایکس کے ذریعے ہوتا تھا۔ اب ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول کرتا ہے"۔۔۔۔۔۔ لانسر نے جواب دیا۔

"کیا اس ماسٹر کمپیوٹر کے ذریعے ہم لارڈ واسکر کو اس کے کمرے سے یہاں بلوا سکتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"وہ صرف فریڈ کی بات مانتا ہے اور کسی سے بات بھی نہیں کرتا اور فریڈ مر چکا ہے"۔۔۔۔۔۔ لانسر نے جواب دیا۔

"تم ہمیں اس ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول والے کمرے میں لے چلو۔ پھر دیکھتے ہیں کہ کیا ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"تم جس طرح بھی کہو گے ویسے ہی کروں گا۔ بس تم مجھے ہلاک نہ کرنا۔ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ مکمل تعاون

کروں گا"۔۔۔۔۔۔ لانسر نے منت کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تم تعاون کرو گے تو تم زندہ بھی رہو گے اور ہمارے ساتھ واپس بھی جا سکو گے۔ ہمارا ساتھی ریمزے ہلاک ہو چکا ہے۔ اس لئے اب تم ہمارے ساتھی ہو"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو لانسر نے مسرت بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"تو چلو ہمیں ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول روم میں لے چلو"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"آؤ میرے پیچھے"۔۔۔۔۔۔ لانسر نے کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر ایک خالی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے خالی دیوار کے سامنے رک کر اپنا ہاتھ خالی دیوار کے ایک حصے پر رکھ کر اسے زور سے تین بار مخصوص انداز میں دبایا تو سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر دونوں سائیڈوں میں ہٹ گئی۔ وہاں اب ایک پتلی سی راہداری دوسری طرف جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ لانسر اس راہداری میں داخل ہو گیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اس کے پیچھے اس راہداری میں آگے بڑھ گئے۔ راہداری کے اختتام پر ایک فولادی دروازہ تھا جس پر فولادی پہیہ لگا ہوا تھا۔ لانسر نے اس پہیے کو پہلے دو بار دائیں طرف پھر تین بار بائیں طرف اور پھر دو بار دائیں طرف گھمایا تو اس پہیے کے اوپر دروازے پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا تو لانسر نے ایک بار پھر پہلے کی طرح پہیے کو دائیں بائیں طرف گھمانا شروع کر دیا چند لمحوں بعد دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ

گئے جہاں دیوار کے ساتھ واقعی ایک قد آدم مشین نصب تھی ۔ جس پر بے شمار ڈائل اور چھوٹے بڑے بلب تھے ۔ ڈائلوں پر سوئیاں مسلسل حرکت کر رہی تھیں اور چھوٹے بڑے مختلف رنگوں کے بلب جل بجھ رہے تھے ۔

" یہ ہے ماسٹر کمپیوٹر اور یہ خود کار نظام کے تحت کام کر رہا ہے " ۔ لانسر نے اس مشین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔

" اسے کنٹرول کس طرح کیا جاتا ہے " ۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا ۔

" یہ ماسٹر کنٹرول ہے ۔ اسے باہر سے کنٹرول نہیں کیا جا سکتا " ۔ لانسر نے جواب دیا ۔

" لیکن کوئی تو طریقہ ہو گا اسے کنٹرول کرنے کا یا بند کرنے کا " ۔ صفدر نے کہا ۔

" مجھے نہیں معلوم ۔ یہ بلاشر نے منگوا کر یہاں نصب کیا ہے ۔ وہی اس کے متعلق جانتا ہو گا ۔ میں تو ٹی ایکس کا ماہر ہوں " ...... لانسر نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" تو پھر اس کا ایک ہی علاج ہو سکتا ہے " ...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ اس مشین کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا ۔ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیوں کی قطار سیدھی اس مشین کی طرف لپکی لیکن دوسرے لمحے وہ تینوں یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ گولیاں اس مشین کے قریب پہنچتے ہی یکلخت بجلی کی سی تیزی سے دائیں بائیں مڑیں اور سائیڈ دیواروں

سے ٹکرا کر نیچے گر گئیں ۔ اس کے ساتھ ہی ان کے عقب میں دھماکہ ہوا اور وہ تیزی سے مڑے انہوں نے دیکھا کہ وہ کھلا ہوا فولادی دروازہ خود بخود بند ہو گیا تھا ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ یہ تو سارا سسٹم ہی خود کار ہے اور ماسٹر مائنڈ ہے " ۔ صفدر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے مشین میں سے گونج کی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے مشین کی طرف مڑے اور اسی لمحے مشین میں سے سرخ رنگ کی روشنی کی تیز لہر ان پر پڑی ۔ ایک لمحے کے ہزارہویں حصے کے لئے وہ اس روشنی میں نہا گئے ۔ دوسرے لمحے انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں سے اچانک روح غائب ہو گئی ہو اور ریت کے خالی ہوتے ہوئے بوروں کی طرح فرش پر ڈھیر ہوتے چلے گئے ۔ لیکن ان کے ذہن کام کر رہے تھے ۔ وہ سوچ سکتے تھے ۔ دیکھ سکتے تھے لیکن نہ بول سکتے تھے اور نہ حرکت کر سکتے تھے ۔ وہ بے حس و بے بس ہوئے فرش پر پڑے ہوئے تھے ۔ انہیں اسی طرح پڑے ہوئے کافی دیر گزر گئی تو اچانک انہوں نے فولادی دروازہ کھلنے کی آواز سنی ۔ لیکن ظاہر ہے وہ گردنیں موڑ کر ادھر دیکھ نہ سکتے تھے ۔ صرف سن سکتے تھے ۔

" انہیں اٹھا کر یہاں سے باہر لے آؤ ۔ یہاں گولیاں کام نہیں کریں گی " ...... ایک بھاری آواز انہیں قریب آتی سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ان کے جسم فضا میں اٹھتے چلے گئے ۔ چند لمحوں بعد انہیں اسی انداز میں کمرے سے باہر لے جایا گیا اور پھر جیسے ہی ان کے جسموں نے

فولادی دروازے کو کراس کیا۔ان کے ذہنوں میں ایک دھماکہ سا
ہوااوراس کے ساتھ ہی ان کے حواس ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔سیاہ پردہ
ان کے ذہنوں پر تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے بوڈال کے شمال مشرق کی
طرف جانے والی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جارہی تھی۔
ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی نوجوان بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر
جولیا موجود تھی۔ عقبی سیٹ پر عمران اور تنویر موجود تھے۔ عمران اور
تنویر کے ساتھ ساتھ جولیا کے چہروں پر بھی میک اپ تھا اور وہ تینوں
مقامی افراد دکھائی دے رہے تھے۔کار میں خاموشی طاری تھی۔ کچھ دور
آگے جانے کے بعد کار کی رفتار آہستہ ہوئی اور وہ دائیں ہاتھ پر ایک
سائیڈ روڈ پر مڑ گئی۔ یہ سائیڈ روڈ درختوں سے گھری ہوئی تھی۔اس
سائیڈ روڈ پر کافی آگے آنے کے بعد کار ایک سیڈ فارم کے گیٹ کے
سامنے پہنچ کر رک گئی۔ سیڈ فارم کی عمارت خاصے وسیع رقبے میں
پھیلی ہوئی تھی۔لکڑی کے پھاٹک کے پاس دو مسلح محافظ موجود تھے۔
عمارت پر سیڈ فارم کا نیون سائن بھی نصب تھا۔

"آیئے جناب"...... کار رکتے ہی ڈرائیور نے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب نیچے اتر آئے۔

"لارڈ صاحب کے مہمان ہیں"...... کار ڈرائیور نے پھاٹک کی طرف بڑھتے ہوئے ان دونوں محافظوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے"...... ان محافظوں میں سے ایک نے کہا اور آگے بڑھ کر پھاٹک کھول دیا اور وہ سب خاموشی سے اس سیڈ فارم میں داخل ہو گئے۔ عمارت کے برآمدے میں بھی دو مسلح محافظ موجود تھے۔ وسیع وعریض احاطے کے ایک طرف باقاعدہ ہیلی پیڈ بنا ہوا تھا اور اس ہیلی پیڈ پر ایک جدید ساخت کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

"آیئے جناب"...... ڈرائیور نے مڑ کر عمران سے کہا اور تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔

"کون ہیں یہ وکی"...... برآمدے میں موجود ایک مسلح محافظ نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لارڈ کے مہمان ہیں"...... ڈرائیور نے جواب دیا تو ان دونوں محافظوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور وہ وکی کے پیچھے چلتے ہوئے درمیانی راہداری سے گزر کر ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔ دروازہ بند تھا۔ وکی نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔

"یس۔ کم ان"...... اندر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور وکی نے دروازہ کھولا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو اندر آنے کا اشارہ

کرتا ہوا وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی اندر داخل ہو گئے۔ یہ کمرہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا اور ایک بڑی دفتری میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر مقامی آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی تیز نظریں وکی اور اس کے پیچھے اندر داخل ہونے والے عمران اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔

"باس۔ یہ روتھم ہیں۔ یہ روگر اور یہ روزی ہیں"...... وکی نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ جائیں"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ جناب۔ یہ ہمارے لئے اعزاز ہے کہ ہماری آپ سے ملاقات ہو رہی ہے"...... عمران نے بڑے خوشامدانہ سے لہجے میں کہا اور ایک طرف رکھے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔ تنویر کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے آگ کا شعلہ سا لپکا لیکن پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور وہ بھی عمران کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ جبکہ جولیا علیحدہ صوفے پر بیٹھ گئی۔

"آپ لوگ مجوکا جزیرے پر جانے کے لئے تیار ہیں۔ یہ سوچ لیں کہ وہاں آپ کو کافی طویل عرصے تک رہنا ہوگا"...... اس ادھیڑ عمر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ اس دنیا میں اصل حقیقت دولت ہے اور اگر ہمیں دولت کثیر مقدار میں ملی تو ہم جہنم میں بھی جانے اور وہاں رہنے کے

لئے تیار ہیں"...... عمران نے اسی طرح خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"وکی"...... ادھیڑ عمر نے میز کی سائیڈ پر مؤدبانہ انداز میں کھڑے وکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... وکی نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم نے اس بات کی تسلی کر لی ہے کہ یہ تینوں ٹرانس زیرو کی واقعی مرمت کر سکتے ہیں"...... ادھیڑ عمر نے وکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ ایکریمیا کی ناردن الیکٹرانک کمپنی کی طرف سے ان کے پاس مہارت کے سرٹیفکیٹ موجود ہیں اور کمپنی نے خصوصی درخواست پر انہیں یہاں بھجوایا ہے"...... وکی نے جواب دیا۔

"او کے۔ پھر ایسا کرو کہ تم انہیں خود جزیرے پر ساتھ لے جاؤ"...... ادھیڑ عمر نے کہا۔

"آپ نے لارڈ صاحب سے بات کر لی ہے باس۔ کیونکہ انہوں نے حکم دیا تھا کہ ان کے حکم کے بغیر کسی کو جزیرے پر نہ بھیجا جائے"۔ وکی نے کہا۔

"ہاں۔ ان سے بات ہو چکی ہے۔ جن لوگوں کے لئے انہوں نے حکم دیا تھا وہ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اس لئے اب وہاں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں رہا اور لارڈ اس مشین کی مرمت کے لئے بے چین ہیں کیونکہ اس کی وجہ سے پینے کا مزید صاف پانی تیار نہیں ہو رہا اور جزیرے پر موجود پانی کا ذخیرہ اب بے حد کم رہ گیا ہے۔ تم انہیں لے

جاؤ"...... باس نے کہا۔

"یس باس۔ پھر سپیشل کارڈ دے دیجئے"...... وکی نے کہا تو ادھیڑ عمر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز کی دراز کھولی۔ اس میں سے ایک سرخ رنگ کا کارڈ نکالا اور جیب سے ایک عجیب ساخت کا قلم نکال کر اس نے اس کی مدد سے کارڈ کے ایک خالی خانے میں کوئی نمبر لکھا اور پھر نیچے مخصوص انداز کا نشان لگا کر اس نے قلم بند کر کے جیب میں ڈالا اور کارڈ اٹھا کر وکی کی طرف بڑھا دیا۔

"یس باس"...... وکی نے کہا اور کارڈ کو ایک نظر دیکھ کر وہ عمران کی طرف مڑا۔

"آیئے جناب"...... وکی نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"بے حد شکریہ جناب"...... عمران نے اس ادھیڑ عمر سے مخاطب ہو کر کہا اور وکی کے پیچھے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تنویر اور جولیا بھی خاموشی سے اٹھے اور بغیر کچھ کہے دروازے کی طرف مڑ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ عمارت سے نکل کر ہیلی پیڈ پر کھڑے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئے وکی نے انہیں ہیلی کاپٹر میں سوار ہونے کا اشارہ کیا اور خود وہ اچھل کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس بار عمران اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ تنویر اور جولیا عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ وکی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا وہی سرخ رنگ کا کارڈ ہیلی کاپٹر کی مشینری کے درمیان بنے ہوئے ایک پتلے سے خانے میں ڈالا اور اسے انگلی کی مدد سے اندر دبا دیا کارڈ ایک لمحے میں خانے کے اندر غائب ہو گیا تو وکی نے ہیلی کاپٹر

سٹارٹ کیا دوسرے لمحے انجن جاگ اٹھا تو اس نے اسے اڑانے کی تیاری شروع کر دی ۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں اٹھا اور پھر تیزی سے بلند ہوتا چلا گیا۔

" مسٹر روتھم ۔ آپ نے اگر اس مشین کو درست کر دیا تو ہو سکتا ہے لارڈ خوش ہو کر آپ کو اتنا انعام دیں کہ جس کا آپ کو تصور بھی نہ ہو "...... وکی نے آنکھ دبا کر اشارہ کرتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اس مشین کی مرمت تو ہمارا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے جناب ۔ ہماری تو ساری عمر اسی کام میں گزر گئی ہے البتہ اس جزیرے پر جانے کا شوق آج پورا ہو جائے گا ۔ ہم نے سنا ہے کہ یہ زہریلا جزیرہ ہے "۔ عمران نے کہا۔

" جی ہاں ۔ یہ واقعی زہریلا جزیرہ ہے ۔ لیکن آپ لوگ فکر نہ کریں ۔ اس زہر کا آپ پر کوئی اثر نہ ہو گا "...... وکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ ہیلی کاپٹر اب تیزی سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا ۔ صبح ہونے میں ابھی کچھ وقت رہتا تھا ۔ اس لئے ہر طرف عجیب سا اندھیرا اجالا پھیلا ہوا نظر آ رہا تھا ۔ وہ اس وقت سمندر کے اوپر سفر کر رہے تھے ۔ اچانک ہیلی کاپٹر میں نصب ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا تو وکی نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

" ہیلو باس کالنگ اوور "...... اسی ادھیڑ عمر کی آواز سنائی دی ۔

" یس باس ۔ وکی بول رہا ہوں ۔ اوور "...... وکی نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

" لارڈ صاحب سے میں نے دوبارہ کنکٹ کرنے کی کوشش کی ہے لیکن لارڈ صاحب سو رہے ہیں ۔ میری فریڈ سے بات ہوئی ہے ۔ اس نے کہا ہے کہ وہ پہلے خود ان ماہروں کو چیک کرے گا پھر لارڈ سے انہیں ملوائے گا ۔ اس لئے تم انہیں سیدھے کنٹرول روم میں لے جانا ۔ اوور "...... باس نے کہا۔

" یس باس ۔ اوور "...... وکی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوور اینڈ آل "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی وکی نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔

" اب آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں جناب ۔ اب ہماری بات نہیں سنی جائے گی "...... وکی نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہ تمہارا باس جن لوگوں کی گرفتاری کی بات کر رہا تھا ۔ وہی ہمارے ساتھی ہیں ۔ کیا ان کے متعلق تم کسی طرح معلومات حاصل کر سکتے ہو کہ ان کی کیا پوزیشن ہے "...... اس بار عمران نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" فریڈ سے بات کرنا پڑے گی لیکن وہ انتہائی ہوشیار آدمی ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی وہم میں پڑ جائے ۔ اس صورت میں ہمیں وہاں اترنے کی اجازت ہی نہ ملے گی "...... وکی نے کہا۔

"ہم کتنی دیر تک وہاں پہنچ جائیں گے"...... عمران نے پوچھا۔

"صرف ایک گھنٹے کا سفر ہے لیکن یہ بتا دوں کہ وہاں ہیلی کاپٹر اترنے کے بعد آپ سب کی مشینری سے باقاعدہ چیکنگ ہو گی اور جب تک آپ اوکے نہ ہوں گے آپ کو اس خاص حصے میں داخل ہونے کی اجازت نہ ملے گی"...... وکی نے کہا۔

"تم نے تو بتایا تھا کہ صرف میک اپ چیک کیا جاتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ میں میک اپ کی ہی بات کر رہا ہوں"...... وکی نے جواب دیا۔

"اس کی فکر مت کرو۔ دنیا کی کوئی مشین ہمارا میک اپ چیک نہ کر سکے گی"...... عمران نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیا اور وکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہمارے ساتھیوں کو انہوں نے گرفتار کیوں کیا ہے۔ یہ لوگ تو انہیں فوری ختم کر دیتے"۔ اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھی جولیا نے کہا۔

"فی الحال تو گرفتاری کی ہی اطلاع ملی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اس باس سے تم نے جس خوشامدانہ لہجے میں بات کی تھی میرا جی تو چاہتا تھا کہ تمہاری اور اس باس کی دونوں کی گردنیں مروڑ دوں لیکن نجانے میں کس طرح اپنے آپ کو کنٹرول کر گیا تھا"...... تنویر نے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

"اس کارڈ کے بغیر یہ ہیلی کاپٹر سٹارٹ ہی نہ ہو سکتا تھا اور ہیلی کاپٹر کے بغیر ہم جزیرے پر نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اس لئے مجبوری تھی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اسی لئے تو میں خاموش ہو گیا تھا"...... تنویر نے جواب دیا۔

"یہ واقعی تمہاری ہمت ہے ورنہ مجھے تو ہر لمحے یہی خطرہ محسوس ہو رہا تھا کہ تم کسی بھی وقت آؤٹ آف کنٹرول ہو جاؤ گے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کنٹرولر سخت ہو تو تنویر جیسا آدمی بھی آؤٹ نہیں ہو سکتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جولیا کے ساتھ ساتھ تنویر بھی ہنس پڑا۔

"ویسے تنویر صاحب کے چہرے پر آگ کے شعلے بھڑکتے تو میں نے بھی دیکھے تھے"...... وکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے ابھی کچھ نہیں دیکھا وکی۔ اگر اس کارڈ کا چکر درمیان میں نہ ہوتا تو تمہارے باس کی اکڑی ہوئی گردن نجانے کتنی جگہ سے ٹوٹ چکی ہوتی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے عمران ۔ یہ ایکریمین کمپنی والا چکر تم نے چلایا کیسے ہے۔ میری سمجھ میں تو نہیں آیا"...... جولیا نے کہا۔

"یہ وکی کا کام ہے۔ وکی کی وجہ سے ہی ہم وہاں پہنچ رہے ہیں"۔ عمران نے وکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب آپ کے دوست آرتھر کے مجھ

پر اتنے احسان ہیں کہ ان کی خاطر میں اپنا گلا بھی اپنے ہاتھ سے کاٹ سکتا ہوں۔ انہوں نے جب مجھ سے بات کی تو میرے ذہن میں فوراً یہ سارا سیٹ اپ آگیا کیونکہ ایکریمیا سے آنے والی ٹیم نے میرے پاس ہی پہنچنا تھا اور اتفاق سے ان کی طرف سے کال آگئی تھی کہ وہ ابھی ایک ہفتے تک نہیں آسکتے۔ اس لئے میں نے ساری پلاننگ کر لی"...... وکی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ہیلی کاپٹر اپنی پوری رفتار سے اڑا چلا جا رہا تھا اور پھر دور سے جزیرہ نظر آنے لگا۔

"اب آپ خاموش رہیں گے جناب"۔ وکی نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جب جزیرہ بالکل قریب آگیا تو وکی نے ہیلی کاپٹر کی رفتار آہستہ کی اور پھر ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ وکی کالنگ فرام سپیشل ہیلی کاپٹر۔ اوور"...... وکی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس لارڈ اٹنڈنگ یو۔ کیوں لے آئے ہو ہیلی کاپٹر۔ اوور"۔ دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں تلخی اور جھنجلاہٹ تھی۔

"جناب پانی والی مشین ٹھیک کرنے کے لئے ماہرین ایکریمیا سے آئے ہیں۔ باس جیکب نے سپیشل کارڈ ایشو کر کے بھجوایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ سے اجازت لے لی گئی ہے۔ اوور"...... وکی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ویسے اس نے بات کرتے ہوئے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کاندھے اچکائے تھے۔

"اوہ ہاں۔ اس نے مجھ سے بات کی تھی۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ اب آگئے ہو تو انہیں لے آؤ۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور وکی نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پھر جزیرے کے اوپر پہنچ کر وہ درمیان میں پہنچ کر رک گیا۔ نیچے سے سرخ رنگ کی روشنی سے کاشن دیا گیا اور وکی نے ہیلی کاپٹر نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ایک کھلی ہوئی چھت کے درمیان سے اترتا ہوا ایک بڑے ہال نما کمرے کے درمیان بنے ہوئے ہیلی پیڈ پر اتر گیا۔ اسی لمحے مشین گنوں سے مسلح چار افراد نے ہیلی کاپٹر کا محاصرہ کر لیا۔

"آیئے جناب"...... وکی نے عمران سے کہا اور پھر ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آیا۔ عمران تنویر اور جولیا بھی نیچے اتر آئے۔

"ادھر سپیشل روم میں چلو"...... ایک مسلح آدمی نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے"...... وکی نے اس محافظ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لارڈ صاحب کا خصوصی حکم ہے"...... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"لارڈ صاحب سے میری بات ہو چکی ہے۔ لیکن مجھے باس نے تو کہا تھا کہ ہمیں پہلے فریڈ کے پاس جانا ہو گا اور وہ ہمیں لارڈ صاحب کے

سامنے پیش کریں گے لیکن اب بات براہ راست لارڈ صاحب سے ہوئی ہے"...... وکی نے ایک سائیڈ پر بنی ہوئی راہداری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"باس فریڈ اور باس بلاشر ہلاک ہو چکے ہیں۔اب سارا کنٹرول لارڈ صاحب نے خود سنبھال رکھا ہے"...... اس محافظ نے کہا تو وکی چونک کر رک گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ہلاک ہو چکے ہیں۔کیوں۔کیا لارڈ صاحب نے انہیں سزا دی ہے"...... وکی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ایک اور چکر چل پڑا ہے۔تین آدمی لیبارٹری آفس سے گرفتار کئے گئے تھے۔ان کے ساتھ یہاں کے دو آدمی ملے ہوئے تھے۔ ان کی شناخت کے لئے ان تینوں کو زندہ رکھا گیا تھا لیکن پھر نجانے وہ کس طرح آزاد ہو گئے۔ان میں سے ایک جو مقامی تھا وہ مارا گیا البتہ دو ایشیائی زندہ کنٹرول روم میں پہنچ گئے۔وہاں انہوں نے کنٹرول روم تباہ کر دیا۔باس فریڈ اور بلاشر کے ساتھ ساتھ سارے لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا۔پھر وہ ماسٹر کمپیوٹر روم میں پہنچ گئے۔ان کے ساتھ یہاں کا ایک آدمی لانسر بھی تھا لیکن ماسٹر کمپیوٹر نے انہیں بے حس و حرکت کر دیا اور لارڈ صاحب کو اطلاع کر دی۔لارڈ صاحب اس وقت سو رہے تھے چنانچہ انہوں نے فوراً خود کنٹرول سنبھال لیا"...... اس آدمی نے راہداری کے آخر میں موجود دروازے تک پہنچتے پہنچتے وکی کو پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔یہ تو اچھا ہوا کہ وہ پکڑے گئے۔ایسے لوگوں کو تو ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہیں رہنا چاہئے"...... وکی نے دروازے کے سامنے رکتے ہوئے کہا۔

"وہ واقعی دوسرا سانس نہ لیتے لیکن اصل مسئلہ یہاں موجود غداروں کی شناخت کا ہے۔جب تک یہ غدار سامنے نہ آئیں لارڈ صاحب انہیں ہلاک نہیں کرنا چاہتے"...... اس آدمی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر وہ دروازہ کھول دیا۔

"آپ اس کمرے میں جائیں۔یہ سپیشل چیکنگ روم ہے۔آپ کو یہاں دو منٹ رہنا پڑے گا تاکہ چیکنگ مکمل ہو سکے"...... وکی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور تنویر اور جولیا کو اپنے ساتھ آنے کا کہہ کر وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ جب اس کے پیچھے تنویر اور جولیا بھی کمرے میں داخل ہو گئے تو اس آدمی نے دروازہ بند کر کے اس پر لگی ہوئی ناب گھما دی اور خود پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔چند لمحوں بعد دروازے کی ناب خود بخود گھوم گئی اور اس آدمی نے سر ہلا کر دروازہ کھول دیا۔

"آ جائیے جناب"...... وکی نے آگے بڑھ کر دروازے کو دھکیلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران باہر آ گیا۔اس کے پیچھے تنویر اور جولیا بھی باہر آ گئے اور وکی کے چہرے پر انہیں دیکھ کر اطمینان کے سائے سے پھیل گئے۔اسے شاید ابھی تک دھڑکا لگا ہوا تھا کہ کہیں

عمران اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ چیک نہ ہو جائیں ۔ لیکن
جب اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اسی میک اپ میں ہی
باہر آتے دیکھا تو وہ مطمئن ہو گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر مشینوں
نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا میک اپ چیک کر لیا تو پھر دروازہ
کسی صورت بھی نہ کھلتا اور وہ تینوں اس کمرے میں ہی قید ہو کر رہ
جاتے اور ایسی صورت میں ظاہر ہے عمران اور اس کے ساتھیوں کے
ساتھ ساتھ اس کی اپنی موت بھی یقینی ہو جاتی ۔

" اب لارڈ صاحب کے پاس چلنا ہو گا "...... وکی نے عمران اور اس
کے ساتھیوں کے باہر آتے ہی محافظ سے مخاطب ہو کر پوچھا ۔

" لارڈ صاحب بے حد مصروف ہیں اس لئے فی الحال وہ کسی سے
نہیں مل سکتے ۔ ان تینوں کو ابھی مہمان خانے میں رہنا ہو گا اور آپ
کے لئے حکم یہ ہے کہ آپ ہیلی کاپٹر لے کر واپس چلے جائیں "۔ مسلح
محافظ نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" لارڈ صاحب ہیں کہاں ۔ کیا اسی عمارت میں ہیں "...... عمران
نے پہلی بار محافظ سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" نہیں وہ یہاں نہیں ہیں اور کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں
ہیں "...... محافظ نے قدرے بے رخی سے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" لیکن لارڈ صاحب نے ہیلی کاپٹر سے کی جانے والی ٹرانسمیٹر کال خود
وصول کی ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کنٹرول روم میں ہوں گے اور
کنٹرول روم اسی عمارت میں ہے "...... وکی نے کہا ۔

" اس وقت ہنگامی حالت تھی ۔ ان ایشیائیوں کو گرفتار کیا جا رہا تھا
اس وقت لارڈ صاحب کنٹرول روم میں تھے لیکن اب کہاں ہیں کسی کو
کچھ علم نہیں ہے "...... محافظ نے جواب دیا ۔

" وہ ایشیائی کہاں ہیں "...... اچانک تنویر نے اس محافظ سے
مخاطب ہو کر کہا ۔

" آپ لوگوں کو ان سے کیا لینا ہے ۔ آپ اپنی بات کریں "۔ محافظ
نے قدرے روکھے سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا لیکن دوسرے
لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر کئی فٹ دور جا گرا ۔ تنویر کا ہاتھ
یکلخت گھوم گیا تھا اور اس کا بھرپور تھپڑ اس محافظ کے چہرے پر اس طرح
پڑا تھا کہ وہ خاصے قدوقامت کا حامل محافظ اچھل کر کئی فٹ دور جا گرا
تھا ۔ دوسرے محافظ نے یہ دیکھتے ہی بجلی کی سی تیزی سے کاندھے سے
مشین گن اتارنا چاہی لیکن دوسرے لمحے وہ بھی چیختا ہوا اچھل کر کئی
قدم پیچھے ہٹ گیا ۔ یہ کام جولیا کا تھا ۔ اس نے اس محافظ کی مشین گن
پر ہاتھ ڈالنے کے ساتھ ساتھ اس کی پنڈلی پر بھی جوتے کی نوک کی
ضرب لگا دی تھی ۔

" خبردار اگر کسی نے حرکت کی تو "...... جولیا نے مشین گن
جھپٹتے ہی تیزی سے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا مگر اس کا فقرہ مکمل ہونے سے
پہلے ہی گر کر اٹھتے ہوئے محافظ نے یکلخت جیب سے ریوالور نکال کر فائر
کھول دیا لیکن اسی لمحے عمران کی لات گھومی اور تنویر اور جولیا کی طرف
کی جانے والی فائرنگ کا رخ ایک لمحے کے لئے چھت کی طرف ہوا اور

دوسرے لمحے ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی مشین گن کی ریٹ ریٹ اور دونوں محافظوں کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے ہال کمرہ گونج اٹھا۔ اپنے پر فائرنگ ہوتی دیکھ کر جولیا نے مشین گن کا فائر کھول دیا تھا۔

"اوہ۔ یہ کیا کر دیا۔ یہاں تو بے شمار مسلح محافظ ہوتے ہیں"۔ وکی نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو وکی۔ اب اگر میرے ساتھیوں نے کام شروع کر ہی دیا ہے تو اب یہ اپنے منطقی انجام تک بھی پہنچے گا"...... عمران نے جھپٹ کر فرش پر پڑے تڑپتے ہوئے محافظ کے کاندھے سے مشین گن اتارتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے ایک سائیڈ پر موجود دروازے سے تیزی سے اندر آنے والے دو اور مسلح محافظ چیختے ہوئے لہرا کر ایک دوسرے کے اوپر پشت کے بل گرے اور اس کے ساتھ ہی عمران۔ تنویر اور جولیا تیزی سے اچھل کر اس دروازے کی سائیڈوں میں ہو گئے تاکہ اگر ان کے پیچھے اور محافظ ہوں تو ان کی متوقع فائرنگ سے بچا جا سکے جبکہ وکی وہیں کھڑا حیرت بھری نظروں سے دروازے میں گر کر تڑپتے ہوئے محافظوں کو دیکھ رہا تھا۔

"ادھر آجاؤ"...... عمران نے کہا تو وکی چونکا اور پھر تیزی سے عمران کی طرف بڑھ گیا لیکن پھر چند لمحوں تک کوئی نہ آیا اور دروازے میں پڑے ہوئے محافظ بھی ساکت ہو گئے تو عمران تیزی سے دروازے کی

طرف مڑا اور اس نے باری باری دونوں محافظوں کو کھینچ کر ایک سائیڈ پر پھینک دیا۔

"اب ہمیں فوری طور پر اپنے ساتھیوں کو تلاش کرنا ہے اور اس کے بعد لارڈ کو"...... عمران نے مڑ کر وکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن کون بتائے گا۔ مجھے تو معلوم نہیں ہو سکتا۔ ویسے بھی میں صرف کنٹرول روم تک ہی جاتا رہتا ہوں"...... وکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے کہا تھا کہ یہاں بہت سے مسلح محافظ ہوتے ہیں لیکن فائرنگ کی آوازیں سن کر بھی دو آئے تھے"...... عمران نے کہا۔

"یہاں تو بیس پچیس محافظ ہوتے ہیں۔ اب پتہ نہیں وہ کہاں گئے ہیں"...... وکی نے کاندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر کنٹرول روم چلو اور کیا ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو وکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر نے بعد میں آنے والے محافظ سے مشین گن لے لی تھی۔ اس لئے اب عمران تنویر اور جولیا تینوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں موجود تھیں البتہ وکی خالی ہاتھ تھا۔ دروازے پر آنے والے دوسرے محافظ کے پاس بھی مشین گن تھی لیکن وکی نے اسے حاصل کرنے کی خواہش ہی ظاہر نہ کی تھی۔ وہ شاید خود ہی خالی ہاتھ رہنا چاہتا تھا۔ دروازے سے باہر نکل کر وہ دو مختلف راہداریوں سے گزر کر ایک بڑے ہال کمرے میں پہنچ گئے جہاں دیواروں کے ساتھ مشینیں نصب تھیں لیکن ان میں سے بیشتر مشینیں تباہ ہو چکی تھیں۔

ایک طرف شیشے کا بنا ہوا کیبن تھا لیکن اس وقت وہ خالی پڑا ہوا تھا۔ ہال کمرے میں بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"یہ تو خالی پڑا ہوا ہے"...... ڈکی نے اندر داخل ہوتے ہی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور عمران نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کی تیز نظریں ہال کمرے میں نصب مشینوں کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ پھر وہ ایک کونے میں نصب مشین کی طرف بڑھ گیا جو صحیح سلامت تھی لیکن بند تھی۔ عمران اس کے سامنے پہنچ کر اسے غور سے چند لمحے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے یکے بعد دیگر کئی بٹن آن کرنے شروع کر دیئے۔ دوسرے لمحے مشین میں جیسے زندگی سی دوڑ گئی کئی چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور مختلف ڈائلوں پر سوئیاں حرکت کرنے لگیں۔ مشین کے درمیان میں موجود سکرین ایک جھٹکے سے روشن ہو گئی۔ پہلے چند لمحے تو سکرین پر آڑھی ترچھی لکیریں نمودار ہوتیں اور غائب ہوتی دکھائی دیتی رہیں پھر یکلخت ایک تیز جھماکے کے ساتھ ہی اس پر ایک کمرے کا منظر ابھر آیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں ایک نوجوان آدمی ایک بڑی سی مشین کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ مشین کافی بڑی اور چوڑی تھی۔ اس سے ذرا ہٹ کر ایک کرسی پر ایک ادھیڑ عمر باوقار سا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ نوجوان اس مشین کو آپریٹ کرنے میں مصروف تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ایک اور بٹن دبایا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی ایک آواز مشین سے برآمد ہوئی۔

"مشین تو بتا رہی ہے جونی کہ ان کے ساتھ یہاں کا کوئی آدمی شامل نہیں ہے اور انہوں نے جیکب سے تمام معلومات حاصل کی ہیں"...... اس ادھیڑ عمر آدمی کی آواز سنائی دی۔

"ایسا ہی ہو گا لارڈ۔ ان کا تحت الشعور تو جھوٹ نہیں بول سکتا"...... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ پھر تو خواہ مخواہ انہیں زندہ رکھ کر ہم نے فریڈ اور بلاشر اور اس کے ساتھ ساتھ کئی آدمی ضائع کرائے ہیں۔ انہیں ختم کر دو"۔ لارڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یس لارڈ"...... نوجوان نے کہا اور مڑ کر تیزی سے مشین کے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔ دوسرے لمحے مشین کا نچلا حصہ کھل گیا اور پھر شیشے کے بنے ہوئے دو تابوت خود بخود کھسک کر باہر آگئے اور عمران ان تابوتوں کو دیکھ کر بری طرح اچھل پڑا کیونکہ ان میں صفدر اور کیپٹن شکیل لیٹے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

"اوہ۔ یہ تو صفدر اور کیپٹن شکیل ہیں"...... عمران نے اچھلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے اس مشین کے نچلے حصے میں موجود کئی بٹن دبا دیئے۔

"ہیلو ہیلو۔ جانسن کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ جانسن کالنگ۔ اوور"۔ عمران نے آواز بدل کر تیز لہجے میں کہا تو اس نے مشین کے سامنے کھڑے ہوئے نوجوان کو بے اختیار اچھلتے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے نوجوان کا ہاتھ تیزی سے مشین کی ایک سائیڈ کی طرف بڑھتے

ہوئے دیکھا پھر جیسے ہی اس نے وہاں موجود بٹن دبایا تو عمران کی آواز اس کمرے میں گونجتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران مسلسل ہیلو ہیلو جانسن کالنگ ۔ جانسن کالنگ کی کال دے رہا تھا۔ عمران کی آواز سنتے ہی مشین کے سامنے کھڑے ہوئے نوجوان کے ساتھ ساتھ لارڈ بھی اچھل پڑا تھا۔

" یہ کون کال کر رہا ہے اور کسے کال کر رہا ہے "...... لارڈ کی حیرت بھری آواز سنائی دی ۔

" یہ کوئی نامعلوم کال ہے لارڈ۔ یہیں ہیڈ کوارٹر سے ہی ہو رہی ہے زیرو فریکوئنسی پر "...... اس نوجوان کی آواز سنائی دی ۔

" یس فورڈ اٹنڈنگ ۔ کیا بات ہے ۔ کیوں کال کی ہے ۔ اوور "...... عمران نے خود ہی بٹن دبا کر ایک اور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کی آواز ایک بار پھر اس مشین سے نکل کر لارڈ والے کمرے میں گونج اٹھی ۔ عمران اس مشین پر اپنی ہی آواز سن رہا تھا۔

" ان دونوں ایشیائیوں کو تم نے ختم کیا ہے یا نہیں ۔ اگر انہوں نے ہمارے متعلق لارڈ کو بتا دیا تو ہم مارے جائیں گے ۔ اوور " ۔ عمران نے پہلے والی آواز میں کہا اور اس نے لارڈ کو یہ بات سن کر بری طرح چونکتے ہوئے دیکھا۔

" تم فکر نہ کرو جانسن ۔ میں نے اس کا مکمل بندوبست کر لیا ہے ۔ لارڈ چاہے کسی بھی مشین کا سہارا لے لے لیکن وہ ان سے اصل بات نہیں اگلوا سکے گا۔ تم جانتے تو ہو کہ میں نے بھی یہی شرط رکھی تھی کہ

وہ ایف ٹی وی پروف ہو کر یہاں آئیں گے اور پھر لارڈ زیادہ سے زیادہ انہیں ایف ٹی وی پر ہی چیک کرے گا اور اس طرح اسے کچھ معلوم نہ ہو سکے گا۔ باقی رہا ان کا اپنی رضامندی سے کچھ بتانا تو ایسا ناممکن ہے وہ دونوں انتہائی تربیت یافتہ ہیں۔ تشدد سے ان سے کچھ نہیں اگلوایا جا سکتا ۔ صرف ایک ہی صورت ہے کہ ان دونوں کو کوئی ایسا لالچ دیا جائے کہ جس سے وہ ہمارے متعلق بتا دیں تو ایسا لالچ کم از کم میرے ذہن میں نہیں ہے ۔ اس لئے کسی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ ہم ہر لحاظ سے محفوظ ہیں ۔ اوور "...... عمران نے فورڈ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی بٹن دبا دیا۔

" اگر لارڈ نے انہیں وہ پرزہ واپس دینے کا لالچ دیا تو پھر ہو سکتا ہے کہ وہ لالچ میں آ کر بتا دیں ۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ انہیں ہر صورت میں ختم کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے ۔ اوور "...... عمران نے ایک بار پھر دوسرے لہجے میں کہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ لارڈ وہ پرزہ خود ان کے حوالے کر دے ۔ بہر حال فکر مت کرو۔ میں اس سلسلے میں بھی کچھ نہ کچھ ضرور کروں گا۔ اوور "...... عمران نے دوسرے لہجے میں کہا۔

" او کے ۔ اوور اینڈ آل "...... عمران نے بٹن دبا کر پہلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کے بٹن آف کر دیئے ۔

" یہ ایف ٹی وی پروف ہیں ۔ اس کا مطلب کیا ہوا جونی " ۔ لارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں مشین کے ساتھ کھڑے ہوئے نوجوان سے کہا۔

"میری تو خود سمجھ میں نہیں آیا لارڈ۔ ایف ٹی وی تو یہی مشین ہے لاشعور چیک کرنے والی۔ اس سے پروف ہونے کا تو مطلب یہی ہے کہ یہ مشین ان کے ذہنوں کو چیک نہیں کر سکتی۔ **لیکن ایسا کیسے** ممکن ہے"...... جونی نے جواب دیا۔

"بہرحال اب صورتحال بدل گئی ہے۔ یہ دونوں آدمی کم از کم ناموں کی حد تک تو سامنے آگئے ہیں اور اب باقی تفصیل یہ خود بتائیں گے۔ ویسے اس ٹرانسمیٹر کے استعمال سے تو یہی مطلب نکلتا ہے کہ یہ دونوں کسی خاص حیثیت کے حامل ہیں اور ایسے آدمیوں کا ٹریس کیا جانا تو اور بھی ضروری ہے"...... لارڈ نے ہونٹ بھینچ کر بولتے ہوئے کہا۔

"یس لارڈ"...... جونی نے جواب دیا۔

"انہیں ہلاک مت کرو بلکہ انہیں ایکس روم میں پہنچا دو اور انہیں اس طرح بے حس کر دو کہ ان کی صرف زبانیں حرکت کر سکیں۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو"...... لارڈ نے کہا۔

"یس لارڈ"...... جونی نے جواب دیا۔

"او کے۔ پھر مجھے اطلاع دینا۔ میں اس دوران آنے والوں کے متعلق معلوم کر لوں"...... لارڈ نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر دوسری طرف غائب ہو گیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر مشین کو تیزی سے آف کرنا شروع کر دیا۔

"یہ تم کیا بول رہے تھے"...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میں نے وقتی طور پر صفدر اور کیپٹن شکیل کی جانیں بچا لی ہیں۔ لیکن اب اس لارڈ سے ملنا ضروری ہے۔ ہمیں فوراً واپس اسی جگہ جانا چاہئے جہاں سے ہم آئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ لارڈ وہاں بات کرے گا۔ وہاں دیوار پر ایک فون نصب میں نے دیکھا ہے"۔ عمران نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ پھر وہ تقریباً دوڑتے ہوئے واپس اسی ہال کمرے میں آگئے جہاں ابھی تک محافظوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اسی لمحے ہال کی دیوار میں نصب فون کی گھنٹی کی آواز سنائی دی تو عمران تیزی سے آگے بڑھا اور رسیور ہک سے ہٹا کر کان سے لگا لیا۔

"یس"...... عمران کے منہ سے اسی محافظ کی آواز نکلی جس نے انہیں چیکنگ روم میں بھیجا تھا۔

"لارڈ بول رہا ہوں۔ آنے والے ماہرین کو چیک کر لیا تھا"۔ دوسری طرف سے لارڈ کی آواز سنائی دی۔

"یس لارڈ۔ وہ او کے ہیں لیکن وہ یہاں موجود ہیں۔ انہوں نے مہمان خانے جانے سے انکار کر دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ فوری طور پر آپ سے ملنا چاہتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیوں"...... دوسری طرف سے لارڈ نے چونک کر پوچھا۔

"آپ خود ان سے بات کر لیں جناب۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"وکی یہاں موجود ہے یا واپس چلا گیا ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"موجود ہے جناب"....... عمران نے جواب دیا۔

"اس سے میری بات کراؤ"....... لارڈ نے کہا۔

"ہیلو لارڈ۔ میں وکی بول رہا ہوں سر"....... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد وکی کی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا اور ساتھ کھڑا ہوا وکی بے اختیار چونک کر حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔

"وکی۔ یہ لوگ مہمان خانے جانے سے کیوں انکاری ہیں۔ میں بے حد مصروف ہوں۔ فوری طور پر ان سے نہیں مل سکتا"....... لارڈ نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"جناب میں نے تو ان سے خود کہا ہے لیکن ان کا چیف روتھم مصر ہے کہ وہ پہلے آپ سے ملاقات کرے گا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس سے فون پر بات کر لیں"....... عمران نے کہا۔

"کراؤ بات"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آؤ روتھم۔ لارڈ صاحب سے بات کرو"....... عمران نے رسیور کو ذرا سا علیحدہ ہٹا کر وکی کے لہجے میں کہا۔

"جناب لارڈ صاحب۔ میں روتھم بول رہا ہوں جناب"۔ عمران نے اس بار اس لہجے میں بات کی جس لہجے میں اس نے سیڈ فارم کے باس سے بات کی تھی۔

"کیا بات ہے۔ تم مجھ سے فوری کیوں ملنا چاہتے ہو"....... دوسری طرف سے لارڈ کی تیز اور غصیلی آواز سنائی دی۔

"آپ کے لئے پیغام ہے میرے پاس جناب"....... عمران نے روتھم کے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب میرے لئے پیغام اور تمہارے پاس۔ کس کا پیغام ہے اور کیا پیغام ہے"....... لارڈ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہماری کمپنی میں ایک ماہر ہیں روڈنی سمتھ۔ وہ ایف ٹی وی نامی کسی مشین کو ڈیل کرتے ہیں۔ انہیں جب معلوم ہوا کہ ہم آپ کی کال پر آپ کے پاس جا رہے ہیں تو انہوں نے مجھے ایک پیغام دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے کمپنی کے ایک ڈائریکٹر کے حکم پر دو ایشیائیوں کو ایف ٹی وی پروف کیا ہے اور یہ دونوں ایشیائی آپ کے اس جزیرے پر کوئی اہم کارروائی کرنا چاہتے ہیں۔ روڈنی سمتھ آپ کو جانتا ہے جناب۔ اس نے مجھے چند الفاظ لکھ کر دیئے ہیں کہ یہ چند الفاظ آپ تک پہنچا دوں۔ اگر وہ دونوں ایشیائی آپ کے پاس پہنچیں تو آپ ان چند الفاظ کی مدد سے ان کے ذہنوں کو ایف ٹی وی پروفنگ سے آزاد کر سکتے ہیں"....... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ فون جیگر کو دو"۔ دوسری طرف سے لارڈ نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس لارڈ"....... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد عمران نے اس محافظ کی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ لارڈ کا جیگر سے مطلب اس محافظ سے ہی ہوگا۔

"جیگر۔ اس روتھم کو ایف ٹی وی روم میں لے جا کر جونی سے ملوا

دو۔ابھی اور اسی وقت"...... دوسری طرف سے لارڈ نے کہا۔

"لارڈ صاحب۔گستاخی معاف۔روڈنی سمتھ نے مجھ سے باقاعدہ حلف لیا تھا کہ میں یہ الفاظ والا کارڈ صرف آپ کے ہاتھ میں دوں کسی اور کو نہ دوں۔اس کا کہنا تھا کہ یہ اس کا انتہائی ٹاپ بزنس سیکرٹ ہے وہ اسے کسی اور کے ہاتھ میں دے کر اوپن نہیں کرنا چاہتا۔اس لئے پلیز آپ یہ کارڈ مجھ سے لے لیں تاکہ میرا حلف پورا ہو جائے۔اس کے بعد آپ چاہے اسے جونی کو دیں یا کسی اور کو۔مجھے اس سے کوئی مطلب نہ ہوگا"...... عمران نے اس طرح بات کرتے ہوئے کہا جیسے اس نے جیگر سے رسیور جھپٹ کر خود ہی بات کی ہے۔

"او کے۔تم وہیں ٹھہرو۔میں وہیں آرہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔عمران نے رسیور رکھا اور پھر تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا۔

"لارڈ آرہا ہے۔میں نے بڑی مشکل سے اسے یہاں بلایا ہے۔ہو سکتا ہے اس کے ساتھ محافظ بھی ہوں۔اس لئے سب پوری طرح ہوشیار رہیں۔ہم نے ہر قیمت پر اس لارڈ کو زندہ پکڑنا ہے"۔عمران نے کہا تو سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب تیزی سے دروازے کی سائیڈوں میں ہو گئے۔

"عمران صاحب۔دروازے کی دہلیز پر ان محافظوں کے خون کے دھبے موجود ہیں۔وہ کہیں باہر سے دیکھ کر نہ چونک پڑے"...... تنویر نے کہا۔

"مجبوری ہے۔اب انہیں فوری طور پر تو صاف نہیں کیا جا سکتا"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔اچانک چھت پر سے سرر کی آواز سنائی دی اور ان سب نے لاشعوری طور پر اوپر سر اٹھائے ہی تھے کہ چھت میں سے سرخ روشنی کے دھارے نکل کر اس جگہ پر پڑے جہاں جہاں وہ سب موجود تھے اور اس کے ساتھ ہی عمران سمیت اس کے سارے ساتھی اس طرح زمین پر گر پڑے جیسے ان کے جسموں سے اچانک کسی نے روحیں سلب کر لی ہوں اور اس کے ساتھ ہی ان کے ذہنوں پر بھی تیزی سے تاریکی پھیلتی چلی گئی۔

"یہ ۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے ۔ یہ آخر کیا ہو رہا ہے"...... لارڈ نے غصے سے چیختے ہوئے سامنے موجود میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا ۔ اس کا چہرہ انتہائی غضبناک نظر آ رہا تھا ۔ میز کی دوسری طرف کرسیوں پر تین آدمی مؤدب بیٹھے ہوئے تھے ۔ ان کے چہروں پر بھی شدید پریشانی نمایاں تھے ۔

"لارڈ ۔ صورتحال انتہائی خراب ہے ۔ آپ ان سب کو فوری طور پر گولیوں سے اڑا دیں"...... ایک آدمی نے ڈرتے ڈرتے کہا ۔

"پھر کیا ہو گا ۔ ان کی جگہ اور آ جائیں گے ۔ اب دیکھو یہ جو نئے ماہر آئے ہیں یہ بھی ان دونوں کے ساتھی ہیں ۔ اگر میں روم چیکنگ نہ کرتا تو نہ مجھے اس روم میں محافظوں کی لاشیں نظر آتیں اور نہ مجھے پتہ چلتا کہ یہ کون لوگ ہیں ۔ ادھر وہ فورڈ اور جانسن کون ہیں ۔ آخر وہ کون ہیں ۔ ان کا بھی پتہ نہیں چل رہا"...... لارڈ نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں

کہا ۔

"جناب ۔ یہ دونوں نام تو عام ہیں ۔ یہاں جزیرے پر ان دونوں ناموں کے دس بارہ افراد تو ہوں گے ۔ اب کیا کیا جائے کس طرح چیک کیا جائے"...... دوسرے آدمی نے کہا ۔

"میں کچھ نہیں جانتا ۔ مجھے اس کا کوئی ایسا حل بتاؤ جس سے میرا پیچھا اس مصیبت سے چھوٹ جائے ۔ فریڈ اور بلاشر بھی ہلاک ہو گئے ہیں ۔ اب سارا عذاب میرے گلے پڑ گیا ہے اور اب معاملات اس قدر خراب ہو گئے ہیں کہ اب یہ سب کچھ میری برداشت سے باہر ہو چکا ہے"...... لارڈ نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا ۔

"لارڈ ۔ آپ ٹھنڈے ذہن سے میری بات سنیں تو میں ایک ایسی تجویز پیش کر سکتا ہوں جس سے معاملہ اس طرح حل ہو جائے گا کہ آپ کی ساری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی ۔ میں ان کے ساتھ ایسی گیم کھیلنا چاہتا ہوں کہ وہ مطمئن بھی ہو جائیں گے اور ہمارے لئے بھی خطرہ ختم ہو جائے گا"...... اچانک تیسرے آدمی نے کہا ۔

"گیم ۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں تمہاری بات"۔ لارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"جناب ۔ یہ سارا فساد اس ایم سی کی وجہ سے برپا ہوا ہے ۔ آپ ایسا کریں کہ ایم سی ان کے حوالے کر کے انہیں جزیرے سے باہر بھجوا دیں"...... ڈاکٹر ڈکسن نے کہا ۔

"یہ کیسے ممکن ہے ۔ اس طرح تو ہمارا سارا پروجیکٹ ختم ہو جائے

گا۔ یہ کیسی تجویز ہے"...... لارڈ نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہی تو گیم ہے جناب پروجیکٹ بند نہیں ہوگا۔ میں نے ایم سی کی سپیشل کوٹنگ تیار کر لی ہے۔ میں نے سارے کام روک کر مسلسل یہی کام کیا ہے۔ اب اگر ایم سی واپس بھی چلا جائے تو ہم اس کوٹنگ کی بنیاد پر اپنا پروجیکٹ مکمل کر لیں گے"...... ڈاکٹر ڈکسن نے کہا تو لارڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"کوٹنگ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... لارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ مجھے ان حالات کا پہلے سے ہی اندازہ تھا اس لئے میں نے فوری طور پر کوٹنگ شروع کر دی تھی۔ کوٹنگ کا مطلب یہ ہے کہ اس ایم سی کے خاص فارمولے کو میں بلیک اینڈ وائٹ پر لے آیا ہوں اب اس کوٹنگ کے ذریعے یہ ایم سی کسی بھی وقت تیار ہو سکتا ہے۔ اب یہ ہمارے لئے معمولی بات ہے۔ اس لئے اب اسے اپنے پاس رکھنے اور اس کے لئے پوری لیبارٹری اور فیکٹری کو خطرے میں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے جبکہ انہیں معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ ہم نے ان کے ساتھ کوئی گیم کھیلی ہے وہ مطمئن ہو کر واپس چلے جائیں گے کہ انہوں نے اپنا مشن مکمل کر لیا ہے"...... ڈاکٹر ڈکسن نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اب میں سمجھ گیا ہوں۔ تمہارا مطلب ہے کہ اس کا فارمولا تم نے لکھ لیا ہے اور اب اس فارمولے پر تم اسے تیار کر سکتے ہو۔ اوہ ویری گڈ۔ پھر تو واقعی مسئلہ حل ہو گیا ہے"...... لارڈ نے مسرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کے سوا اور کوئی صورت بھی نہیں ہے ورنہ یہ گروپ مسلسل یہاں آتے رہیں گے"...... ڈاکٹر ڈکسن نے کہا۔

"لیکن ان غداروں کا کیا کیا جائے۔ اصل مسئلہ تو ان کا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ بعد میں اطلاع دے دیں کہ ہم نے ایم سی کی کوٹنگ تیار کر لی ہے۔ اس طرح وہ پھر آ جائیں گے اور اب تو وہ پکڑے بھی گئے ہیں پھر شاید پکڑے بھی نہ جائیں"...... لارڈ نے کہا۔

"آپ کو ان کے ناموں کا تو علم ہو چکا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ فیکٹری۔ لیبارٹری اور ہیڈ کوارٹر میں جتنے بھی ان ناموں کے افراد ہوں چاہے وہ کسی بھی عہدے پر ہوں کسی بھی حیثیت کے ہوں۔ سب کو یہاں سے رخصت کر دیں۔ ان کی جگہ نئے آدمی بھرتی کر لئے جائیں گے اس طرح یہ خطرہ بھی ختم ہو جائے گا"...... ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"ویری گڈ۔ واقعی یہ بہتر تجویز ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان سب افراد کو اس بے ہوشی کے عالم میں ہی جزیرے سے باہر بلکہ روگلی بھجوایا جائے۔ ایم سی ان کے حوالے کر دیا جائے اور انہیں مطمئن بھی کر دیا جائے۔ اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میٹنگ ختم۔ میں اس کا فوری بندوبست کرتا ہوں"...... لارڈ نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو ڈاکٹر ڈکسن سمیت باقی دونوں افراد بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ سب مڑے اور کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو وہ لاشعوری طور پر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پھر جیسے ہی اس کا سویا ہوا شعور بیدار ہوا۔ اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کا منظر کسی فلم کی طرح چلنے لگا کہ وہ تنویر جولیا اور وکی کے ساتھ اس بڑے کمرے میں موجود تھا اور وہ لوگ لارڈ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے لیکن پھر اچانک چھت سے سرخ روشنی کے دھارے ان پر پڑے اور ان کے حواس ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔ یہ سب کچھ یاد آتے ہی عمران نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ وہ ایک بڑے سے کمرے کے فرش پر بچھے ہوئے قالین پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی تنویر اور جولیا بھی فرش پر ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی موجود تھے۔ وہ بھی قالین پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ چونکہ عمران نے دیکھ لیا تھا کہ

تنویر اور جولیا کے چہروں پر میک اپ بدستور موجود ہے اس لئے وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے اپنے چہرے پر بھی روتھم والا میک اپ موجود ہو گا۔ کمرے کی ایک دیوار میں لوہے کی الماری نصب نظر آ رہی تھی جب کہ دوسری دیوار کے کونے میں ایک فولادی دروازہ تھا جو بند تھا۔ ایک سائیڈ پر کونے میں ایک تپائی رکھی ہوئی تھی جس پر سفید رنگ کا ایک کارڈلیس فون موجود تھا۔ عمران بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اتنی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ لارڈ نے کسی طرح انہیں پہلے چیک کر لیا اور پھر انہیں بے ہوش کر دیا گیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کی ساتھ موجودگی کا مطلب یہی تھا کہ لارڈ کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ وہ بھی ان کے ہی ساتھی ہیں اس لئے ان سب کو یہاں اکٹھا کیا گیا ہے اور شاید اسے اپنی مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے قبل از وقت ہوش آ گیا تھا لیکن ان میں سے کوئی بھی بندھا ہوا نہ تھا۔ عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو چیک کیا تو دوسرے لمحے یہ محسوس کر کے اس کا دل خوشی سے بے اختیار اچھل پڑا کہ دروازہ بند نہ تھا اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔ باہر ایک راہداری تھی۔ عمران نے سر باہر نکال کر جھانکا تو راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہ اچھل کر راہداری میں آ گیا۔ راہداری ایک طرف سے بند تھی جبکہ دوسری طرف اس کا اختتام اوپر جاتی ہوئی سیڑھیوں پر ہو رہا تھا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا اور دروازہ کھلا ہوا نظر آ رہا تھا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر سیڑھیاں

پھلانگتا ہوا وہ دروازے کے قریب پہنچ گیا۔اس نے کان لگا کر باہر سے آوازیں سننے کی کوشش کی لیکن باہر مکمل خاموشی تھی۔البتہ کچھ فاصلے پر سے ایسی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جیسے کسی بڑی سڑک پر ہیوی ٹریفک چل رہی ہو۔عمران نے دروازہ کھولا اور باہر جھانکا۔یہ ایک برآمدہ تھا اور برآمدہ خالی تھا۔عمران برآمدے میں نکل آیا۔برآمدے کے آگے صحن تھا اس کے بعد چار دیواری اور پھاٹک تھا اور اس پھاٹک کی دوسری طرف کوئی بڑی سڑک تھی جس پر ٹریفک چل رہی تھی۔صحن کے اوپر آسمان بھی صاف تھا اور چار دیواری کے دونوں طرف چھوٹی بڑی بلڈنگیں بھی نظر آرہی تھیں۔

"یہ کونسی جگہ ہے۔یہ جزیرہ مجوکا تو نہیں ہے"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر سائیڈ کمرے کی طرف بڑھ گیا پھر اس نے اس ساری عمارت کو چیک کر لیا لیکن عمارت میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔عمران تیزی سے برآمدے سے اتر کر پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔اس نے پھاٹک کھولا اور پھر باہر نکل آیا۔ باہر واقعی ایک بڑی سڑک تھی جس پر ٹریفک رواں دواں تھی۔سامنے ایک ریستوران تھا جس پر بڑا سا نیون سائن موجود تھا۔نیون سائن وقفے وقفے سے جل رہا تھا۔عمران اس نیون سائن کو پڑھنے لگا۔

"روگلی۔کیا مطلب۔ہم روگلی میں ہیں۔یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ عمران نے نیون سائن پر ریستوران کے نام کے نیچے کالونی کا نام اور آخر میں شہر کا نام روگلی پڑھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے

ہوئے کہا۔کچھ دیر تک ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیا اور واپس پھاٹک کی طرف مڑ گیا۔ظاہر ہے اب یہی سوچا جا سکتا تھا کہ لارڈ نے انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہی جزیرے سے نکال کر یہاں روگلی کی اس عمارت میں پہنچا دیا ہے لیکن اس کی کوئی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔وہ انہیں وہاں بے ہوشی کے عالم میں ہی آسانی سے ہلاک کر سکتا تھا۔یہی سوچتا ہوا وہ جب واپس اس تہہ خانے میں پہنچا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے تو وہ سب اسی طرح قالین پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔عمران تیزی سے الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی اور پھر بند کر دی۔الماری خالی پڑی ہوئی تھی۔وہ تپائی پر رکھے ہوئے کارڈلیس فون کی طرف بڑھنے لگا۔اس نے فون اٹھایا تو اس کے نیچے ایک کاغذ رکھا ہوا تھا۔عمران نے جلدی سے کاغذ اٹھایا۔کاغذ پر ایک فون نمبر لکھا ہوا تھا۔نیچے لکھا تھا۔پلیز اس نمبر پر لارڈ سے رابطہ کر لیں۔تاکہ آپ کو تفصیلات کا علم ہو سکے۔اس عبارت کے نیچے کسی کے دستخط نہ تھے۔

"حیرت ہے۔یہ تو سب کچھ کوئی فلمی سین محسوس ہو رہا ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو اسی لمحے اسے اپنے عقب میں کراہنے کی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے پلٹا اور دوسرے لمحے اس نے کیپٹن شکیل کی آنکھوں کو تھرتھراتے ہوئے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ کیپٹن شکیل ہوش میں آرہا ہے۔چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور عمران مسکرا دیا۔وہ خاموش کھڑا تھا تاکہ کیپٹن

شکیل خود ہی پوری طرح ہوش میں آجائے تو وہ اس سے بات کرے۔
لیکن ابھی کیپٹن شکیل پوری طرح ہوش میں نہ آیا تھا کہ صفدر کی آنکھیں تھرتھرانے لگیں اور پھر ایک ایک کر کے چند لمحوں کے وقفے سے سارے ساتھی ہوش میں آنے لگ گئے۔

" یہ۔یہ۔ہم کہاں ہیں اور یہ لوگ یہ کون ہو سکتے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اور ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں فرش پر پڑے ہوئے تنویر اور جولیا کے ساتھ ساتھ تپائی کے ساتھ کھڑے ہوئے عمران پر جم گئیں۔

" میں تو سمجھا تھا کہ کیپٹن شکیل کی ذہانت اس مشن میں کھل کر سامنے آجائے گی لیکن شاید اس کی ذہانت کو اس زہریلے جزیرے کے زہر نے آلودہ کر دیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے اصل لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

" آپ۔آپ عمران صاحب۔آپ"...... کیپٹن شکیل نے حیران ہو کر کہا۔اسی لمحے صفدر بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

" نہ صرف میں ہوں بلکہ میرے ساتھ جناب قبلہ تنویر صاحب اور سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف صاحبہ مس جولیانا فٹز واٹر بھی موجود ہیں"...... عمران نے ہاتھ سے قالین پر پڑے ہوئے تنویر اور جولیا کی طرف اشارہ کیا جو ہوش میں آنے کی کیفیت سے گزر رہے تھے۔

" اوہ۔اوہ۔مگر یہ ہم کہاں ہیں اور آپ لوگ یہاں کیسے پہنچ

گئے"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارا کیا خیال ہے۔ہم کہاں ہو سکتے ہیں"...... عمران نے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے جزیرہ مجوکا پر ہی ہوں گے۔لیکن یہ کون سی جگہ ہے اور آپ کب پہنچے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" عمران صاحب۔آپ کب پہنچے ہیں جزیرے پر"...... اس بار صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" پوری داستان طلسم ہوشربا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد تنویر اور جولیا بھی ہوش میں آگئے اور پھر حیرت بھرے جملوں کے تبادلے کے تھوڑے سے عرصے بعد وہ سب اس ذہنی کیفیت سے نکل آئے تو عمران ہاتھ میں کارڈلیس فون پکڑے اطمینان سے چلتا ہوا ان کے پاس آیا اور اس طرح آلتی پالتی مار کر قالین پر بیٹھ گیا۔جیسے اب اس کا کافی دیر تک اٹھنے کا ارادہ نہ ہو۔

" اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔کیونکہ ظاہر ہے قصہ چہار درویش خاصا طویل ہو گا اور ہم کھڑے کھڑے تھک جائیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ دروازہ تو کھلا ہوا ہے"...... اچانک صفدر نے کہا۔

" ہاں۔دروازہ بھی کھلا ہوا ہے اور باہر بھی کوئی آدمی نہیں ہے۔شاید یہ سارا سیٹ اپ اس لئے کیا گیا ہے تاکہ ہم بغیر کسی ڈسٹربنس کے اطمینان سے بیٹھ کر حال دل کہہ بھی سکیں اور سن بھی سکیں"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں اس طرح آزاد کرنے کا رسک لے لیں"...... کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا۔

"انہیں ۔ اب کوئی فرق نہیں پڑے گا ۔ اس لئے کہ ہم جزیرہ مجوکا میں نہیں ہیں بلکہ ساڈان کے دارالحکومت روگلی میں ہیں اور یہ عمارت روگلی میں واقع ہے جزیرہ مجوکا میں نہیں"...... عمران نے جواب دیا تو کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں جبکہ باقی سب کے چہروں اور آنکھوں دونوں پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا مطلب ۔ کیا انہوں نے ہمیں جزیرے سے یہاں پہنچا دیا ہے ۔ مگر کیوں"...... اس بار صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بن بلائے مہمانوں کو ایک حد تک ہی برداشت کیا جاتا ہے ۔ اس کے بعد بھی اگر مہمان واپس جانے کا نام نہ لیں اور مزید بن بلائے مہمانوں کی آمد شروع ہو جائے تو آخر کار یہی ہوتا ہے کہ انہیں اٹھا کر مکان سے باہر پھینکوا دیا جائے اور چونکہ جزیرے کے باہر سمندر تھا اس لئے انہوں نے یہ مہربانی کی ہے کہ ہمیں سمندر میں پھینکنے کی بجائے باقاعدہ یہاں روگلی میں پہنچا دیا ہے اور یہ بھی ہماری عزت افزائی ہوئی ہے کہ کسی سڑک کے فٹ پاتھ کی بجائے باقاعدہ اس عمارت میں ہمیں پہنچایا گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے ۔ یہ تو واقعی انوکھی اور نئی بات ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم پھر وہیں پہنچ گئے ہیں جہاں سے چلے تھے"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن وہ ہمیں ہلاک بھی تو کر سکتے تھے ۔ پھر انہوں نے یہ سب تردد کیوں کیا ہے"...... اس بار جولیا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس کی وجہ وہ تمہارے مخبر فورڈ اور جانسن ہوں" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فورڈ اور جانسن ۔ کیا مطلب ۔ یہ کون ہیں"...... کیپٹن شکیل نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے وہاں یہی چکر چلا رکھا تھا کہ وہاں کے دو آدمی تمہارے ساتھ شامل ہیں اور اسی وجہ سے تمہیں زندہ رکھا گیا تھا ورنہ تو وہ فوری طور پر تمہیں ہلاک کر دیتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ۔ لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا اور یہ نام تو بہرحال ہمیں معلوم ہی نہیں ہیں کیونکہ دراصل ایسے کوئی مخبر سرے سے ہی نہیں تھے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ان کے یہ نام میں نے رکھے ہیں اور خاص طور پر یہ نام اس لئے رکھے ہیں کہ یہ عام سے نام ہیں ۔ اس لئے وہ فوری طور پر انہیں ٹریس نہ کر سکیں گے ۔ ویسے اگر میں یہ نام نہ رکھتا تو تم سے یہاں ملاقات ہونے کی بجائے قیامت والے روز ہی ملاقات ہوتی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ کیا مطلب ۔ پلیز ۔ آپ ذرا وضاحت سے بتائیں" ۔ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ صفدر کے چہرے پر بھی حیرت نظر آ رہی تھی۔

"اسی لئے تو کہہ رہا تھا کہ پورا قصہ چار درویش اور ایک درویشنی ہے معاف کرنا درویش کی مونث درویشنی ہی ہو سکتی ہے۔ ویسے شاید کوئی عورت آج تک درویش بنی ہی نہیں۔ اس لئے درویشنی نام کبھی سنا بھی نہیں"...... عمران نے کہا اور سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم۔ تم اچھی بھلی بات کرتے کرتے پٹڑی سے اتر کیوں جاتے ہو"...... جولیا نے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں پٹڑی سے نہیں اترتا بلکہ پٹڑی مجھے اتار دیتی ہے اس لئے تم یہ سوال پٹڑی سے کرو تو بہتر ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ پلیز۔ اس وقت ہم سب ہنگامی حالات میں پھنسے ہوئے ہیں"...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہنگامی حالات۔ وہ کیسے۔ نہ ہی یہاں کوئی سائرن بج رہا ہے۔ نہ باہر کرفیو لگا ہوا ہے۔ نہ کوئی جنگ ہو رہی ہے نہ بمباری وغیرہ۔ پھر کیسے ہنگامی حالات"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں بیٹھ کر وقت ضائع کرنے کی بجائے باہر نکلنا چاہئے تاکہ دوبارہ اس جزیرے پر جانے کی جدوجہد کی جا سکے"...... اچانک تنویر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"اس بار دو چار قوال پارٹیاں بھی ساتھ لے جانا تاکہ تمہارے مزار پر کئی روز تک قوالی ہو سکے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ ہمیں فورڈ اور جانسن کے بارے میں بتا رہے تھے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے ہاں۔ اصل میں جب میں تنویر اور جولیا موگا پہنچے تو ہمیں یہ معلومات مل گئیں کہ تم پہلے گرفتار ہوئے پھر دو غداروں کی شناخت کے لئے تمہیں زندہ رکھا گیا لیکن تم کسی طرح آزاد ہو گئے اور تم نے ان کا کنٹرول روم تباہ کر دیا۔ انچارج فریڈ اور بلاشر کو ہلاک کر دیا لیکن ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول روم میں تمہیں پھر قابو کر لیا گیا اور تم ایک بار پھر گرفتار ہو گئے اور اب لارڈ واسکر تمہیں ڈیل کر رہا ہے۔ ہم اس کنٹرول روم میں پہنچے۔ وہاں اتفاق سے مجھے ایک ایسی مشین نظر آگئی جو آڑ میں ہونے کی وجہ سے تباہ ہونے سے بچ گئی تھی۔ یہ آئی ڈی سرچنگ اینڈ چیکنگ مشین تھی۔ میں نے اسے آن کیا تو اس پر وہ جگہ سامنے آگئی جہاں لاشعور سے معلومات حاصل کرنے والی مشین موجود تھی۔ وہاں لارڈ بھی موجود تھا۔ اس مشین کے ذریعے چیک کر لیا گیا کہ تم نے دو آدمیوں کے بارے میں ڈاج دیا ہے جبکہ ایسے کوئی آدمی موجود نہیں ہیں۔ اس پر لارڈ نے تمہیں اسی بے ہوشی کے عالم میں ہلاک کر دینے کا حکم دے دیا۔ اس پر مجبوراً مجھے چکر چلانا پڑا۔ میں نے زیرو فریکونسی پر ٹرانسمیٹر آن کر کے خود ہی فورڈ اور پھر خود ہی جانسن بن کر اس طرح بات کی کہ لارڈ کو یقین آگیا کہ ان دو آدمیوں کا جو تمہارا ساتھ دے رہے ہیں۔ وجود ہے اور ساتھ ہی تمہیں یہاں پہنچنے سے پہلے اس مشین کے سلسلے میں زیرو کر دیا گیا ہے اس لئے مشین تمہیں چیک نہیں کر سکی۔ اس طرح لارڈ فوری طور پر تمہیں ہلاک کرنے سے باز آگیا"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے

بے ہوش ہونے تک کی پوری تفصیل بتادی۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی آپ ہمارے لئے رحمت کا فرشتہ ثابت ہوئے عمران صاحب۔ ورنہ ہم تو اسی حالت میں مارے جا چکے ہوتے"۔ کیپٹن شکیل اور صفدر نے کہا۔

"یہ معلوم نہیں کہ ہمارے لئے رحمت کا فرشتہ کون ثابت ہوا ہے لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ تم لوگوں نے وہاں جا کر کیا کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں تاکہ ان معلومات کے تبادلے کے بعد آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جا سکے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل نے مختصر طور پر ردگلی پہنچنے سے لے کر جزیرے پر جانے اور وہاں آخری بار بے ہوش ہونے تک کے خاص خاص واقعات بتا دیئے

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم ایم سی تک پہنچ گئے تھے۔ ویری گڈ ویسے تم نے انتہائی ذہانت بھرے انداز میں مشن پر کام کیا ہے ورنہ بظاہر تو وہاں کسی کا داخلہ ہی ناممکن تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اس ذہانت کا فائدہ کیا ہوا۔ ہم پھر زیرو پوزیشن میں آگئے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کارڈلیس فون پیس کیوں ہاتھ میں لئے بیٹھے ہوئے ہو۔ یہ کہاں سے ملا ہے تمہیں"...... اچانک جولیا نے کہا۔

"یہ یہیں موجود تھا اور اس کے نیچے ایک کاغذ پڑا ہوا تھا جس پر فون نمبر بھی لکھا ہوا ہے اور ساتھ ہی ہدایت بھی کہ ہوش میں آنے کے بعد

اس فون نمبر پر کال کر لیں تاکہ تفصیلات کا علم ہو سکے۔ میں نے اب تک اس لئے کال نہیں کی تاکہ پہلے ہم اپنے طور پر تو تفصیلات کا تبادلہ کر لیں"...... عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں کسی خاص منصوبے کے تحت یہاں بھیجا گیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ ورنہ اتنا تردد کرنے کی انہیں کیا ضرورت تھی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے فون پیس میں موجود لاؤڈر کا بٹن آن کیا اور اس کے بعد وہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو کاغذ پر موجود تھے۔ دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز چند لمحے سنائی دیتی رہی۔ لاؤڈر کی وجہ سے کمرے میں موجود سب افراد دوسری طرف کی آواز بخوبی سن رہے تھے۔ پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ردگلی کے ٹاور روڈ پر واقع بلیو لائٹ ریسٹوران کے سامنے ایک چھوٹی سی عمارت کے تہہ خانے میں ہمیں ہوش آیا ہے اور اسی تہہ خانے میں یہ فون پیس بھی موجود تھا اور اس کے نیچے ایک کاغذ بھی جس پر آپ کا فون نمبر لکھا ہوا تھا اور اس کے نیچے ایک فقرہ بھی کہ ہوش میں آنے کے بعد اس نمبر پر فون کر لیں تاکہ ہمیں تفصیلات بتائی جا سکیں۔ چنانچہ اب آپ برائے کرم وہ تفصیلات بتا دیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کون صاحب بول رہے ہیں علی عمران یا کوئی اور صاحب"۔

دوسری طرف سے پوچھا گیا تو عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔

"کیا آپ نے علی عمران صاحب کو دیکھا ہے۔ اگر دیکھا ہے تو پلیز بتا دیں کہ وہ آپ کو کیسا لگا ہے اور اگر وہ خوبصورت لگا ہے تو پھر آپ برائے کرم اپنی کوئی تصویر بھجوا دیں۔ اتنا ہی کافی رہے گا۔ باقی تفصیلات کی ابھی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے بولنے والی بے اختیار ہنس پڑی۔

"ویری سوری۔ میں نے تو عمران کو دیکھا نہیں۔ مجھے تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اگر اس نمبر پر پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ علی عمران کا فون آئے تو میں ان کا رابطہ جزیرہ مجوکا پر لارڈ صاحب سے کرا دوں۔ لارڈ صاحب صرف علی عمران سے ہی بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا لارڈ صاحب کی صاحبزادی ابھی تک غیر شادی شدہ ہے"۔ عمران نے کہا۔

"صاحبزادی۔ کیا مطلب۔ وہ تو غیر شادی شدہ ہیں"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"اوہ۔ میں سمجھا تھا کہ شاید لارڈ صاحب کو میں پسند آ گیا ہوں۔ اس لئے وہ مجھ سے ہی خصوصی طور پر بات کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ علی عمران صاحب ہی بول رہے

ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جی ہاں۔ اب کم از کم اتنا تو آپ بتا سکتی ہیں کہ میری آواز سن کر آپ کے ذہن کے پردے پر میری کیسی تصویر ابھری ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی آواز سے تو یہی لگتا ہے کہ آپ وجیہہ اور نوجوان ہیں۔ بہرحال آپ ہولڈ آن کریں۔ میں لارڈ صاحب سے رابطہ کر کے آپ کی بات کراتی ہوں"...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"شکریہ۔ بے حد شکریہ۔ اب کم از کم آپ اپنا نام اور پتہ تو بتا دیں تاکہ کچھ مزید سلسلہ قائم ہو سکے"...... عمران نے کہا۔

"میرا نام ریٹا ہے اور میں یہاں لارڈ صاحب کی ایک کاروباری فرم میں مینیجر ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی فون پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"یہ عورتوں سے بات کرتے ہوئے تمہیں کیا ہو جاتا ہے۔ فوراً ہی تم گھٹیا باتیں شروع کر دیتے ہو"...... جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عورتوں سے باتیں۔ کیا مطلب۔ میں نے کب عورتوں سے باتیں کی ہیں۔ میں تو مس ریٹا سے بات کر رہا تھا"...... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے سامنے آئندہ ایسی گھٹیا حرکت کی تو"...... جولیا نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو پھر میں خود باتیں شروع کر دوں گی"...... عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو جولیا نجانے اس کی بات سن کر کیا سوچ کر بے اختیار ہنس پڑی۔

"ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں"۔ اسی لمحے دوسری طرف سے ریٹا کی آواز سنائی دی۔

"کس لائن کی بات کر رہی ہیں آپ۔ برانچ لائن یا مین لائن"۔ عمران نے جواب دیا۔

"لارڈ صاحب سے بات کریں"...... دوسری طرف سے ریٹا نے تیزی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی لارڈ کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ میں لارڈ واسکر بول رہا ہوں جزیرہ مجوکا سے"...... لارڈ کا لہجہ خاصا بے تکلف سا تھا جیسے وہ کسی گہرے دوست سے بات کر رہا ہو۔

"آپ کی جاگیر کیا اب صرف اس زہریلے جزیرے تک ہی محدود ہو کر رہ گئی ہے لارڈ صاحب۔ پھر تو آپ کو لارڈ مجوکا کا خطاب استعمال کرنا چاہئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم علی عمران بات کر رہے ہو"...... دوسری طرف سے لارڈ کا لہجہ یکلخت سپاٹ ہو گیا تھا۔

"جی ہاں۔ مجھ حقیر فقیر پر تقصیر ہیچمدان بندہ نادان کو علی عمران ہی کہتے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے کیا الفاظ بولے ہیں۔ یہ کس زبان کے الفاظ ہیں۔ شاید پاکیشیائی زبان بول رہے ہو۔ لیکن سوری مجھے یہ زبان نہیں آتی۔

بہرحال تم لوگوں نے ہوش میں آنے کے بعد یہ چیک کر لیا ہو گا کہ تم سب روگلی میں موجود ہو اور تم یقیناً اس بات پر حیران ہو گے کہ میں نے تمہیں مجوکا جزیرے سے زندہ سلامت کیوں روگلی پہنچایا ہے حالانکہ میں چاہتا تو تمہیں اور تم سے پہلے آنے والے تمہارے ساتھیوں کو آسانی سے ہلاک بھی کر سکتا تھا"...... دوسری طرف سے لارڈ نے کہا۔

"پہلے تو یہ بتائیے کہ تم نے کیسے یہ فرض کر لیا کہ ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے جبکہ ہمارا تعلق تو پاکیشیا کے دشمن ملک کافرستان سے ہے"...... عمران نے بھی آپ سے تم پر آتے ہوئے کہا کیونکہ لارڈ بھی مسلسل اسے تم کہہ کر مخاطب کر رہا تھا۔

"جب تک تمہارا نام سامنے نہ آیا تھا ہم یہی سمجھتے رہے کہ تمہارا تعلق کافرستان سے ہی ہے لیکن تمہارا نام اس قدر مشہور ہے کہ یہ نام سامنے آتے ہی ساری بات ہماری سمجھ میں آ گئی ورنہ اس سے پہلے میں خود حیران تھا کہ ہم نے ایم سی تو پاکیشیا سے حاصل کیا ہے لیکن ایم سی کے خلاف کام کافرستانی کر رہے ہیں"...... لارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے۔ مجھے اب تک تم سے براہ راست تعارف کا شرف تو حاصل نہیں ہو سکا۔ پھر میرا نام کیسے سامنے آ گیا"۔ عمران نے کہا۔

"تم لوگوں نے واقعی بڑی ذہانت سے مجھے بلانے کی منصوبہ بندی کی تھی وہ مخصوص الفاظ کے کارڈ کی منصوبہ بندی۔ لیکن میری عادت

ہے کہ کہیں جانے سے پہلے میں اس جگہ کو چیک کرتا ہوں ۔ جزیرے کی ہر عمارت میں اس قسم کے وسیع انتظامات موجود ہیں اس لئے میں نے اپنی عادت کے مطابق جب چیکنگ کی تو وہاں محافظوں کی لاشیں نظر آ گئیں اس کے ساتھ ساتھ تمہارے ساتھی نے تم سے بات کرتے ہوئے تمہیں عمران کے نام سے پکارا تو میں سمجھ گیا کہ تم کون ہو ۔ پھر تمہیں بے ہوش کر کے تمہارے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیا گیا ۔ یہ درست ہے کہ باوجود بے پناہ کوشش کے ہم تمہارا اور تمہارے ساتھ آنے والوں کا میک اپ صاف نہیں کر سکے لیکن بہرحال یہ بات طے تھی کہ تم عمران ہو اور چونکہ پاکیشیا سے ایم سی حاصل کرنے سے پہلے ہم نے وہاں کی تمام ایجنسیوں کے بارے میں باقاعدہ معلومات حاصل کی تھیں اس لئے ہمیں معلوم ہو گیا تھا کہ تم پاکیشیا تو کیا پوری دنیا میں شیطان کی طرح مشہور ہو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو ۔ اس طرح جب تمہارا نام سامنے آیا تو ہمیں فوراً معلوم ہو گیا کہ ہمارے خلاف کام کرنے والے کافرستانی بھی نہیں اور عام مجرم بھی نہیں ہیں بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ہیں اور تم نے اور اس سے پہلے آنے والے تمہارے دو ساتھیوں نے جس قسم کی کارکردگی اور صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اس سے خوفزدہ ہو گئے ۔ ہم نے اپنی طرف سے جزیرہ مجوکا میں ایسے انتظامات کر رکھے تھے کہ ہمارے خیال کے مطابق کوئی فرد کسی بھی صورت میں اس جزیرے تک نہیں پہنچ سکتا تھا لیکن تم بھی اور تمہارے پہلے آنے

والے دو ساتھی بھی انتہائی حیرت انگیز طور پر نہ صرف جزیرے پر پہنچ گئے بلکہ ایسی کارروائیاں کیں کہ ہمارے اہم ترین آدمی فریڈ اور بلاشر بھی مارے گئے اور ہماری انتہائی قیمتی مشینری بھی تباہ ہو گئی ۔ چنانچہ تم سب کی گرفتاری کے بعد ہمارے سامنے دو راستے تھے کہ یا تو ہم تمہیں ہلاک کر دیتے لیکن دو آدمی جزیرے پر ایسے تھے جو تم لوگوں سے ملے ہوئے تھے اور یہ بات ہمارے لئے انتہائی خطرناک تھی ۔ ان دو آدمیوں کو ٹریس کرنے کے چکر میں پہلے ہی ہم تمہارے پہلے آنے والے دو ساتھیوں کے ہاتھوں خاصا نقصان اٹھا چکے تھے لیکن اس وقت تک ہمیں ان دونوں ناموں کا علم نہ تھا لیکن پھر اتفاق سے ہمیں ان کے ناموں کا علم ہو گیا لیکن یہ دونوں نام ایسے تھے جو عام تھے اور جزیرے پر تقریباً ان ناموں کے دس بارہ آدمی موجود تھے اور تم لوگوں کو دوبارہ ہوش میں لا کر پورے جزیرے پر کام کرنے والوں کی تم سے شناخت کرانا ۔ یہ سب کچھ ہمیں انتہائی خطرناک لگ رہا تھا ۔ چنانچہ ہم نے فیصلہ کر لیا کہ بجائے اس سارے خطرناک کھیل کے ہم ان دونوں ناموں کے جزیرے پر موجود ہر شخص کو جزیرے سے رخصت کر دیں ۔ یہ بات طے کر لینے کے بعد ہمارے لئے بے حد آسان سی بات تھی کہ تم سب کو ختم کر دیا جاتا ۔ لیکن تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور اسی بات نے ہمیں مجبور کر دیا کہ ہم کوئی ایسا فیصلہ کریں جس سے یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے ورنہ تمہاری ہلاکت کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس تو ختم نہ ہو سکتی تھی ۔ وہاں سے اور ایجنٹ آ

جاتے اور ظاہر ہے وہ بھی تم لوگوں کی طرح ہی صلاحیتوں کے مالک ہوں گے۔ ہم آخر کب تک مقابلہ کرتے رہتے۔ اس لئے ہم نے آخر کار ایک اور فیصلہ کر لیا کہ ہم اپنی شکست تسلیم کر لیں۔ ہم نے جس پروجیکٹ کے لئے ایم سی حاصل کیا تھا ہم اس پروجیکٹ کو ہی ڈراپ کر دیتے ہیں کیونکہ ایک پروجیکٹ کی خاطر ٹاپ ورلڈ کا سب کچھ داؤ پر لگا دینا عقلمندی نہ تھی چنانچہ اس فیصلے کے بعد ہم نے تم سب کو روگلی میں اس عمارت میں پہنچا دیا اور فون وہاں رکھوا دیا۔ تم لوگ گیس کی وجہ سے بے ہوش تھے اس کا وقت ختم ہونے پر تمہیں ہوش آنا تھا۔ ایم سی بھی اس تہہ خانے کی الماری میں موجود ہے اور یہ اصل ہے بے شک تم اسے خود چیک کر سکتے ہو یا تمہارے ملک کے سائنسدان چیک کر سکتے ہیں۔ تم اس کمرے کی دیوار میں نصب الماری کے سب سے نچلے خانے پر زور سے ہاتھ مارو گے تو یہ الماری گھوم جائے گی اور پھر وہ ڈبہ سامنے آجائے گا جس میں ایم سی موجود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میرا یہ وعدہ بھی ہے کہ آئندہ ٹاپ ورلڈ کبھی بھی پاکیشیا کے خلاف کوئی کام نہیں کرے گی اور مجھے یقین ہے کہ تم بھی اب ٹاپ ورلڈ کا پیچھا چھوڑ دو گے"...... دوسری طرف سے لارڈ واسکر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" ایک منٹ لارڈ واسکر۔ میں پہلے ایم سی کو چیک کر لوں۔ اس کے بعد بات ہو گی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وقتی طور پر فون آف کرنے والا بٹن پریس کر دیا جبکہ اس دوران کیپٹن

شکیل تیزی سے چلتا ہوا اس الماری کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اس نے لارڈ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق الماری کے نچلے خانے پر ہاتھ مارا تو الماری کے خالی ریک تیزی سے گھوم گئے اور اس کے ساتھ ہی ایک خانے میں موجود ڈبہ نظر آنے لگ گیا۔ عمران سمیت کمرے میں موجود سب ساتھیوں کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات جیسے منجمد ہو کر رہ گئے تھے کیونکہ کسی بھی مشن میں ایسی سچوئشن پہلی بار سامنے آئی تھی کہ مخالف تنظیم نے اس طرح سب کچھ ان کے حوالے کر دیا ہو۔ کیپٹن شکیل نے ڈبہ اٹھایا اور اسے کھول کر اس میں موجود ایم سی باہر نکال لیا۔

" مجھے دکھاؤ"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر ایم سی عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔ عمران نے ایم سی کو بغور چیک کرنا شروع کر دیا۔

" حیرت ہے۔ یہ تو واقعی اصل ایم سی ہے اور اسے استعمال بھی نہیں کیا گیا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہو سکتا ہے ان لوگوں نے اس کی نقل تیار کر لی ہو۔ اس لئے اسے واپس کر دیا ہو"...... اچانک تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اس کی نقل تو تیار نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ انتہائی پیچیدہ آلہ ہے اور نقل تیار کرنے میں کافی طویل عرصہ لگ سکتا ہے۔ البتہ تمہاری بات سن کر میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے کہ اس کی سائنسی کو ننگ نہ

کر لی گئی ہو"...... عمران نے کہا۔

" سائنسی کوٹنگ ۔ وہ کیا ہوتی ہے" .... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

" یہ ایک سائنسی اصطلاح ہے ۔ تفصیل تو نہیں سمجھائی جا سکتی البتہ مختصر طور پر اتنا بتایا جا سکتا ہے کہ اس کی تکنیک اور فارمولے کو سائنسی اشارات میں لکھ لیا گیا ہو ۔ اگر یہ کوٹنگ درست ہو تو اس آلے کی عدم موجودگی میں بھی اس کوٹنگ کی مدد سے دوبارہ یہ آلہ تیار کیا جا سکتا ہے ۔ یہ تکنیک ابھی حال ہی میں ایجاد ہوئی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ انتہائی پیچیدہ تکنیک ہے اور انتہائی معمولی سی غلطی بھی اگر کوٹنگ میں ہو جائے تو پھر وہ آلہ کسی بھی صورت میں درست طور پر تیار نہیں ہو سکتا" ...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" پھر اب یہ کیسے معلوم ہو گا کہ اس کی کوٹنگ کی گئی ہے یا نہیں" ...... صفدر نے کہا۔

" اگر کر بھی لی گئی ہے تو اس سے پاکیشیا کو کیا فرق پڑے گا کرتے رہیں ۔ ہمارا مسئلہ تو اس آلے کی واپسی سے حل ہو جائے گا" ...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" نہیں تنویر ۔ یہ اہم پوائنٹ ہے ۔ اس آلے کی مدد سے پاکیشیا میں جو کچھ تیار کیا جانا مقصود ہے اس کا تعلق براہ راست پاکیشیا کے دفاع سے ہے ۔ ہم اس آلے کی مدد سے دفاع کا جدید نظام تیار کر کے پاکیشیا میں نصب کر دیں اور یہ سمجھ لیں کہ ہم قطعی محفوظ ہو گئے ہیں لیکن کل

ٹاپ ورلڈ اس کوٹنگ کی مدد سے ایسا ہی پروجیکٹ تیار کر کے کافرستان یا پاکیشیا کے کسی دوسرے ہمسایہ ملک کو فروخت کر دے تو تم سمجھ سکتے ہو کہ ملکی سلامتی کو کس حد تک خطرہ لاحق ہو جائے گا" ...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ واقعی ۔ یہ پوائنٹ واقعی اہم ہے ۔ آئی ایم سوری ۔ میرا ذہن اس طرف گیا ہی نہ تھا" ...... تنویر نے عادت کے مطابق فوراً ہی اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

" تمہارا یہ اعتراف ہی تمہاری عظمت کی دلیل ہے تنویر" ۔ عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کو وقتی طور پر معطل کرنے دینے والا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ۔ علی عمران سپیکنگ" ...... عمران کا لہجہ اس بار خاصا سنجیدہ تھا۔

" ہاں ۔ کیا تم نے چیک کر لیا ۔ مجھے یقین ہے کہ اب تم مطمئن ہو گئے ہو گے ۔ کیونکہ میں نے واقعی انتہائی نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ اصل ایم سی تمہیں بھجوایا ہے" ...... لارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ایم سی تو واقعی اصل ہے اور اسے استعمال بھی نہیں کیا گیا لیکن اس کا اہم ترین پرزہ لوکیشن میٹر اس کے ساتھ موجود نہیں ہے اور اس کے بغیر یہ آلہ بیکار ہے" ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لوکیشن میٹر ۔ وہ کیا ہوتا ہے ۔ ایسا کیسے ممکن ہے ۔ میں نے ڈاکٹر ڈکسن کے کہنے پر ہی یہ فیصلہ کیا تھا اور یہ آلہ بھی ڈاکٹر ڈکسن کی

تحویل میں تھا اور اسی نے پیک کر کے بھجوایا ہے۔ تمہیں ضرور غلط فہمی ہوئی ہے۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے"...... لارڈ نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" مجھے ڈاکٹر ڈکسن پر قطعی شک نہیں ہے۔ اصل میں یہ پرزہ اس قدر باریک اور نازک ہوتا ہے کہ یہ آلے کی ذرا سی رف ہینڈلنگ سے گر بھی سکتا ہے۔ آپ کو چونکہ ایسے پیچیدہ سائنسی آلات کے بارے میں تفصیل کا علم نہیں ہو سکتا اس لئے آپ ڈاکٹر ڈکسن سے میری بات کرائیں۔ وہ میری بات سمجھ جائیں گے پھر اس پرزے کے حصول کے بعد ہم واپس پاکیشیا چلے جائیں گے اور اگر آپ نے اپنا عہد نبھایا کہ آپ کی تنظیم پاکیشیا کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے گی تو ہم بھی ٹاپ ورلڈ کو بھول جائیں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" فون ہولڈ کرو۔ میں ڈاکٹر ڈکسن کو بلا لیتا ہوں۔ اسے آنے میں دس منٹ لگ جائیں گے اس لئے تمہیں دس منٹ انتظار کرنا پڑے گا"...... لارڈ نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں انتظار کر لیتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر بٹن پریس کر کے فون کو عارضی طور پر آف کر دیا۔

" آپ اس ڈاکٹر سے کیا کہیں گے"...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" دیکھو۔ اس سے بات ہو تب ہی پتہ چلے گا کہ وہ کس ذہنی سطح کا

حامل ہے۔ اس کے بعد ہی کچھ سوچا جا سکتا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" پھر بھی آپ نے کچھ نہ کچھ تو سوچا ہی ہوگا"...... صفدر نے اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے کہا۔

" میرے ذہن میں فی الحال تو صرف اتنا ہے کہ بس یہ معلوم کر لیا جائے کہ میرے اندازے کے مطابق کوٹنگ ہوئی ہے یا نہیں۔ اگر ہوئی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارے ساتھ گیم کھیلی جا رہی ہے ایسی صورت میں لامحالہ ہمیں دوبارہ اس جزیرے پر جانا ہوگا۔ یہ اور بات ہے کہ ہم فوری طور پر تو واپس پاکیشیا چلے جائیں لیکن پھر کسی بھی وقت اچانک وہاں دھاوا بول دیں اور اگر کوٹنگ نہیں ہوئی تو پھر ہم اطمینان سے واپس جا سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

" عمران صاحب۔ میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے جس سے اگر ڈاکٹر ڈکسن نے کوٹنگ کی ہے تو اس کوٹنگ کو بیکار کرایا جا سکتا ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم یہاں بیٹھے اس کوٹنگ کو بے کار کرا دیں ظاہر ہے کوٹنگ ایک انتہائی پیچیدہ عمل ہے اور اسے پوری احتیاط سے مکمل کیا جاتا ہے اور پھر اسے باقاعدہ چیک کیا جاتا ہے چونکہ یہ سارا عمل سائنسی حسابی عمل ہے اس لئے اس کی چیکنگ کے ایسے طریقے موجود ہوتے ہیں جن سے اسے حتمی طور پر چیک کیا جا سکتا ہے کہ کوٹنگ درست ہوئی ہے یا نہیں اور اگر اس ڈاکٹر ڈکسن نے کوٹنگ

کی ہوگی تو لامحالہ اسے چیک کر کے اور تسلی کر کے ہی ایم سی ہمیں واپس کیا ہوگا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے لیکن آپ میری تجویز تو سن لیں"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا میری اتنی لمبی تقریر کے باوجود بھی تم تجویز سنانا چاہتے ہو۔ ٹھیک ہے سناؤ"...... عمران نے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم آپ کی طرح سائنس میں مہارت نہیں رکھتے لیکن بہرحال اتنی سدھ بدھ تو ہم رکھتے ہیں کہ ہم اس بارے میں سوچ سکیں"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سدھ بدھ چھوڑو۔ تم منگل بدھ بھی رکھتے ہو۔ بہرحال بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"کچھ عرصہ پہلے ایکریمیا کے ایک معروف رسالے میں اس کوٹنگ کے بارے میں سائنسدانوں کی ایک کانفرنس کے سلسلے میں مضمون شائع ہوا تھا میں نے بھی اسے پڑھا تھا اس میں ایک سائنسدان مائیک نے ایک حیرت انگیز بات کی تھی کہ کوٹنگ کا پیچیدہ سسٹم باقی تو ہر حسابی فارمولے سے درست طور پر چیک کیا جا سکتا ہے لیکن مولٹن کے مشہور حسابی فارمولے کو اگر استعمال کیا جائے تو پھر درست کوٹنگ کو بھی غلط ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس نے یہ کہا تھا کہ مولٹن کا یہ چیک سسٹم چونکہ جیومیٹریکل زاویوں کی مائیکرونک کی بیشی کو

بھی سامنے لے آتا ہے اس لئے لامحالہ کوٹنگ کا رزلٹ درست نہیں آتا اور جب مائیکرونک کی بیشی کو درست کیا جائے تو پھر یہ کوٹنگ ہر لحاظ سے درست ہو جاتی ہے۔ لیکن عملی طور پر وہ قطعی بے کار ثابت ہوتی ہے۔ کیا ہم اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی۔ اوہ۔ انتہائی حیرت انگیز۔ ویری گڈ کیپٹن شکیل۔ تم نے تو سارا مسئلہ ہی حل کر دیا ہے۔ میں نے بھی یہ مضمون پڑھا تھا اور جب میں نے اس کا خود عملی تجربہ کیا تو یہ سو فیصد درست ثابت ہوا تھا۔ گڈ شو۔ اب اس ڈاکٹر ڈکسن کو واقعی چکر دیا جا سکتا ہے اور اس طرح یہاں بیٹھے بٹھائے اس کوٹنگ کو بے کار کرایا جا سکتا ہے۔ میرے ذہن میں یہ خیال بھی نہ آیا تھا۔ تم نے بروقت یاد دلا دیا ہے گڈ شو"...... عمران نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل کی آنکھیں مسرت سے ستاروں کی طرح چمک اٹھیں کیونکہ عمران کی تعریف اس کے لئے واقعی ایک سرٹیفکیٹ کی حیثیت رکھتی تھی۔ باقی ساتھی بھی حیرت سے کیپٹن شکیل کو دیکھ رہے تھے۔

"حیرت ہے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ سائنس میں تمہارا ذہن اس قدر گہرائی تک کام کرتا ہے"...... صفدر نے بے اختیار ہو کر کہا۔

"آخر یہ کیپٹن ہے اور کیپٹن کو اگر سمندر کی گہرائی کا ہی علم نہ ہو تو جہاز کیسے منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ہیلو۔علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"یس۔لارڈ بول رہا ہوں۔ڈاکٹر ڈکسن میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ان سے بات کر لو۔ان کا تو کہنا ہے کہ اس آلے کے ساتھ لوکیشن میٹر کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے"...... لارڈ نے کہا۔

"آپ بات کرائیں ڈاکٹر ڈکسن سے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔میں ڈاکٹر ڈکسن بول رہا ہوں۔اگر آپ واقعی اس ایم سی کی سائنسی تکنیک کو جانتے ہیں تو پھر مجھے بے حد حیرت ہے کہ آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ اس کے ساتھ لوکیشن میٹر نہیں ہے۔لوکیشن میٹر کا استعمال تو جنگی جہازوں میں ہوتا ہے۔اس سے اس کا کیا تعلق"۔ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔لہجہ بے حد طنزیہ تھا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں ڈاکٹر ڈکسن۔میں نے کال پینڈنگ کے دوران اس فون سے اپنے ملک کے ایک قابل سائنسدان سے بات کر کے اپنی یہ غلط فہمی دور کر لی ہے"...... عمران نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب آپ کو ہماری سچائی پر یقین آگیا ہے کہ ہم نے واقعی انتہائی نیک نیتی سے یہ سب کچھ کیا ہے"...... ڈاکٹر ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔اس کے لہجے میں مسرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں اور عمران اس کے لہجے میں مسرت کی جھلکیاں محسوس کر کے چونک پڑا۔

"ڈاکٹر ڈکسن۔آپ ایک سائنسدان ہیں اور میں سائنسدانوں کا دل سے احترام کرتا ہوں۔ویسے بھی آپ ایک معروف سائنسدان ہیں میں نے اپنے ملک کے جس سائنسدان سے بات کی ہے ان کا نام سرداور ہے۔انہوں نے مجھ سے آپ کا تعارف کرایا ہے۔لیکن مجھے افسوس ہے کہ اس کے باوجود میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ آپ نے بہرحال سچ نہیں بولا مجھے معلوم ہے کہ آپ نے اس ایم سی کی کوٹنگ کر لی ہے اور اس کوٹنگ کے بعد یہ آلہ واپس کیا ہے لیکن اگر آپ یہ بتا دیتے تو اس سے ہمیں تو کوئی فرق نہ پڑتا لیکن آپ کی عظمت میرے دل میں بڑھ جاتی۔ٹاپ ورلڈ کسی ملک کی سرکاری تنظیم نہیں ہے کہ مجھے یہ خدشہ ہوتا کہ آپ کی اس کوٹنگ سے پاکیشیا کو کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ہمارا مشن صرف ایم سی کو حاصل کرنا تھا تاکہ ہمارے ملک کے سائنسدان اس کی مدد سے جس پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں وہ مکمل ہو سکے اور لارڈ واسکر نے ایم سی واپس کر کے ہمارا مشن مکمل کر دیا ہے۔لیکن آپ نے کوٹنگ کی بات چھپا کر مجھے ذاتی طور پر بےحد مایوس کیا ہے"...... عمران نے بڑے فنکارانہ انداز میں بات کرتے ہوئے ڈاکٹر ڈکسن کو گھیرنے کی کوشش کی۔

"کیا۔کیا مطلب۔یہ کوٹنگ سے آپ کا کیا مطلب ہے۔یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... ڈاکٹر ڈکسن نے عمران کی توقع کے عین مطابق بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لارڈ صاحب مجھے بتا چکے ہیں ڈاکٹر ڈکسن۔اس لئے کچھ چھپانا بیکار

ہے۔ ویسے بھی میں نے کہا ہے کہ اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ لیکن۔ بہرحال ٹھیک ہے"...... ڈاکٹر ڈکسن یہ سن کر کہ کوٹنگ کے بارے میں لارڈ بتا چکا ہے خاص طور پر پریشان ہو گیا تھا۔

"ڈاکٹر ڈکسن۔ آپ بڑے سائنسدان ہیں۔ اس لئے اب آپ کو یہ بتانے کی تو ضرورت نہیں کہ آپ نے جو کوٹنگ کی ہے اسے مولٹن فارمولے کے تحت چیک کر کے درست کر لینا"...... عمران نے آخر کار اصل بات کرتے ہوئے کہا۔

"مولٹن فارمولے کے تحت۔ لیکن اس کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے اسے ہر لحاظ سے چیک کر لیا ہے"...... ڈاکٹر ڈکسن نے اس بار واضح طور پر کوٹنگ کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اسے درست سمجھتے ہیں تو ایسے ہی سہی۔ لیکن بہرحال میرا انتہائی پرخلوص مشورہ یہی ہے کہ آپ اسے مولٹن فارمولے کے تحت چیک کر لیں۔ یہ انتہائی پیچیدہ آلہ ہے اس کی حتمی چیکنگ مولٹن فارمولے کے تحت ہی ہو سکتی ہے۔ اس طرح ہر قسم کی غلطی کا امکان ختم ہو جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیک کراتا ہوں۔ اب آپ نے وہم ڈال ہی دیا ہے تو اسے چیک ہو جانا چاہئے۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ اس فارمولے کے تحت بھی یہ درست ہی ثابت ہو گی"...... ڈاکٹر ڈکسن نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کتنا وقت لگے گا اس چیکنگ میں"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... ڈاکٹر ڈکسن نے چونک کر پوچھا۔

"میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا میرا مشورہ درست ثابت ہوا ہے یا نہیں...... اگر درست ثابت ہو گا تو کم از کم میرا ضمیر مطمئن ہو جائے گا کہ لارڈ واسکر نے ایم سی واپس کر کے اور ہمیں زندہ روگلی بھجوا کر جو احسان کیا ہے میں نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو آپ اسی لئے بار بار مولٹن فارمولے کے تحت چیکنگ پر زور دے رہے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں چیک کرا لوں گا اور اگر غلط نکلا بھی تو میں اس فارمولے کے تحت اسے درست کرا لوں گا"۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر ڈکسن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"او کے۔ پھر گڈ بائی۔ لارڈ واسکر کو بھی سلام دے دیں"۔ عمران نے کہا اور فون کو ایک بار پھر وقتی طور پر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تم تو اس طرح خوش ہو رہے ہو جیسے کوٹنگ غلط ثابت ہو گئی ہو"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا کوٹنگ مشن کامیابی سے مکمل ہو گیا ہے اور اب ہم اطمینان سے واپس جائیں گے کہ اب ٹاپ ورلڈ اس پروجیکٹ پر کبھی

کام نہ کر سکے گی۔ اس طرح انہوں نے جو گیم ہم سے کھیلنے کی کوشش کی اس کے جواب میں ہم نے بھی ان کے ساتھ گیم کھیل دی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے ڈبل گیم ہو گئی"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ جب ڈاکٹر ڈکسن اسے چیک کرے گا تو پھر تو بات وہیں آ گئی"...... صفدر نے کہا۔

"غلطی تو بہر حال نکلے گی اور وہ اسے ٹھیک بھی کریں گے لیکن دراصل یہی ان کی بنیادی غلطی ہو گی کیونکہ مولٹن فارمولے سے ہونے والی کوٹنگ عملی طور پر قطعاً بے کار ثابت ہوتی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس سے کیا فرق پڑے گا۔ ان کے پاس پہلے والی کوٹنگ بھی تو موجود ہو گی۔ وہ اس سے کام لے لیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"یہی تو بنیادی بات ہے۔ مولٹن فارمولے کے تحت اس کوٹنگ کو درست کرنے کے لئے انہیں پہلے کی ساری کوٹنگ کو مکمل طور پر تبدیل کرنا ہو گا اور یہ تبدیلی کسی ایک دو جگہ پر نہیں ہو گی بلکہ تقریباً کوٹنگ کے ہر سیٹ میں کی جائے گی اور مجھے یقین ہے کہ ایم سی کی کوٹنگ کے لئے کم از کم ایک ہزار سیٹ تیار کئے گئے ہوں گے۔ ان سیٹوں کے صرف ایک ہندسے کی طاقت میں معمولی سا ردو بدل پوری کوٹنگ کو ختم کر کے رکھ دے گا۔ اس لئے مولٹن فارمولے کے تحت

جب ڈاکٹر ڈکسن کوٹنگ مکمل کرے گا تو سابقہ کوٹنگ اس کے کام کی نہیں رہے گی۔ پھر اگر وہ دوبارہ سابقہ کوٹنگ تیار کرنا چاہے گا تو اسے پھر اس ایم سی کی ضرورت ہو گی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر ڈاکٹر ڈکسن نے مولٹن فارمولے کے تحت چیکنگ ہی نہ کی تو پھر تو درست کوٹنگ ان کے پاس ہو گی اور ہمارا مشن ناکام رہ جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"سائنسدانوں میں بس یہی ایک بری عادت ہوتی ہے کہ اگر ان کے ذہن میں کوئی شک پڑ جائے تو وہ اسے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے مجھے سو فیصد یقین ہے کہ ڈاکٹر ڈکسن لازماً کوٹنگ کو مولٹن فارمولے سے چیک کرے گا۔ لیکن اس کے باوجود تمہاری بات درست ہے کہ ہمیں صرف اندازے سے مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ جانا چاہئے۔ مگر چیکنگ میں کافی وقت لگتا ہے اس لئے فوری طور پر بات کرنا فضول ہے۔ ہمارے پاس ریٹا کا نمبر موجود ہے۔ پاکیشیا پہنچ کر اس کے ذریعے دوبارہ ڈاکٹر ڈکسن سے بات کر لوں گا اس طرح پوری تسلی ہو جائے گی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیئے۔

"یہ سیٹس کیا ہوتے ہیں۔ تمہارا مطلب ہے کہ کوٹنگ کی ایک ہزار کاپیاں تیار کی گئی ہوں گی"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"نہیں مس جولیا۔ سیٹس جدید دور کے حساب میں استعمال

ہوتے ہیں۔ قدیم دور میں حسابی فارمولے اور انداز کے ہوتے تھے لیکن اب جدید دور میں حساب کو سائنس فارمولے میں کیا جاتا ہے کیونکہ سائنسی حساب سائنس کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ عمران صاحب کا مطلب ان حسابی فارمولوں سے تھا"۔۔۔ اس بار کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا تو مطلب ہے کہ واقعی یہ ڈبل گیم مشن ثابت ہوا ہے اور ہم اس مشن میں فی الحال تو کامیاب رہے ہیں"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس مشن کا سہرا کیپٹن شکیل کے سر ہے ورنہ ہمارے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ رہتا کہ ہم فوری طور پر دوبارہ جزیرے پر جا کر مشن مکمل کرتے اور اس بار شاید یہ نتیجہ نہ نکلتا کہ ہماری واپسی اس انداز میں ہو سکتی"۔۔۔ عمران نے تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

"سہرا تو بہرحال آپ کے سر ہی ہے عمران صاحب۔ کیونکہ ہم تو ناکام ہو گئے تھے۔ آپ اگر جزیرے پر نہ پہنچتے تو مشن تو ایک طرف ہماری زندگیاں بھی خطرے میں پڑ چکی تھیں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے منہ میں گھی شکر۔ یہی بات تم تنویر کو بھی سمجھا دو"۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کون سی بات"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے بھی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اسے بھی شاید عمران کی بات کی سمجھ نہ آئی تھی۔

"ارے یہی کہ سہرا تو بہرحال میرے سر ہی بندھنا ہے"۔ عمران نے جولیا کی طرف کن اکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ جولیا نے بے اختیار اپنا منہ دوسری طرف کر لیا۔ اس کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات ظاہر ہے چھپے نہ رہ سکتے تھے۔

"سہرا واقعی تمہارے سر ہی بندھے گا لیکن پھولوں کا سہرا نہیں بلکہ جوتیوں کا سہرا"۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے گرامر تو ٹھیک کر لو۔ جوتیوں کا سہرا نہیں ہوتا ہار ہوتا ہے اور جب فتح کا سہرا میرے سر بندھے گا تو ظاہر ہے ہار تمہارے حصے میں ہی آئے گا"۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

فنک سنڈیکیٹ

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

فنک سنڈیکیٹ — فاک لینڈ کا ایک ایسا سنڈیکیٹ جس نے پاکیشیا میں ایک اہم ترین مشن انتہائی کامیابی سے مکمل کر لیا۔

فنک سنڈیکیٹ — جس کے متعلق کرنل فریدی نے عمران کو پیشگی اطلاع دی لیکن عمران اس مشن کو کامیاب ہونے سے نہ روک سکا — کیوں — ؟

فنک — فنک سنڈیکیٹ کا سربراہ — جو انتہائی ٹھنڈے دل و دماغ کا مجرم تھا — ایک انتہائی دلچسپ اور منفرد کردار کا مجرم۔

فنک — جو عام بدمعاش ہونے کے ساتھ ساتھ اسرائیل کا اہم ترین ایجنٹ بھی تھا۔

فنک پیلس — فنک کی رہائش گاہ — جو نہ صرف ناقابل تسخیر تھی بلکہ عمران جیسا شخص بھی اس میں داخل ہونے کی لاکھ کوشش کے باوجود داخل ہونے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

وینا — فنک کی اکلوتی بیٹی — جو پوری دنیا میں واحد خاتون تھی جو فنک پیلس میں داخل ہو سکتی تھی۔

وینا — جس نے عمران کے کہنے پر اپنے والد فنک کو خود ہلاک کر دیا اور اس کی لاش عمران کے سامنے رکھ دی — کیا فنک واقعی اپنی بیٹی کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا — یا — ؟

- وہ لمحہ — جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت فنک اور وینا کے سامنے بے بس اور مجبور پڑا ہوا تھا اور یقینی موت ان کا مقدر بن چکی تھی۔
- عمران کا فنک اور فنک سنڈیکیٹ کے خلاف اصل مشن کیا تھا — ؟ کیا عمران اپنے مشن میں کامیاب ہو سکا — یا — ؟
- عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور فنک سنڈیکیٹ کے درمیان انتہائی خوفناک ٹکراؤ۔
- انتہائی دلچسپ واقعات

بے پناہ اور مسلسل سسپنس سے بھرپور اور منفرد انداز کی کہانی۔

ایک ایسی کہانی جو ہر لحاظ سے ایک یادگار کہانی ثابت ہوگی۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں قطعی منفرد انتہائی دلچسپ اور سحر انگیز یادگار ناول

بلیک ورلڈ

مصنف : مظہر کلیم ایم اے

بلیک ورلڈ — شیطان کی دنیا — شیطان اور اس کے کارندوں کی دنیا — جہاں سیاہ قوتوں کا راج ہے۔ جہاں انسانیت کے خلاف ہر سطح پر شیطانی انداز میں کام جاری رہتا ہے۔

پروفیسر البرٹ — شیطانی دنیا کا ایک ایسا کردار — جو شیطان کا نائب تھا اور جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کے خاتمے کیلئے ایک خوفناک شیطانی منصوبے پر کام شروع کر دیا — یہ منصوبہ کیا تھا — ؟

رعمیس — ایک ایسا جادوئی زیور — جو صدیوں پہلے ایک شیطانی معبد کے پجاری کی ملکیت تھا اور پروفیسر البرٹ کو اس کی تلاش تھی — کیوں — وہ اس سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا — ؟

جبوتی — ایک شیطانی قوت — جو انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں عمران سے ٹکرائی اور اس کا دعویٰ تھا کہ عمران اس کی شیطنیت سے کسی صورت بھی نہ بچ سکے گا — کیا واقعی ایسا ہوا — کیا جبوتی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔

بلیک ورلڈ — جس کے مقابل عمران جوزف جوانا اور ٹائیگر سمیت جب میدان میں اترا تو عمران کو پہلی بار احساس ہوا کہ بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتیں کس قدر طاقتور اور خوفناک قوتوں کی مالک ہیں۔

بلیک ورلڈ — ایک ایسی پراسرار، سحر انگیز اور انوکھی دنیا — جس کا ہر معاملہ عام دنیا سے ہٹ کر تھا۔

بلیک ورلڈ — جس کی پراسرار اور انوکھی قوتوں کے مقابل عمران کو بالکل منفرد انداز میں جدوجہد کرنی پڑی۔ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی جدوجہد۔

• وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کے خوفناک پنجوں میں پھنس کر رہ گئے اور ان کے بچ نکلنے کی کوئی راہ باقی نہ رہی — کیا عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کا شکار ہو گئے — یا — ؟

بلیک ورلڈ — جس کے خلاف طویل جدوجہد کے باوجود آخر کار ناکامی ہی عمران کا مقدر بنی۔ کیوں اور کیسے — کیا واقعی عمران ناکام ہو گیا تھا — یا — ؟

بلیک ورلڈ — جس کے خلاف کام کرتے ہوئے عمران کو عام دنیاوی اسلحے کی بجائے قطعی مختلف انداز کی طاقت کا سہارا لینا پڑا — وہ طاقت کیا تھی — ؟

- قطعی مختلف انداز کی کہانی — انتہائی منفرد انداز کی جدوجہد
- تحیر اور سحر کی فسوں کاریوں میں لپٹی ہوئی ایک پراسرار دنیا کی کہانی
- ایک ایسا ناول جو اس سے قبل صفحۂ قرطاس پر نہیں ابھرا۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران اور کرنل فریدی سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

نائٹ فائٹرز

مکمل ناول

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

نائٹ فائٹرز ـــــ ایکریمیا کی ایک ایسی کمانڈو تنظیم ـــــ جس نے ایک اسلامی ملک میں قائم پاکیشیا کے اہم سنٹر کی تباہی کی منصوبہ بندی کی ـــــ وہ کیا منصوبہ بندی تھی ـــــ ؟

- ـــــ وہ لمحہ ـــــ جب کرنل فریدی نے کافرستان کے وزیر اعظم کا حکم تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔
- ـــــ وہ حکم کیا تھا ـــــ جس کو تسلیم کرنے کی بجائے کرنل فریدی نے کافرستان کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینے کا فیصلہ کر لیا ـــــ کیا کرنل فریدی نے واقعی ایسا کیا ـــــ ؟

نائٹ فائٹرز ـــــ جس کے خلاف عمران ، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور کرنل فریدی سب بیک وقت میدان میں کود پڑے۔

نائٹ فائٹرز ـــــ جس کے پیچھے عمران اور کرنل فریدی علیحدہ علیحدہ کام کر رہے تھے۔ لیکن نائٹ فائٹرز پھر بھی مشن کی تکمیل تک پہنچ گئے۔

اسلامی سکیورٹی ـــــ ایک نئی تنظیم ـــــ جس کا چیف کرنل فریدی کو بنا دیا گیا ـــــ کیسے اور کیوں ـــــ ؟

- ـــــ وہ لمحہ ـــــ جب عمران ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور کرنل فریدی ایک دوسرے کے مقابل آ گئے اور پھر ایک دوسرے پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی۔
- ـــــ وہ لمحہ ـــــ جب کرنل فریدی اور عمران کے درمیان جان لیوا فائٹ شروع ہو گئی ـــــ اس فائٹ کا انجام کیا ہوا ـــــ ؟
- ـــــ وہ لمحہ ـــــ جب کرنل فریدی کو سب کے سامنے اپنے مشن کی ناکامی اور عمران کے مشن کی کامیابی کا اقرار کرنا پڑا۔
- ـ انتہائی خونریز اور اعصاب شکن جدوجہد پر مشتمل ایک ایسی کہانی ۔ جس کا ہر لمحہ موت اور قیامت کے لمحے میں تبدیل ہو گیا۔
- ـ کیا نائٹ فائٹرز اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے اور عمران اور کرنل فریدی آپس میں ہی لڑتے رہ گئے ـــــ ؟
- ـ انتہائی دلچسپ اور منفرد ایکشن سسپنس اور تیز ٹیمپو پر مبنی ایک ایسا ناول جو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان